THE NUMBER ONE BESTSELLER

JEFFREY ARCHER

'A storyteller in the class of Alexandre Dumas'
WASHINGTON POST



A MATTER OF HONOUR

انتہائی دلچسپ نیا سلسلہ

گمشدہ دستاویز

ابوعدیل

گزشتہ بیس برسوں میں لکھی جانے والی طویل ترین تعاقب کی ایک بہترین کہانی

جیفری آرچر کے مہماتی ناول "اے میٹر آف آنر" کی تلخیص — پہلی قسط



کریملن، ماسکو، ۱۹ مئی ۱۹۶۶ء

گھنی بھووں والی آنکھوں کو اُوپر اُٹھا کر سیکرٹری جنرل برزنیف نے اپنے مخاطب سے کہا:

"یہ تصویر اصلی نہیں۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا۔" اُس کے مخاطب نے جواب دیا۔ "زار کی پسندیدہ سینٹ جارج اور مگرمچھ کی تصویر گزشتہ پچاس سال سے لینن گراڈ میں موسم گرما کے محل میں پہرے داروں کی نگرانی میں موجود ہے۔"

"ٹھیک ہے کامریڈ زالورسکی!" برزنیف مسکرایا۔ "گزشتہ پچاس برسوں سے پہرے دار ایک نقلی تصویر کی نگرانی کرتے چلے آرہے ہیں۔ زار کی وہ پسندیدہ تصویر سُرخ فوج کے محل میں داخل ہونے سے کچھ عرصہ پہلے وہاں سے اُٹھالی گئی تھی۔"

رُوس کے جی بی کا سربراہ زالورسکی اپنی کرسی پر کسمسایا۔ بلی اور چوہے کا کھیل شروع ہو چکا تھا۔ جب دفتر میں اُسے اطلاع دی گئی تھی کہ جنرل سیکرٹری برزنیف اُسے طلب کر رہے ہیں تو وہ اُسی وقت سمجھ گیا تھا کہ بلی اور چوہے کا کوئی نیا کھیل شروع ہونے والا ہے۔ کے جی بی کے سربراہ کی حیثیت سے وہ جانتا تھا کہ یہ کھیل کب اور کیسے شروع ہوتا ہے۔

"کامریڈ سیکرٹری جنرل! آپ کا تیقن مجھے حیران کر رہا ہے... آپ..." کے جی بی کے سربراہ زالورسکی نے اپنی بات خود ہی اَدھوری چھوڑ دی۔

"مَیں پُورے اعتماد کے ساتھ اس لیے کہہ رہا ہُوں کہ گزشتہ اٹھارہ مہینوں سے زار کے محل کے تمام نوادرات اور اشیا کی جدید ترین سائنسی طریقوں سے جانچ پڑتال کی جارہی ہے۔ ہم نے ہمیشہ یہ تصوّر کیا تھا کہ سینٹ جارج اور مگرمچھ کی وہ تصویر جس کے سامنے زار کھڑا ہو کر عبادت کرتا تھا، وہ پانچ سو برس پُرانی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پانچ سو برس پُرانی وہ تصویر موسم گرما کے محل سے غائب تھی اور اُس کی جگہ ایک نقلی تصویر کی حفاظت کی جاتی رہی۔"

برزنیف نے گہری نگاہوں سے کے جی بی کے سربراہ زالورسکی کو دیکھا اور بات جاری رکھی:

"مَیں سائنسی بُنیادوں پر رپورٹ حاصل کر چکا ہُوں۔ دیگر اُمور پر بھی غور ہو چکا ہے۔ انقلاب رُوس سے صرف چند ماہ پہلے اصل پانچ سو برس پُرانی تصویر کی ایک چابک ماہرِ فن مصوّر سے نقل کروائی گئی۔ اصل تصویر غائب ہو گئی۔ وہاں نقلی تصویر آویزاں کر دی گئی۔ انقلاب کے بعد زار کے گرمائی محل کے منتظم کو ہمیشہ یہ پریشانی رہی کہ تصویر کے فریم کے ساتھ زار کا علامتی چاندی کا تاج بھی چسپاں تھا، وہ کہاں غائب ہو گیا..."

"کامریڈ سیکرٹری جنرل! مَیں سمجھتا رہا کہ جب سُرخ فوج گرمائی محل میں انقلاب کے دوران میں داخل ہُوئی تو کسی مہم جو سپاہی نے چاندی کا تاج اُس تصویر سے اُتار لیا ہو گا۔"

"کامریڈ زالورسکی! وہ زار کا علامتی چاندی کا تاج نہیں بلکہ اصل تصویر تھی جو وہاں سے غائب کر دی گئی۔"

"زار اصل تصویر سے کیا کام لینا چاہتا تھا؟" زالورسکی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنے آپ سے پُوچھ رہا ہو۔

"کامریڈ زالورسکی! یہی بات مَیں جاننا چاہتا ہُوں۔" برزنیف کا لہجہ بدلا: "اور تمہیں اس لیے طلب کیا ہے کہ تم اس اہم سوال کا جواب تلاش کرو۔"

زالورسکی نے دل میں کہا چُوہے بلی کا کھیل شروع ہو چکا ہے۔ وہ مؤدّب لہجے میں بولا:

"کامریڈ سیکرٹری جنرل! مجھے آپ کے تعاون کی ہر قدم پر ضرورت ہو گی۔"

برزنیف مُسکرایا، اُس کی مُسکراہٹ میں لومڑی کی سی چالاکی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اُس نے سامنے رکھا ہُوا ایک فائل کیبنٹ کھولا۔ اُس میں سے ایک فائل نکالی اور اُس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ یہ فائل بڑی صفائی سے ٹائپ ہُوئے دس صفحات پر مشتمل تھی۔ فائل کے چوتھے صفحے سے پیراگراف وہ اپنی بوجھل آواز میں پڑھنے لگا:

"انقلاب کے وقت زار نکولس دوم اس پانچ سو برس پُرانے رُبلیوف کے شاہکار کو مغرب کے لیے اپنی آزادی کا پاسپورٹ سمجھتا تھا۔ اُس نے اس کی ایک کاپی تیار کروائی اور جہاں اصل تصویر لٹک رہی تھی، وہاں وہ کاپی آویزاں کرا دی۔ کامریڈ زالورسکی! ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ تصویر کس مقصد کے لیے وہاں سے غائب کی گئی، اور پھر ہمیں وہ تصویر دوبارہ حاصل کرنی ہے۔"

کے جی بی کا سربراہ زالورسکی اپنی پریشانی اور حیرت چھپانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔

"کامریڈ سیکرٹری جنرل! اس تصویر کو اتنی اہمیت کیوں دی جارہی ہے؟" اُس نے پُوچھ ہی لیا۔

"کامریڈ! اس کی اہمیت کا اندازہ تم اس طرح لگا سکتے ہو کہ اس تصویر کے بارے میں جُملہ معلومات حاصل کرنے اور اس کی بازیابی کے لیے تم رُوس کے تمام ذرائع اور وسائل اپنے استعمال میں لا سکتے ہو۔ اس کے حصول کے لیے تمہیں جتنی رقم کی ضرورت پڑے حکومت فراہم کرے گی۔" بڑے ڈرامائی انداز میں برزنیف نے کے جی بی کے سربراہ زالورسکی کی طرف جُھکتے ہُوئے کہا:

"تصویر کے 'اندر' جو چیز چُھپی ہے، وہ بہت اہم ہے۔ اس کے لیے خزانے خرچ کیے جا سکتے ہیں۔"

زالورسکی نے اپنی حیرت کو اب چھپانے کی ضرورت محسوس نہ کی:

"اس میں کیا چھپا ہُوا تھا؟"

"کامریڈ زالورسکی! تمہیں یاد ہے کہ اپنی جان بچانے کے لیے زار نے لینن کو کیا پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا؟" برزنیف نے پُوچھا۔

"وہ تو زار کی ایک چال تھی، کامریڈ سیکرٹری جنرل! وہاں سے کوئی خُفیہ دستاویز نہیں ملی تھی۔"

"زالورسکی! تم اب حقیقت کے قریب پہنچ گئے۔ اگر وہ دستاویز اُس تصویر سے نہیں ملی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اصلی تصویر غائب کر دی گئی تھی اور اُس کی جگہ ایک نقلی تصویر آویزاں تھی۔"

زالورسکی سوچوں میں گُم تھا۔ برزنیف کہہ رہا تھا:

"اُس وقت یہی سمجھا گیا کہ زار نے اپنی جان بچانے کے لیے لینن کو دھوکا دینے کی کوشش کی تھی۔ یہ دیکھو۔" برزنیف نے فائل کا ایک کُھلا صفحہ کے جی بی کے سربراہ زالورسکی کے سامنے کر دیا۔ یہ صفحہ زار نکولس کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہُوا تھا۔ زار کے ہاتھ کی تحریر دیکھ کر زالورسکی نے ایک سنسنی سی پُورے جسم کے اندر دوڑتی ہُوئی محسوس کی اور پھر وہ اُسے پڑھنے لگا۔ جُوں جُوں وہ پڑھتا گیا اُس کی سنسنی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ برزنیف کا لہجہ گمبھیر ہو چُکا تھا۔

"اب تو کسی قسم کے شک و شُبہے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔ اگر ہم وہ تصویر اور اُس میں چُھپی ہوئی دستاویز تلاش کر لیتے ہیں تو پھر دُنیا کا نقشہ بدل سکتا ہے۔ کامریڈ! ذرا سوچو تو سہی کیسا حیران کُن اعجوبہ دُنیا کی تاریخ میں رُونما ہو گا۔ ہاں، فریقین جنھوں نے اس پر دستخط کیے، کیسے ہمارے دعوے کو جُھٹلا سکتے ہیں؟ مجھے یقین ہے کہ اقوامِ متحدہ ہمارے دعوے کی حمایت کرے گی۔ اگر امریکی اس مسئلے کو عالمی عدالت میں لے گئے تو بھی فیصلہ ہمارے حق میں ہو گا۔" سیکرٹری جنرل برزنیف ایک لمحے کے لیے رُکا، اُس کے لہجے میں پریشانی واضح تھی۔ "مجھے ڈر ہے وقت ہمارے خلاف ہے۔"

"کامریڈ سیکرٹری جنرل! ...."

"اور زار کی اس تحریر پر دیکھو کہ میعاد کب ختم ہوتی ہے۔" زالورسکی نے اس تحریر کے آخری حصّے پر تاریخ لکھی دیکھی — ۲۰ جون ۱۹۶۶ء۔ برزنیف نے فائل اُس کے سامنے سے اُٹھا کر بند کر دی۔

"کامریڈ زالورسکی! تم نے دیکھ لیا کہ ہمارے پاس صرف ایک ماہ ہے۔ اس ایک مہینے میں ہمیں سینٹ

جارج اور مگرمچھ کی تصویر تلاش کرنی ہے اور اس میں چھپائی گئی دستاویز اپنے قبضے میں لینی ہے۔ اگر ہم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو امریکی صدر جانسن بے بس و لاچار ہو جائے گا۔ ہم امریکہ کو ایسی شکست دے سکیں گے جس کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملے گی۔ اس کی عالمی ساکھ اور برتری کا طلسم ختم ہو جائے گا...“

ایپل شا۔ انگلینڈ۔ جون ۱۹۶۶ء

”اور مَیں اپنے پیارے بیٹے کیپٹن ایڈم سکاٹ کے لیے پانچ سو پونڈ چھوڑتا ہوں۔“

بوڑھا وکیل وصیت پڑھ رہا تھا۔ کیپٹن ایڈم سکاٹ، اُس کی بہن اور اس کی ماں وکیل کے دفتر میں بیٹھے تھے۔ ایڈم سکاٹ کو پہلے سے اندازہ تھا کہ اُس کا آنجہانی باپ وصیت میں اُس کے لیے کوئی بڑا ترکہ چھوڑنے کے قابل نہیں لیکن ان حالات میں جبکہ وہ بے کار تھا، پانچ سو پونڈ کی رقم خاصی معقول تھی۔ بوڑھا وکیل ہالبروک خشک کاروباری لہجے میں وصیت پڑھتا چلا جا رہا تھا۔

ایڈم سکاٹ بے چینی سی محسوس کرنے لگا۔ اُس کی والدہ، بہن، پرانے باورچی اور ایک خاص ملازم کے بارے میں سب کچھ بتایا جا چکا تھا۔ اب وصیت میں بھلا کیا باقی رہ گیا تھا۔ بوڑھے وکیل ہالبروک نے گلا صاف کیا اور پھر وصیت کا آخری حصہ پڑھنے لگا:

”اور اپنے عزیز بیٹے کے لیے میں ایک سربمہر لفافہ بھی چھوڑے جا رہا ہوں۔ مَیں صرف یہ توقع کر سکتا ہوں کہ یہ لفافہ اُس کے لیے مسرتوں کا باعث ہو گا۔ یہ لفافہ مَیں اِس شرط کے ساتھ اپنے بیٹے کے سپرد کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اسے کھولے اور اس کے مضمون سے آگاہ ہو جائے تو پھر اس کے مشمولات کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتائے گا۔“

ایڈم سکاٹ نے حیرت سے اپنی والدہ کی طرف دیکھا۔ بوڑھے وکیل ہالبروک نے ایک پرانا زرد سربمہر لفافہ اُسے تھما دیا۔ چند منٹ کمرے پر مکمل خاموشی چھائی رہی پھر ایڈم کو اپنی ذمے داری کا احساس ہوا۔ وہ اُٹھا اور اُس نے وکیل ہالبروک کا شکریہ ادا کیا۔ اُس سے ہاتھ ملایا اور اپنی والدہ اور بہن کے ساتھ اُس کے دفتر سے باہر نکل آیا۔

جب وہ اپنی پرانی کار میں بیٹھے گھر کی طرف جا رہے تھے تو اُس کی بہن مارگریٹ نے پوچھا:

”اس لفافے میں بھلا کیا ہو سکتا ہے؟ ایڈم!“

ایڈم سکاٹ مسکرایا۔

”ڈیڈی کو تم جانتی ہو کہ وہ کتنے جزرس تھے۔ اس میں ایک طویل ہدایت نامہ ہو گا کہ مَیں پانچ سو پونڈ کی رقم کس طرح خرچ کروں۔“

اُس کی بہن ہنسنے لگی لیکن اُس کی والدہ کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔ ایڈم سکاٹ نہیں جانتا تھا کہ اُس کی والدہ اس وقت ماضی میں گم تھی۔ بیس برس پہلے کا ایک منظر اُسے یاد آ رہا تھا۔ اُس کا شوہر گیرالڈ سکاٹ وہ لفافہ لیے کھڑا تھا۔ وہی جو آج ایڈم کو ملا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا:

”مَیں اسے کھولوں گا۔ آخر دیکھنا چاہیے کہ اس میں کیا ہے۔“

”کبھی نہیں۔ تم اسے کبھی نہیں کھولو گے۔“ اُس نے اپنے شوہر سے کہا تھا۔ ”مَیں نے تمہاری بہت خدمت کی ہے۔ اس کے صلے میں یہی کہوں گی کہ اس منحوس لفافے کو کبھی نہ کھولنا۔“

اور یہ لفافہ اُس کے شوہر نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں کھولا تھا۔

گھر میں جانے کے بعد ایڈم نے اپنی والدہ کو بتایا:

”ممی! سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ وزارتِ خارجہ نے مجھے طلب کر لیا ہے۔ اُمید ہے ملازمت مل جائے گی۔“ اس کی ماں اُسے محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ ایڈم اپنے باپ کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ وہی قد، وہی

خدوخال... کتنے دنوں کے بعد وہ لندن سے آیا تھا۔ اپنے بیٹے کی آمد ماں کے لیے بہت خوشگوار تھی۔

پرانے چھوٹے سے گھر میں جانے کے بعد کچھ گپ شپ رہی پھر ایڈم اپنے پرانے کمرے میں چلا گیا۔ جیب سے وہ پیلا پرانا لفافہ نکال کر وہ اُسے ایک اسکول کے طالب علم کی سی دلچسپی کے ساتھ دیکھنے لگا۔ پھر اُس نے اچانک وہ لفافہ اپنی جیب میں رکھ لیا۔ وہ بہت سی یادیں اور باتیں تازہ کرنے لگا... اُسے یاد آیا ۱۹۴۶ء میں جب وہ پندرہ برس کا تھا کہ اُس کے باپ نے اچانک فوج سے استعفا دے دیا تھا۔ ’ٹائمز‘ نے اُس کے والد کے بارے میں لکھا تھا کہ وہ ایک جری افسر تھا جس کا ریکارڈ شاندار تھا۔ اُس کے استعفے پر سب نے حیرت کا اظہار کیا تھا۔ یہ حیرت اس لیے بھی تھی کہ فوج اور اُس کے گھر میں سب یہ سمجھتے تھے کہ اُسے جلد ہی جنرل کے عہدے پر ترقی ملنے والی تھی۔ کرنل نے اپنے استعفے کی وجہ اپنی رجمنٹ کو نہیں بتائی تھی۔ طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ شدید اصرار اور تقاضوں کے جواب میں کرنل یہی کہتا کہ مَیں نے بہت جنگ دیکھ لی۔ فوج میں بڑی زندگی گزاری۔ اب مَیں بہت پیسہ کمانا چاہتا ہوں اپنی بیوی اور بچوں کو عیش کرانے کے لیے — لیکن استعفا دینے کے بعد کرنل نے جب مقامی گالف کلب کے سیکرٹری کا عہدہ سنبھالا تو اس معمولی ملازمت پر لوگوں کو بہت حیرت ہوئی کہ وہ کس طرح عیش و عشرت کی زندگی بسر کر سکے گا۔

یہ ایڈم کے نانا تھے جنہوں نے اُس کے تعلیمی اخراجات برداشت کیے۔ اس کے بعد ایڈم کو سینڈھرسٹ میں داخلہ مل گیا۔ سینڈھرسٹ میں اس نے بڑا نام پایا۔ فوجی مشقوں، باکسنگ اور تعلیم میں وہ ممتاز کیڈٹ کی حیثیت سے چھایا رہا۔ ۱۹۵۶ء میں اُس نے سینڈھرسٹ ملٹری اکادمی کا امتحان پاس کیا۔ اسے سورڈ آف آنر ملی۔ یہ ایک بڑا اعزاز تھا۔ اُسے جونہی مستقل کمیشن ملا اسے رائل ویسکین رجمنٹ میں شامل کر لیا گیا۔ اُس نے بہت جلد افسروں اور سپاہیوں میں مقبولیت حاصل کر لی لیکن جب چھ برسوں کے بعد ’لندن گزٹ‘ میں اُن لوگوں کی فہرست شائع ہوئی جنہیں کیپٹن کے عہدے پر فائز کیا گیا تھا تو اس میں لیفٹیننٹ ایڈم سکاٹ کا نام موجود نہ تھا اور یہ بات سبھی کے لیے حیران کُن تھی۔ ملایا کے جنگلوں میں جب اُس نے بہادری اور شجاعت کے کارنامے انجام دیے تو اس کے بعد ہی کیپٹن کے عہدے پر ترقی دے دی گئی۔ اس جنگ میں اُسے کمونسٹوں نے قیدی بنا کر ایسا وحشیانہ تشدد کیا تھا کہ انتہائی سخت جاں سپاہی بھی اسے برداشت نہ کر سکتا تھا، لیکن ایڈم یہ سب کچھ سہہ گیا۔ آٹھ ماہ بعد وہ کمونسٹوں کی قید سے فرار ہو کر واپس اپنی رجمنٹ پہنچنے میں کامیاب ہوا تو اُسے پتہ چلا کہ اُسے مُردہ قرار دے کر ملٹری کراس کا اعزاز دیا جا چکا ہے۔ ۲۹ برس کی عمر میں جب پھر اُسے اپنی تمام تر شجاعت اور کارناموں کے بعد ترقی دے کر کرنل نہ بنایا گیا تو ایڈم سکاٹ نے دل برداشتہ ہو کر استعفا دے دیا۔ اُس نے ابھی استعفا نہیں دیا تھا کہ اُسے اپنی ماں کا خط ملا کہ اُس کا باپ قریب المرگ ہے۔ اُس نے اپنے باپ کو اپنے عزائم سے آگاہ نہ کیا۔ جونہی اُس کا انتقال ہوا اُس نے فوج سے استعفا دے دیا۔

اُس کے ساتھ فوج میں ایسا کیوں سلوک کیا گیا تھا، اس کا اُس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اُس نے وہ زرد لفافہ — لندن جا کر کھولنے کا فیصلہ کیا۔

لندن میں وہ اپنے بچپن کے گہرے دوست لارنس کے فلیٹ میں رہتا تھا۔ لارنس طالب علمی کے زمانے میں اتنا ذہین نوجوان سمجھا جاتا تھا کہ سب اُس کے بارے میں کہتے تھے کہ وہ پہلے برطانیہ کا وزیر اور پھر وزیرِ اعظم بنے گا۔ لیکن وہ سیاست میں نہیں گیا اور اب وہ بارکلے بینک کے غیر ملکی کرنسی کے شعبے کا سربراہ اور وائس پریذیڈنٹ تھا۔

بقیہ: گمشدہ دستاویز

کبھی کبھی ___ وہ خود شکایت کرتا کہ وائس پریذیڈنٹ ہونے کے باوجود ابھی تک بینک نے اُسے سرکاری کار نہیں دی اور اُسے بینک ٹیکسی پر جانا پڑتا ہے۔ لارنس بہت دلچسپ اور ہنس مکھ آدمی تھا، تاہم ایڈم کو کبھی کبھی محسوس ہوتا کہ وہ کچھ پُراسرار بھی ہے۔ جس فلیٹ میں وہ رہتے تھے، بہت بڑا تھا۔ ایڈم کو وہاں کوئی تکلیف نہ تھی۔

اُس رات لندن کے اُس فلیٹ میں ایڈم نے وہ لفافہ کھولا۔ اس کے اندر اُسے اپنے والد کا خط ملا اور ایک چھوٹا سربمہر لفافہ۔ اُس نے سب سے پہلے اپنے والد کا خط پڑھنا شروع کیا۔ جانے پہچانے سوادِ تحریر کو دیکھ کر وہ کچھ جذباتی ہو گیا اور اُس کے ہاتھوں میں لرزش پیدا ہو گئی۔

میرے پیارے ایڈم!

مَیں نے کرنل کے عہدے سے کیوں استعفا دیا، اس کے بارے میں تم نے بہت کچھ سُنا ہو گا۔ مَیں نے خود کبھی اس کی وضاحت کی ضرورت محسوس نہ کی، لیکن آج مَیں تمھیں ہر بات سے آگاہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ استعفا دینے سے پہلے میری آخری پوسٹنگ نیورمبرگ میں ہُوئی تھی۔ وہاں مَیں نومبر ۱۹۴۵ء سے اکتوبر ۱۹۴۶ء تک تعینات رہا تھا۔ مجھے وہاں برطانوی سیکشن کا سربراہ بنایا گیا تھا جس کی ذمّے داری سینئر نازی افسروں کی نگرانی تھی جن پر جنگی جرائم کے تحت مقدّمہ چلایا جا رہا تھا۔ مَیں اس عرصے میں اُن کئی نازی فوجی افسروں سے آشنا ہُوا جنھوں نے دوسری جنگِ عظیم میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ ان میں وہ نازی جرمنی کے رہنما بھی تھے جو ہٹلر کا دستِ راست سمجھے جاتے تھے، ان میں سے ایک جس کے ساتھ مجھے روزانہ واسطہ پڑتا وہ ہٹلر کا نائب گوئرنگ تھا۔ اُسے پہلی بار دیکھتے ہی مجھے اُس سے نفرت ہو گئی۔ وہ نیورمبرگ میں جنگی مُجرم اور قیدی ہونے کے باوجود انتہائی متکبّر اور مغرور تھا۔ اُسے اپنے جرائم پر کوئی ندامت نہ تھی۔

گوئرنگ کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ صُبح اُسے پھانسی دی جانے والی تھی کہ رات کو ایک افسر نے مجھے بتایا کہ گوئرنگ مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس ملاقات کی ایک ایک تفصیل مجھے آج بھی یاد ہے جیسے وہ کل کی بات ہو۔ جب رُوسی میجر ولادیمیر کوسکی کی ڈیوٹی ختم ہُوئی اور مَیں نے چارج سنبھالا تو اُس نے بھی مجھے گوئرنگ کی تحریری درخواست پیش کر دی۔ اپنے روزمرّہ اور معمول کے فرائض انجام دے کر مَیں گوئرنگ سے ملنے اُس کی کوٹھڑی پہنچا۔ اُس نے اُٹھ کر سلیوٹ کرتے ہُوئے میرا استقبال کیا۔ میرے ساتھ میرا کارپورل بھی تھا۔

"آپ مجھ سے ملنا چاہتے تھے؟" مَیں نے پُوچھا۔

"کرنل! میری درخواست منظور کرنے پر مَیں آپ کا ممنون ہُوں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ میری آخری خواہش پُوری کرتے ہُوئے علٰحدگی میں میری بات سُنیں۔" مَیں نے اپنے کارپورل کو کوٹھڑی سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔ اس وقت میرے سان و گمان میں بھی نہ تھا کہ گوئرنگ مجھے علٰحدگی میں کیا کہنا چاہتا ہے۔ مَیں نے سوچا اب یہ شخص چند گھنٹوں کا مہمان ہے۔ اس کی بات سُن لینی چاہیے۔ کارپورل کے جانے اور دروازے کے بند ہونے کے ساتھ ہی گوئرنگ نے مجھے وہ لفافہ تھما دیا جو میرے عزیز بیٹے اس وقت تمھاری تحویل میں ہو گا۔

گوئرنگ نے کہا: "میری درخواست ہے کہ جب میری موت واقع ہو جائے تو آپ اس کے بعد یہ لفافہ کھولیں۔ مَیں جانتا ہُوں کہ آپ پر بہت حرف زنی ہو گی لیکن میری موت کے بعد یہ لفافہ بڑی حد تک تلافی کرے گا۔"

میری سمجھ میں ایک بات بھی نہیں آ رہی تھی۔ پھانسی کی سزا پانے والے کئی نازی جنگی مُجرموں کے آخری ایّام

اور گھنٹوں کا مَیں نے مشاہدہ کیا تھا۔ ان میں بہت سے پاگل ہو گئے تھے۔ مَیں یہی سمجھا گورنگ کی زندگی اب چند گھنٹوں کی ہے، اس لیے وہ بھی ذہنی توازن کھو چکا ہے اور بےکار باتیں کر رہا ہے۔

جب مَیں اُس کی کوٹھڑی سے نکلنے والا تھا تو اُس نے کہا: "یقین کرو یہ ایک شاہکار ہے۔ اس کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ اسے کبھی حقیر تحفہ نہ سمجھنا۔" مَیں نے وہ لفافہ اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ تب گورنگ نے سگار سُلگایا۔ ہم سب جانتے تھے کہ خُفیہ ذرائع سے اُسے جیل میں سگار اور دوسری چیزیں انتہائی راز داری سے سمگل کی جاتی تھیں۔ اکثر ہم چشم پوشی سے کام لیتے تھے اور اس وقت جبکہ اُس کی زندگی چند گھنٹوں کی تھی مَیں اُسے روک نہیں سکتا تھا۔

مَیں اُس کی کوٹھڑی سے باہر نکل آیا اور اپنے فرائض کی بجا آوری میں مشغول ہو گیا۔ رات کا آخری پہر تھا ایک کارپورل بھاگا ہُوا آیا: "جناب! چلیے... گورنگ... جناب گورنگ۔" مَیں اُس کے ساتھ بھاگتا ہُوا گورنگ کی کوٹھڑی پہنچا۔ گورنگ اپنی چارپائی پر اُلٹا لیٹا تھا۔ مَیں نے اُسے بلایا۔ وہ مر چکا تھا۔ اُس کی موت سے ایسی افراتفری پیدا ہُوئی کہ مَیں کئی دنوں تک وہ لفافہ بھول ہی گیا جو گورنگ نے مجھے دیا تھا۔ اُس کا پوسٹ مارٹم ہُوا۔ موت زہر خورانی سے واقع ہُوئی تھی۔ عدالتی تحقیقات کے بعد یہ نتیجہ نکلا کہ سائنائیڈ زہر کا کیپسول اُس کے سگاروں میں چھپا کر اُسے جیل کے اندر پہنچایا گیا تھا۔ چونکہ اُس سے آخری ملنے والا شخص مَیں تھا اور وہ بھی تنہائی میں، اس لیے مجھے اُس کی موت کے ساتھ ملوّث کیا جانے لگا۔ ان سرگرمیوں اور الزام تراشیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا کہ مَیں اُسے زہر فراہم کرنے میں کسی نہ کسی طرح ملوّث تھا۔ میرے لیے استعفا دینے کے سوا اور کوئی باعزّت راستہ باقی نہ رہا۔ اس پُورے عرصے میں مَیں اتنا پریشان رہا کہ مَیں نے گورنگ کا وہ لفافہ کھولا ہی نہیں۔ انگلینڈ پہنچ کر مَیں نے استعفا دے دیا اور وردی اُتار دی۔ ایک دن جب مَیں وہ لفافہ کھولنا چاہتا تھا تو تمہاری والدہ جو ان الزامات اور میرے استعفے کی وجوہات سے آگاہ تھی، اُس نے مجھے اپنی وفاؤں کا واسطہ دیا کہ مَیں یہ لفافہ نہ کھولوں۔ مَیں نے تمہاری والدہ کی خواہش کا احترام کیا۔ مَیں اس لفافے کو تلف کرنے کی ہمّت کبھی اپنے اندر نہ پا سکا۔ جب کبھی مَیں ایسا سوچتا تو مجھے گورنگ کے آخری الفاظ یاد آ جاتے کہ یہ ایک بےبہا قیمتی شاہکار ہے۔ مَیں نے لفافہ اپنے اہم کاغذات میں محفوظ کر لیا۔ اب یہ تمہارے پاس ہوگا۔ میرے عزیز بیٹے! اگر اس لفافے کے ذریعے ہمیں کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو اس سے صرف خود ہی فائدہ نہ اُٹھانا بلکہ اپنی والدہ کو بھی اس میں شامل کر لینا، تاہم اُسے کبھی یہ نہ بتانا کہ یہ فائدہ اُسے کس ذریعے سے ملا ہے۔ اگر تم یہ لفافہ کھولنا نہ چاہو تو پھر اسے فی الفور تلف کر دینا، اسے کھولنے کی صُورت میں تمہیں اس سے پُورا فائدہ اُٹھانا ہوگا۔

خدا ہمیشہ تمہارا نگہبان ہو۔ تمہارا والد

گیرالڈ سکاٹ...

ایڈم یہ خط پڑھ کر بہت دیر خاموش بیٹھا رہا۔ ذہن میں کئی طرح کے پُراسرار خیالات آ رہے تھے۔ اُس کے دل کی دھڑکن تیز ہو چکی تھی۔ ہمّت کر کے اُس نے اس بڑے لفافے کے اندر سے کُھلنے والے چھوٹے لفافے کو پکڑا جس پر لکھے ہُوئے کرنل گیرالڈ سکاٹ کے حروف دُھندلے پڑ رہے تھے۔ جیب سے کنگھی نکال کر اُس نے آہستہ آہستہ اُس پُرانے لفافے کو چاک کیا۔ اُس کے اندر سے کاغذ کے دو ٹکڑے نکلے جو امتدادِ زمانہ سے پیلے پڑ گئے تھے۔

دونوں کاغذ، جن پر جرمنی کی حکومت کا نشان کندہ تھا، جرمن زبان میں لکھے گئے تھے اور ایڈم کو جرمن زبان کی شُدبُد بھی نہ تھی۔

کریملن سے اپنے دفتر جاتے ہُوئے کے جی بی کے

سربراہ زابورسکی نے سوچنا شروع کر دیا کہ اس اہم ترین کام کے لیے وہ کن ایجنٹوں کی خدمات حاصل کرے گا۔ بار بار اُس کے ذہن میں دو نام آتے تھے — والچک اور رومانوف۔ اپنے دفتر پہنچ کر اُس نے ان دونوں کی خُفیہ فائلیں نکلوائیں اور اُن کا مطالعہ شروع کر دیا۔ کامریڈ رومانوف کی فائل میں سے اس نے ایک صفحہ پڑھا:

"الیکسندر پیٹر روچ رومانوف، جائے پیدائش لینن گراڈ، تاریخِ پیدائش ۱۲ مارچ ۱۹۳۷ء۔ پارٹی کا مکمل رُکن ۱۹۵۸ء میں منتخب ہُوا۔ اُس کے والد پیٹر نکولائی وِچ رومانوف نے دوسری جنگِ عظیم میں مشرقی محاذ کی جنگ ۱۹۴۲ء میں شرکت کی اور ۱۹۴۵ء میں رُوس واپس آ کر کمونسٹ پارٹی میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا اور اُس نے ریاست دُشمن سرگرمیوں میں حصّہ لینا شروع کر دیا۔ اُس کی مُخبری اُس کے بیٹے الیکسندر رومانوف نے کی۔ پیٹر رومانوف کو بیٹے کی خُفیہ مُخبری کی بنا پر دس برس کی سزا سُنائی گئی۔ وہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو جیل ہی میں چل بسا۔"

زابورسکی مُسکرایا۔ کیپٹن الیکسندر رومانوف انقلاب کا بیٹا تھا، اسی لیے تو اپنے باپ کی مُخبری کرتا رہا۔ اُس نے رومانوف کے دادا پر لکھا ہُوا نوٹ پڑھنا شروع کیا:

دادا — نکولائی الیکسندر روچ رومانوف، تاجر، سوداگر اور پیٹرو گراڈ کے بڑے زمینداروں اور متموّل ترین افراد میں سے ایک۔ ۱۱ مئی ۱۹۱۸ء کو اُسے گولی مار دی گئی۔ وہ سُرخ انقلابی فوجوں سے جان بچانے کے لیے فرار ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔"

زابورسکی نے فون کا چونگا اُٹھایا: "کامریڈ رومانوف کو تلاش کر کے جلد از جلد میرے سامنے پیش کیا جائے۔"

رومانوف کو جسمانی کسرت کا بہت شوق تھا۔ اُس وقت بھی وہ جمنازیم میں ورزش کر رہا تھا جب اُسے اطّلاع دی گئی کہ کے جی بی کے سربراہ نے اُسے فوراً حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ رومانوف کو جوڈو سے بھی بڑی دلچسپی تھی اور پُورے دو برس تک وہ مشرقی یورپ کے جوڈو مقابلوں میں نمبر ایک کھلاڑی کی حیثیّت سے نمایاں رہا تھا۔ مغربی پریس میں بھی اس حوالے سے اُس کا کئی بار ذکر ہو چکا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ وہ اولمپک مقابلوں میں حصّہ لے گا لیکن رومانوف نے تعلیم سے فارغ ہو کر وزارتِ خارجہ میں ملازمت کر لی۔ کے جی بی نے اُس کی اپنے انداز میں تربیت کی۔ خود رومانوف کی بھی ہمیشہ سے کے جی بی میں کوئی بڑا عہدہ حاصل کرنے کی خواہش رہی تھی۔ وہ لندن، پراگ، لاگوس اور پیرس کے رُوسی سفارت خانوں میں سفارت کار کے بھیس میں کے جی بی کے ایجنٹ کی حیثیّت سے نمایاں خدمات انجام دے چُکا تھا۔ اب وہ ماسکو میں کے جی بی کے ہیڈکوارٹر کے ساتھ منسلک تھا۔ اُس نے کئی اہم کامیابیاں حاصل کی تھیں۔ اور اب وہ کے جی بی کے ایک سیکشن کا انچارج تھا۔

رومانوف نے کے جی بی کے سربراہ کو سلام کرتے ہُوئے کہا: "کامریڈ چیئرمین! میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"مَیں ابھی کریملن سے واپس آیا ہُوں۔ کامریڈ سیکرٹری جنرل برزنیف نے ایک نازک مشن کے لیے طلب کیا تھا۔ مَیں نے اس کے لیے تمہارا انتخاب کیا ہے۔ یہ مشن اتنا حسّاس اور اہم ہے کہ تم صرف میرے سامنے جوابدہ ہوگے۔ تم اپنی ٹیم خود بنا سکتے ہو۔ تم اس کام کی تکمیل کے لیے جو مانگو گے حکومت کی طرف سے فراہم کیا جائے گا۔"

"کامریڈ چیئرمین! مَیں شُکر گزار ہُوں کہ آپ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں اور مجھے اس مشن کی ذمّے داری سونپی گئی ہے۔"

"کامریڈ رومانوف! تمہیں زار نکولس دوم کے نوادرات کی ایک گُمشدہ شاہکار تصویر تلاش کرنی ہے جو سینٹ جارج اور مگرمچھ پر مشتمل ہے اور اگر تم اسے تلاش کر لیتے ہو تو..."

رات کی تنہائی میں جب لارنس اپنے کمرے میں سو رہا تھا، ایڈم سکاٹ نے وہ زرد لفافہ کھولا۔ اُس میں ایک

تو خط تھا اور دوسری چیز اپنی نوعیّت کے اعتبار سے کوئی اہم دستاویز تھی۔ اُس نے خط کا عنوان تو سمجھ لیا تھا کہ یہ اُس کے والد کا نام ہے اور خط کے آخر میں مندرج نام 'گوئرنگ' بھی پڑھ لیا تھا۔ اس سے زیادہ وہ اس اہم خط کے مضمون سے واقف نہ ہو سکا تھا۔

اُس نے خط والی عبارت کاغذ کے مختلف ٹکڑوں پر ہو بہو نقل کرنا شروع کر دی ؛ تاہم یہ احتیاط برتی تھی کہ جہاں ایک پیراگراف ختم ہوتا وہاں تک ایک علیحدہ کاغذ پر نقل کر کے اُسے ایک طرف رکھ دیتا۔ کام نامانوس تھا لیکن چند گھنٹوں میں وہ اپنے والد کے نام گوئرنگ کے خط کی نقل کاغذ کے مختلف ٹکڑوں پر کر چکا تھا۔ فوجی ہونے کے ناطے وہ جانتا تھا کہ ایسے اُمور میں احتیاط اور راز داری بہت ضروری ہوتی ہے۔ جب وہ یہ کام ختم کر چکا تو اُس نے وہ خط اُس پُرانے لفافے میں بند کیا اور لفافہ کتابوں کے درمیان رکھّی ہوئی ایک بائیبل کے اندر چھپا دیا۔

دوسرے دن ایڈم سکاٹ ٹیلی فون ڈائریکٹری کی مدد سے یہ جان چُکا تھا کہ وہ جرمن زبان میں لکھے اس خط کا ترجمہ کہاں سے کرا سکتا ہے۔ اُسے علم تھا کہ جرمن سفارتخانے، ریڈیو اور ٹی دی اور یونیورسٹی میں جرمن زباندان موجود ہیں، لیکن وہ اُن کی خدمات حاصل کرنے کے لیے تیّار نہ تھا۔ خدا جانے گوئرنگ نے خط میں کیا لکھّا تھا۔ وہ اس کا انکشاف ہر شخص پر کر کے اپنے لیے کوئی مصیبت پیدا کرنے کے حق میں نہ تھا۔ وہ نجی اداروں، جرمن طالب علموں اور جرمن زبان جاننے والے عام لوگوں کی مدد سے اس کا انگریزی ترجمہ کرانے کا فیصلہ کر چکا تھا......



کے جی بی کے چیئرمین کی بریفنگ کے بعد رومانوف سیدھا اپنے دفتر گیا اُس نے بارہ اہم اور مستند ریسرچ کرنے والوں کی ٹیم بنائی اور انہیں زار کی اس پسندیدہ سینٹ جارج اور مگرمچھ والی شہکار تصویر کے بارے میں معلومات جمع کرنے کی ہدایات جاری کیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر اس تصویر کو اتنی اہمیت کیوں دی جا رہی ہے۔

اُس روز اُسے جو پہلی معلومات فراہم ہوئیں، اُن میں بتایا گیا تھا کہ زار کے گرمائی محل سے وہ نادر تصویر دسمبر ۱۹۱۴ء میں غائب کر دی گئی تھی۔ اس کی جگہ جو تصویر اس دیوار پر آویزاں کی گئی وہ نقلی تھی۔ پھر اُس کی ریسرچ ٹیم کے ایک رُکن نے کھوج لگایا اور اُسے رپورٹ کی کہ جب گرینڈ ڈیوک آف ہیس ارنسٹ لدوِگ ۱۹۱۴ء کے اواخر میں زارِ رُوس سے ملاقات کرنے آیا تو وہ نادر تصویر موجود تھی۔ اس کے بعد اُس کی جگہ نقلی تصویر وہاں لٹکا دی گئی۔ ایک اہم سوال یہ تھا کہ اُس وقت جبکہ رُوس میں زار کے خلاف انقلاب اپنے عروج پر تھا، جرمنی سے جنگ ہو رہی تھی جس میں رُوسی پے در پے شکست کھا رہے تھے گرینڈ ڈیوک آف ہیس کس مقصد کے لیے زارِ رُوس سے ملاقات کرنے رُوس پہنچا تھا۔

رومانوف کو قدیم تاریخ سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ یونیورسٹی کے تاریخ کے ایک پروفیسر نے رومانوف کو اس سلسلے میں وضاحتی رپورٹ بھیجی۔ اس میں لکھا تھا کہ گرینڈ ڈیوک آف ہیس کی بہن زار کی ملکہ تھی۔ گرینڈ ڈیوک آف ہیس اپنی بہن سے ملنے خُفیہ دَورے پر رُوس آیا تھا۔ جب گرینڈ ڈیوک آف ہیس اُس خُفیہ دَورے سے لوٹا تو وہ خالی ہاتھ نہیں تھا۔ زار نے اُسے قیمتی تحائف دیے تھے۔ ان تحائف اور نوادرات میں سینٹ جارج اور مگرمچھ والی وہ شاہکار تصویر بھی تھی۔ یہ تصویر چند روز کے لیے زار کے آبائی محل کی دیوار سے غائب رہی پھر دوبارہ دکھائی دینے لگی ؛ تاہم یہ ثابت ہو چُکا تھا کہ اب جو تصویر آویزاں کی گئی وہ نقلی تھی۔ اصل تصویر زار نے اپنے سالے گرینڈ ڈیوک آف ہیس کو دے دی تھی۔ کیوں؟ اس کا جواب بھی معلوم کرنا ضروری تھا۔

پانچ روز تک رومانوف کے کارندے، ریسرچ کرنے والے، رُوسی ایجنٹ دوسرے ملکوں میں اپنے ذرائع اور

اپنے اپنے انداز سے اس نادر تصویر کے بارے میں رپورٹیں تیار کرتے رہے۔ ان کے بغور مطالعے کے بعد دسویں دن رومانوف اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ نادر تصویر تلاش نہیں کی جا سکتی۔ اُسے ہر روز اپنی کارکردگی کے بارے میں کے جی بی کے چیئرمین کو رپورٹ پیش کرنی ہوتی تھی۔ جب اُس نے دسویں روز مایُوسی کا اظہار کیا تو چیئرمین نے کہا:

"رومانوف! اسے تلاش کرنا ہمارے ملک کے لیے بہت ضروری ہے۔"

گیارہویں دن اُس کی ایک ریسرچر آنا پیٹروفا نے اُسے 'ٹائمز' لندن بروز بدھ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۳۷ء کا ایک تراشہ پیش کیا اور صُورتِ حال یکسر بدل گئی۔ ٹائمز لندن کے ایک گُمنام رپورٹر کے حوالے سے یہ خبر 'اوسٹینڈ ۱۶ر نومبر ۱۹۳۷ء' کی ڈیٹ لائن کے ساتھ شائع ہوئی تھی:

"گرینڈ ڈیوک آف ہیس اور اُن کے خاندان کے چار افراد آج صُبح المناک موت سے دوچار ہُوئے۔ یہ خاندان ایک بلیناً جہاز پر سوار تھا جو فرینکفرٹ سے اُنہیں لندن لے جانے والا تھا۔ گہری دُھند میں جہاز کو حادثہ پیش آیا جس کے نتیجے میں تمام افراد ہلاک ہو گئے۔

"گرینڈ ڈیوک آف ہیس اپنے خاندان کے ساتھ اپنے چھوٹے بھائی پرنس لوئی کی شادی کی تقریب میں شریک ہونے جا رہے تھے جو لندن میں ہو رہی تھی، نوجوان پرنس لوئی اپنے بھائی اور عزیزوں کے استقبال کے لیے کرائیڈن کے ہوائی اڈّے پر منتظر تھے کہ انہیں اس جان لیوا اور المناک حادثے کی اطلاع دی گئی۔ پرنس لوئی نے فی الفور اپنی شادی کی تقریبات کا شاندار پروگرام تو منسوخ کر دیا، تاہم ونڈسر کے ایک چھوٹے سے گرجا گھر میں شادی کی تقریب بہت سادگی سے ادا کی گئی۔

"پرنس لوئی جو اب اپنے آنجہانی بھائی کے بعد گرینڈ ڈیوک آف ہیس بن گئے ہیں، آج شام اپنی دُلہن کے ساتھ اوسٹینڈ روانہ ہوں گے جہاں اپنے لواحقین کے تابوتوں کے ساتھ جرمنی جائیں گے۔ تدفین کی رسم ڈارمسٹڈٹ میں ۲۳ر نومبر کو ادا کی جائے گی۔"

اس سے اگلے پیراگراف کے ارد گرد ریسرچر آنا پیٹروفا نے سُرخ حاشیہ لگا دیا تھا۔

"گرینڈ ڈیوک آف ہیس کی بعض قیمتی ذاتی اشیا اور وہ نادر تحفے جو وہ اپنے بھائی اور اُس کی دُلہن کے لیے اپنے ساتھ لے کر جا رہے تھے وہ جائے حادثہ کے آس پاس میلوں علاقے میں منتشر ہو گئے۔ جرمن حکومت نے آج صُبح یہ اعلان کیا ہے کہ ایک سینیئر جنرل کو یہ ذمّے داری سونپی گئی ہے کہ وہ ایک ٹیم کی سربراہی کریں اور وہ تمام بکھری ہُوئی قیمتی اشیا اور تحفے اکٹھّا کر کے آنجہانی ڈیوک کے جانشین تک پہنچائے۔"

رومانوف نے نوجوان، پُرکشش ریسرچر آنا پیٹروفا پر اک توصیفی نگاہ ڈالی۔ دوسرے لمحے اُس کا تأثر بدلا اور اُس نے کہا:

"۱۷ر نومبر ۱۹۳۷ء کے بعد کے چھ ماہ کے 'ٹائمز' کا معائنہ کرو۔ نیز جرمنی اور بلجیم کے اُس دَور کے اخبارات بھی غور سے دیکھو۔ مجھے یقین ہے کہ ہمیں قیمتی معلومات مِل جائیں گی۔"

بارہ گھنٹوں کے بعد آنا پیٹروفا پھر رومانوف کے دفتر میں اُس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ برلن سے شائع ہونے والے 'آسٹانگ' کی ہفتہ ۱۹ر جنوری ۱۹۳۸ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون کا تراشہ لائی تھی۔ اس مضمون میں بتایا گیا تھا کہ نومبر ۳۷ء میں ہونے والے طیّارے کے حادثے کی تحقیقات مکمل ہو گئی ہیں۔ گرینڈ ڈیوک آف ہیس اپنے ساتھ جو قیمتی تحائف دُلہا اور دُلہن کے لیے لے کر گئے تھے وہ بھی جل چُکے ہیں سوائے دو قیمتی چیزوں کے ــــ ایک ہیروں سے مرصّع بالوں میں لگائی جانے والی پن اور ایک نادر تصویر ـــــ سینٹ جارج اور مگرمچھ کی تصویر جو اس سے پہلے زار نکولس کی ملکیت تھی۔ ان دونوں چیزوں کے سوا باقی تمام اشیا تلاش کر کے موجودہ گرینڈ ڈیوک آف ہیس پرنس لوئی کے سپُرد کی جا چکی ہیں۔"

آنا پیٹروفا کے پاس حیران کر دینے والی ایک چیز اور بھی تھی۔ یہ ایک تصویر تھی جو ایک اخبار میں شائع ہوئی تھی۔ اس تصویر میں پرنس لوئی کو ایک جرمن جرنیل کے ساتھ دکھایا گیا تھا۔ یہ وہ جرنیل تھا جس نے طیارے کے حادثے کی تحقیقات کروائی تھیں اور تمام بکھری ہوئی اشیا تلاش کر کے پرنس لوئی کی خدمت میں پیش کی تھیں۔

رومانوف نے اپنے آپ سے پوچھا "کیا اس جرنیل نے وہ دو قیمتی اشیا جن میں سینٹ جارج اور مگرمچھ کی تصویر بھی شامل تھی، اپنے پاس رکھ لی تھیں؟"

آنا پیٹروفا معنی خیز نگاہوں سے رومانوف کو دیکھ رہی تھی۔ اُس نے آہستہ سے کہا:

"کامریڈ! آپ نے اس جرنیل کو پہچان لیا ہوگا؟"

"اسے کون نہیں جانتا؟ گوئرنگ .... تو وہ گوئرنگ تھا جس نے تحقیقات کرائی اور گمشدہ اشیا جمع کروائیں۔ کامریڈ پیٹروفا! اب تم اپنی ساری توجہ اس نادر تصویر کے حوالے سے گوئرنگ پر مرکوز کر دو ... تمہاری کارکردگی سے مَیں بہت خوش ہُوں۔"

❦

"پھر تم کس نتیجے پر پہنچی ہو۔ کچھ ایسے امکانات پائے جاتے ہیں کہ گوئرنگ نے وہ نادر تصویر خود اپنے پاس رکھ لی ہو۔"

غالباً ایسے ہی ہُوا ہوگا، کامریڈ!" آنا پیٹروفا نے جواب دیا۔ "ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہٹلر نے آرٹ کے تمام نادر نمونے جو تیسری ریشاغ کے زمانے میں غصب کیے تھے، اُن کا انچارج گوئرنگ کو بنا دیا تھا اور وہ ہٹلر کے تمام احکامات پر عمل کرنے کا عادی نہ تھا۔ ویسے بھی ہٹلر کا اپنا ذوق اور معیار تھا۔ اُس نے آرٹ کے بہت سے نمونے تلف کر دینے کا حکم دیا تھا۔ گوئرنگ نے اُس کے حکم کی تعمیل میں کمتر درجے کے شہکار جلوا دیے تھے اور اعلیٰ شہکار کسی نہ کسی طرح محفوظ کرنے میں کامیاب رہا تھا۔"

"ہم جاننا یہ چاہتے ہیں کہ کیا گوئرنگ نے زار نکولس کی اس شہکار تصویر سینٹ جارج اور مگرمچھ کو اپنے پاس رکھ لیا تھا یا نہیں؟"

"ہمیں اتنا معلوم ہے کہ ہٹلر کے احکامات کی حکم عدولی کرتے ہُوئے گوئرنگ نے بہت سے شاہکار سرحد پار کروا کے سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں محفوظ کرا دیے تھے، اس لیے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ زار کی اس شہکار تصویر کو بھی اُس نے سوئٹزرلینڈ کے کسی بینک میں محفوظ کرا دیا ہوگا۔"

"پھر تو سوئس بینکوں سے اس کا آسانی سے سُراغ مل سکتا ہے۔" رومانوف نے کہا۔

"کامریڈ! آپ ایک بات بھُول گئے۔" آنا پیٹروفا نے جواب دیا۔ "گوئرنگ اتنا احمق نہیں تھا جتنا آپ سمجھ رہے ہیں۔ یہ تصویریں مختلف بینکوں میں مختلف اوقات میں مختلف فرضی ناموں سے محفوظ کرائی ہوں گی، اس لیے ان کے بارے میں کچھ دریافت کرنا اتنا سہل نہ ہوگا۔"

"کچھ بھی ہو، ہمیں یہ معلومات حاصل کرنی ہیں۔" رومانوف نے ایک عزم کے ساتھ کہا۔ "تمہارے خیال میں آغاز کہاں سے کرنا چاہیے؟"

"دُوسری جنگِ عظیم کے بعد غصب کی ہُوئی نادر تصاویر کی اکثریت اُن کے مالکوں اور حقداروں تک پہنچا دی گئی۔ اس کے باوجود دُنیا کے کتنے ہی ذاتی اور سرکاری، نیم سرکاری میوزیم ہیں جہاں وہ تصویریں موجود ہیں جو غصب ہوئیں لیکن وارثوں کو واپس نہ ملیں۔ سرکاری، نیم سرکاری اور ذاتی میوزیوں میں یہ کیسے پہنچیں، یہ ایک سربستہ راز ہے۔ اس کاروبار کے اپنے کچھ اُصول ہیں۔"

"تمہارے خیال میں کیا گمشدہ اور غصب کی گئی تمام تصویریں دُنیا کے سامنے آ چکی ہیں؟"

"میری تحقیقات کے مطابق ستّر فیصد تصویروں کی بازیابی ممکن ہو سکی۔ بہت سی تصویریں تباہ اور ضائع ہو گئیں، تاہم اب بھی بہت سی نادر تصاویر سوئٹزرلینڈ

کے بینکوں میں محفوظ ہیں۔"

رومانوف اس خوبصُورت جوان ریسرچر آنا پیٹروفا کی ذہانت سے بہت متاثر ہو رہا تھا، اس لیے محفوظ کرائی گئی تصاویر کے بارے میں سوئس بینکوں کا طریقِ کار پُوچھا تو آنا پیٹروفا نے جواب میں کہا:

"یہ بینک تصویر کو اُس کے مالک یا اُس کے وارث کو واپس کرتے ہیں۔ بعض بینک بیس برس تک انتظار کرتے ہیں کہ مدّعی آئے تو اُس کی چیز اُس کے حوالے کر دی جائے۔ اگر اس مُدّت کے بعد بھی وارث یا مدّعی خود نہ آئے تو پھر بینک اس سلسلے میں تفتیش کرتے ہیں۔ اگر تفتیش ناکام ہو جائے اور کوئی حقدار نہ ملے تو پھر بینک اس چیز کا مالک بن جاتا ہے، بیشتر صُورتوں میں ایسا ہُوا کہ وہ نادر تصویر بینک نے سوئس ریڈکراس کو دے دی اور انُہوں نے اس کا نیلام کر دیا۔"

"یہ ثبوت ہمیں مل چکا ہے کہ زار کی نادر تصویر سینٹ جارج اور مگرمچھ، دُنیا میں کہیں نیلام نہیں ہُوئی۔" رومانوف نے کہا۔

"کامریڈ! مَیں اس نتیجے پر پہنچی ہُوں کہ دُنیا یہ سمجھتی ہے کہ زار کی وہ شہکار تصویر سینٹ جارج اور مگرمچھ، زار کے آبائی محل میں ہے، جبکہ وہاں نقلی تصویر لٹک رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اصلی شاہکار سوئٹزرلینڈ کے کسی بینک میں اپنے حقدار کا انتظار کر رہا ہے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔" آنا پیٹروفا کی طرف دیکھتے ہُوئے رومانوف بولا۔ "تم بہت ذہین اور بہت خوبصُورت ہو۔ حیرت ہے کہ آج تک مَیں تمہاری ان دونوں خُوبیوں سے پُوری طرح فائدہ کیوں نہ اُٹھا سکا۔ ہم انھی خطوط پر کام کریں گے جو تم نے بتائے ہیں۔"

❦

ایڈم سکاٹ منصُوبے کے مطابق اُس ہوسٹل میں پہنچا جہاں اُس کی معلومات کے مطابق بہت سے جرمن طالب علم رہتے تھے۔ ایک بڑے کمرے میں کچھ جرمن لڑکے لڑکیاں ٹیبل ٹینس کھیل رہے تھے۔ دوسرے کمرے میں کچھ لڑکیاں اور لڑکے بیٹھے پڑھ رہے تھے۔ اُس نے محسوس کیا کہ وہ اُسے قدرے دلچسپی اور تذبذب سے دیکھ رہے ہیں۔ ایک جرمن لڑکی ایک طرف بیٹھی ایک رسالے کی ورق گردانی کر رہی تھی۔ ایڈم اُس کے پاس جا کر جُھکا۔ "ہیلو" کے بعد بیٹھنے کی اجازت چاہی پھر بیٹھ کر بولا:

"اگر ہو سکے تو جرمن زبان کا ایک ٹکڑا ترجمہ کر دیجیے!"

لڑکی مُسکراتے ہُوئے کہنے لگی: "لائیے دیکھتی ہُوں مَیں ترجمہ کر سکتی ہُوں یا نہیں۔"

ایڈم نے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکال کر اُس کے سامنے رکھ دیا جس پر گوئرنگ کے خط کا ایک حصّہ نقل کیا ہُوا تھا۔ اس نے القاب نہیں لکھا تھا۔ کاغذ پنسل نکال کر وہ ترجمہ لکھنے کے لیے مستعد ہو گیا۔ لڑکی کاغذ پر لکھی عبارت کی چند سطریں پڑھنے کے بعد بولی: "ذرا پُرانی قسم کی جرمن زبان ہے ... خیر ... مَیں بولتی جاتی ہُوں .... ہاں لکھیے ....."

"ایک سال سے زائد عرصہ ہُوا جب سے ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح جاننے لگے ہیں۔ آپ نے کبھی اپنی اس نفرت کو چھپانے کی ... کوشش نہیں کی جو نازیوں اور نازی پارٹی کے لیے آپ ..... کے دل میں ہے۔"

لڑکی نے آنکھیں اُوپر اُٹھا کر عجیب نگاہوں سے ایڈم کی طرف دیکھا۔ ایڈم نے جلدی سے کہا:

"یہ ایک پُرانی کتاب کا پیراگراف ہے ... جرمن کتاب کا۔"

وہ کچھ نہیں بولی اور پھر پڑھتے ہُوئے انگریزی میں بتانے لگی:

"لیکن اس پُورے عرصے میں آپ نے میرے ساتھ ایک افسر جیسا فیاضانہ اور مہذب آدمیوں جیسا سلوک روا رکھا ہے جس کے لیے میرے دل میں آپ کا بے حد احترام پیدا ہو گیا ہے ..."

لڑکی رُکی اور پھر کہنے لگی: "یہاں عبارت ختم ہوگئی ہے۔"

"واقعی....؟" ایڈم نے پُوچھا۔

"ہاں... یہ کیا ہے؟"

ایڈم سکاٹ نے وہ جرمن نقل والا کاغذ اور اُس کا انگریزی ترجمہ دونوں جیب میں ٹھونسے اور بولا:

"تم نے میرے لیے جو زحمت اُٹھائی، اس کے لیے مَیں تمہارا شکر گزار ہُوں۔"



رومانوف کے سامنے پُوری سوئس بینکوں کی فہرست رکھی تھی۔ ان میں سے کسی ایک کے لاکر میں زار کی وہ شاہکار تصویر سینٹ جارج اور مگرمچھ محفوظ تھی۔ اُس نے اپنا دراز کھولا اور ایک فائل نکالی جس میں کچھ اشخاص کے نام درج تھے۔ ایک نام پر اُس کی نگاہیں جم گئیں۔ الیکسی آندریووچ پوشکونوف... وہ گزشتہ نو سال سے رُوس کے قومی بینک کا چیئرمین چلا آرہا تھا۔ چند لمحوں بعد اُس نے پوشکونوف کا نمبر ملایا اور جب رابطہ قائم ہوگیا تو اپنا تعارف کراتے ہُوئے بولا:

"آپ کو ایک ضروری کام سے ملنا چاہتا ہُوں۔"

"اچھا..." دوسری طرف سے کھُردرے لہجے میں جواب ملا۔ "منگل ساڑھے گیارہ بجے... ٹھیک رہے گا؟"

"مَیں نے کہا ہے کہ یہ ایک نہایت ضروری سرکاری کام ہے۔" رومانوف نے جھنجھلا کر کہا۔

"اچھا..." دوسری طرف سے جواب آیا۔ "ہم بینکار بہت مصروف ہوتے ہیں۔ خیر سرکاری نوعیت کا کام ہے تو پھر آج پونے چار بجے... صرف پندرہ منٹ کے لیے...."

"ٹھیک پونے چار بجے پہنچ جاؤں گا۔" رومانوف نے جواب دیا۔

پوشکونوف سے ملاقات کرنے سے پہلے رومانوف نے کے جی بی کے چیئرمین زابورسکی سے ملاقات کی اور اپنی رپورٹ پیش کرتے ہُوئے بتایا کہ وہ رُوسی قومی بینک کے چیئرمین پوشکونوف سے ملنے جارہا ہے۔

کے جی بی کا چیئرمین اپنی کُرسی سے اُٹھ کر کھڑا ہوگیا:

"صرف دس دن باقی رہ گئے ہیں۔ ان دس دنوں میں اگر یہ تصویر نہ ملی تو..... سیکرٹری جنرل برزنیف ہر روز صُبح ایک بجے فون کرکے پُوچھتا ہے کہ کیا پیش رفت ہُوئی۔"

"ایک بجے صُبح؟" رومانوف نے قدرے حیرت سے پُوچھا۔

"ہاں، ایک بجے صُبح۔ سیکرٹری جنرل برزنیف کو بے خوابی کا مرض لاحق ہے۔ اُسے رات بھر نیند نہیں آتی۔" پھر اچانک کے جی بی کے چیئرمین کا لہجہ بدلا: "کامریڈ رومانوف! تم جانتے ہو زیادہ سوال پوچھنا خطرناک بھی ثابت ہوسکتا ہے۔ اپنے کام سے کام رکھو۔ تمہیں ایک ایسی ذمّے داری سونپی گئی ہے جسے پُورا کرکے تمہیں قومی ہیرو کی حیثیت حاصل ہوسکتی ہے۔"

رومانوف جو اقتدار کا بھُوکا تھا، ہمیشہ بڑے سے بڑے عہدے کا طالب رہا تھا۔ کے جی بی کے چیئرمین سے یہ جُملے سُن کر جوش میں آگیا۔

"کامریڈ چیئرمین! مَیں اس تصویر کی واپسی کے لیے سر دھڑ کی بازی بھی لگا دوں گا۔"

اپنے دفتر میں جاکر رومانوف بہت دیر تک اپنی کامیابی کے تصورات میں کھویا رہا پھر اُس نے کچھ کاغذات کا مطالعہ کیا اور اس کے بعد گھڑی پر وقت دیکھا اور اُٹھ کھڑا ہُوا۔

رُوس کے قومی بینک کے چیئرمین پوشکونوف نے اُس کے ساتھ وہی سلوک کیا جو حفظِ مراتب کے تحت ایک بڑا افسر اپنے سے بہت چھوٹے اہلکار سے کرتا ہے اُس کی نظر میں کے جی بی کے ایک میجر کی کیا اہمیت ہوسکتی تھی، لیکن جب اُس کی گفتگو آگے بڑھی اور کچھ پُراسرار باتیں سامنے آئیں تو پوشکونوف کا رویّہ یکدم بدل گیا۔ اُس نے اپنے سیکرٹری کو فون پر ہدایت دی: "میری تمام ملاقاتیں منسوخ کردو۔ جب تک میجر رومانوف میرے کمرے سے نہ جائے کسی کو

اندر آنے کی اجازت نہیں۔"

چند منٹوں میں پوشکونوف معاملے کی تہ تک پہنچ گیا اور اُس نے کچھ سوچتے ہُوئے کہا:

"ٹھیک... تم چاہتے ہو کہ سوئس بینکوں میں خطیر رقم جمع کرائی جائے۔ اس حوالے سے تم ان بینکوں کے مالکوں سے تعلقات قائم کرو پھر تعلقات کے ذریعے اُن سے تصویر حاصل کرنے کا راستہ ڈھونڈ نکالو۔ نہیں کامریڈ! ایسا نہیں ہوسکتا۔ تمہارا منصُوبہ بے معنی اور بیکار ہے۔ کیا تم ان بینکاروں کو قائل کرلوگے... کبھی نہیں... پیسے کی طاقت سے انکار نہیں لیکن جن کے پاس دولت کے ڈھیر لگے ہوں اُن سے سودا بازی کرنے کے لیے پیسے کو زیادہ اہمیّت نہیں دینی چاہیے... خیر مَیں سوچتا ہُوں..." پھر وہ اچانک بول اُٹھا:

"مَیں تمہارے دادا کو جانتا ہُوں۔ وہ رُوس کا عظیم ترین سوداگر تھا۔ مَیں اُن دنوں اسکول سے نکلا اور نیا نیا کلرک بھرتی ہُوا تھا۔ تمہارے دادا کے مجھ پر بہت احسان ہیں' کامریڈ رومانوف!"

رومانوف نے اپنی جھُنجھلاہٹ کو چھپانے کی کوشش کی۔ پوشکونوف کی یہ بے وقت کی راگنی اُسے مشتعل کر رہی تھی۔

"عظیم دادا..... عظیم تاجر..... بے بہا دولت کا مالک۔"

پوشکونوف بڑبڑا رہا تھا۔ پھر اچانک اُس کا لہجہ بدلا:

"سُنو کامریڈ رومانوف! مَیں تمہاری مدد کروں گا۔ سوئس بینک یہ کبھی نہیں چاہتے کہ اُن کا کسی مُلک سے کسی قسم کا اختلاف پیدا ہو۔ سوئس بینک آزاد اور خودمختار ہونے کے باوجود رُوسی قومی بینک سے کئی اُمور میں کاروبار اور تعاون کرنے پر مجبور ہیں۔ مَیں سوئٹزرلینڈ کے ان بینکوں کے تقریباً تمام چیئرمینوں سے واقف ہُوں۔ اپنے طور پہ اُن سے رابطہ قائم کرکے یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا کہ وہ نادر تصویر کس بینک میں محفوظ ہے۔ مَیں ذاتی اور سرکاری حیثیت میں کھوج لگاؤں گا۔ سوئس بینک خائف رہتے ہیں کہ وہ کسی ایسے تنازعے میں ملوّث نہ ہوجائیں جو کسی قسم کی سرکاری ملکیّت سے تعلق رکھتا ہو۔ چونکہ اصلی تصویر گُم ہُوئے پچاس برس کا عرصہ ہوچکا ہے اور اگر اس تصویر کی ملکیّت کا دعویٰ کرنے والا کوئی شخص متعلقہ بینک تک نہیں پہنچا تو پھر سوئس بینک وہ تصویر رُوسی حکومت کو واپس کرنے میں کسی قسم کے لیت و لعل سے کام نہیں لے گا۔"

"لیکن..... یہ کام جلد ہونا چاہیے۔"

"تم بالکل اپنے دادا کی طرح عُجلت پسند ہو۔ مَیں بہت جلد سوئس بینکوں کے مالکوں سے رابطہ کروں گا۔ آج ہی.... رات کو...."

"کامریڈ پوشکونوف! مَیں معذرت خواہ ہُوں کہ آپ کے ساتھ ابتدا میں خواہ مخواہ بڑی بدتمیزی سے پیش آیا۔"

"مُجھ سے تم چھوٹے ہو۔" تجربے کار گھاگ پوشکونوف نے ایک بلیغ جُملہ کہا۔

جب رُومانوف رُوس کے قومی بینک کے چیئرمین پوشکونوف کے دفتر سے نکل گیا تو پوشکونوف اُٹھ کھڑا ہُوا۔ کھڑکی سے وہ باہر کی طرف دیکھنے اور پھر مُسکرانے لگا۔ اُس کی مُسکراہٹ میں جانے کتنے بھید سمائے ہُوئے تھے۔



ایڈم سکاٹ سے صبح لارنس نے کہا تھا: "بے کار آدمی! آج تمہیں انٹرویو کے لیے وزارتِ خارجہ کے دفتر جانا ہے۔"

"مجھے یاد ہے۔" ایڈم نے جواب دیا تھا۔

"یار! اب بے کاری کا طوق تمہارے گلے سے اُتر ہی جانا چاہیے۔" لارنس نے ہنستے ہُوئے کہا۔

"نوکری نوکری ہے پیارے، تم ایک بڑے بینک کے اہم شعبے کے انچارج ہو، پھر دعویٰ کرتے ہو کہ وائس پریذیڈنٹ بھی ہو لیکن بینک نے تمہیں کار نہیں دی بینک

کی کار تمہیں لینے اور چھوڑنے بھی نہیں آتی۔ یہ کیسی نوکری ہے، پیارے!"

ایڈم سکاٹ نے دیکھا کہ لارنس کا چہرہ چند لمحوں کے لیے فق ہو گیا۔ پھر اُس نے دانستہ ایک زوردار قہقہہ لگایا:

"بس میاں، نوکری تو.... نوکری ہے...."

واقعی ایڈم سکاٹ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ ایک بینک کا وائس پریذیڈنٹ بینک کی گاڑی سے کیوں محروم ہے۔ جب وہ انٹرویو کے لیے وزارتِ خارجہ کے دفتر جا رہا تھا تو اُس کے ذہن میں یہی سوال کلبلا رہا تھا۔ کوئی بھید ضرور ہے اس میں......

انٹرویو کے لیے دو اُمیدوار اور بھی تھے۔ ہیلو ہیلو کے بعد ایڈم سکاٹ وہاں بیٹھ گیا۔ ایک اُمّیدوار نے اپنا تعارف کرایا: "وین رائٹ۔"

"ایڈم سمتھ۔"

دونوں میں باتیں ہونے لگیں تو اچانک ایڈم کو ایک خیال سُوجھا، اُس نے پُوچھا:

"کیا آپ جرمن زبان جانتے ہیں؟"

وین رائٹ نے جواب دیا "جرمن، فرانسیسی، اطالوی اور ہسپانوی زبانیں جانتا ہُوں۔"

"تب تو آپ میرے لیے جرمن زبان کے ایک پیراگراف کا انگریزی میں ترجمہ کر سکتے ہیں؟"

"یقیناً!"

ایڈم نے جیب سے کاغذ کا وہ دوسرا ٹکڑا نکالا جس پر اُس نے اپنے والد کے نام گوئرنگ کے خط کا دوسرا حصّہ نقل کیا تھا۔ پہلا حصّہ تو وہ جرمن ہوسٹل میں ایک لڑکی سے ترجمہ کروا چکا تھا۔

وین رائٹ نے وہ کاغذ پڑھنا شروع کیا اور پھر ہنس کر بولا:

"یار! آپ کہیں انٹرویو لینے والی ٹیم کے رُکن تو نہیں؟"

ایڈم سکاٹ نے بھی ہنس کر جواب دیا:

"مَیں تو خود اُمیدوار ہُوں۔ مجھے جرمن نہیں آتی۔ سوچا آپ بھی فارغ بیٹھے ہیں اس لیے...."

"اچھا.... تو...."

ایڈم سمتھ نے کاغذ پنسل نکال کر سامنے رکھ لیے تاکہ ترجمہ لکھ سکے۔ وین رائٹ جرمن سے انگریزی میں ترجمہ بولنے لگا۔ ایڈم نے لکھنا شروع کیا:

"مَیں جانتا ہُوں کہ آپ کو علم ہے کہ ایک برس کے عرصے میں مجھے باہر سے ایک چیز.... ہوانا سگار اندر سمگل کیے جاتے ہیں۔ یہ اُن چند مسرّتوں میں سے ایک مسرّت ہے جس کی اجازت مَیں نے اپنے آپ کو دے رکھی ہے۔ آپ چاہتے تو یہ سپلائی روک سکتے تھے۔ آپ نے پابندی نہیں لگائی۔ شکریہ! آپ کو علم نہیں کہ ان سگاروں کے اندر کیپسول بھی چھُپے ہوتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے کیپسول...."

سیکرٹری خاتون نے آ کر آواز دی:

"مسٹر سکاٹ! آپ انٹرویو کے لیے اندر جائیں۔"

ایڈم نے وہ کاغذ وین رائٹ سے لے لیا جس پر اُس نے خط کی نقل کی تھی۔ "شکریہ!"

وین رائٹ کچھ حیران تھا۔ ایڈم انٹرویو دینے اندر چلا گیا۔

❋

رومانوف بے چین تھا۔ اُس کی بے چینی بلا وجہ نہ تھی۔ کے جی بی کا چیئرمین اُسے ہر روز دو بار فون کرتا، بُلا بھیجتا کہ کیا پیش رفت ہُوئی ہے۔ کے جی بی کا چیئرمین اپنی جگہ پریشان تھا، کیونکہ ہر روز دو بار سیکرٹری جنرل برزنیف اُس سے رپورٹ طلب کرتا۔ سیکرٹری جنرل اور رُوس کا حکمران برزنیف اپنی جگہ مضطرب تھا کہ امریکہ کو زک پہنچانے کا موقع ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔

پہلی ملاقات کے تیسرے دن رومانوف رُوسی قومی بینک کے چیئرمین پوشکونوف کے بُلاوے پر بڑی اُمیدوں کے ساتھ اُس کے دفتر میں حاضر ہُوا۔ بُوڑھا تجربے کار پوشکونوف پہلے کی طرح متحمل، خشک اور کاروباری دکھائی دے رہا تھا۔

"تم مجھے جو فہرست دے گئے تھے، اس کے مطابق میں سوئٹزرلینڈ کے تمام بینکوں کے چیئرمینوں سے بات کر چکا ہوں... دو بینکوں کے چیئرمین سوئٹزرلینڈ میں ہیں، اس لیے اُن سے بات نہیں ہو سکی۔ وہ دونوں کاروباری اُمور کے سلسلے میں امریکہ کے دو مختلف شہروں میں ہیں۔ اگر مَیں امریکہ اُن سے رابطہ قائم کرتا تو خطرہ تھا کہ سی آئی اے کو بھنک پڑ جاتی اور سی آئی اے اس معاملے سے اپنے انداز میں کوئی معنی نکال کر پیچھے پڑ جاتی..."

"آپ نے یہ بہت اچھا کیا کامریڈ چیئرمین!" رومانوف نے کہا۔

"تمام چیئرمینوں نے تعاون کا یقین دلایا ہے۔ چار بینکوں نے اطّلاع دی ہے کہ اُن کے ہاں ایسی کوئی تصویر نہیں۔ بہرحال اپنے طور پر مَیں ایک نتیجے پر پہنچا ہُوں۔ ان میں سے ایک بینک بیسخوف اینڈ بیسخوف کے ڈائریکٹر نے بتایا ہے کہ ۱۹۳۸ء میں ایک شخص ایک ایسی ہی تصویر بینک میں رکھوا گیا تھا، تاہم قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ وہی تصویر ہے جس کی ہم تلاش میں ہیں۔"

"مجھے آج ہی جانا چاہیے۔" رومانوف نے بے چینی سے کہا۔

"میرے عزیز! ایک جہاز چار پینتیس پر سوئٹزرلینڈ روانہ ہوگا۔ اس میں تمہارے لیے دو نشستیں مَیں مخصوص کروا چکا ہُوں۔"

"دو؟ وہ کیوں؟"

"میرے خیال میں تمہیں اپنے ساتھ ایک ایکسپرٹ کو لے کر جانا چاہیے جو ایسی نادر تصاویر کے بارے میں مستند علم رکھتا ہو۔ مَیں نے یہ سیٹیں سوئس ایئر میں مخصوص کرائی ہیں۔ تم جانتے ہی ہو کہ ہماری ہوائی کمپنی ایروفلوٹ کی کارکردگی کتنی ناقص ہے۔ کل دس بجے تمہاری مسٹر بیسخوف سے ملاقات بھی طے کرا دی ہے۔"

"آپ نے تو سبھی کام کر دیے۔" رومانوف بولا۔

"اور دیکھو تم وہاں زیورچ میں سینٹ گوئیارڈ ہوٹل میں ٹھہرنا۔ وہاں تمہارے لیے کمرے بُک کرا دیے ہیں۔ مَیں کوشش کروں گا کہ جن دو بینکوں سے بات نہیں ہو سکی اُن سے بھی رابطہ قائم کروں..."

رومانوف جب شکریہ ادا کرنے لگا تو رُوس کے قومی بینک کے چیئرمین پوشکونوف نے ہاتھ لہراتے ہُوئے کہا: "تمہارے دادا کے مجھ پر بہت احسان ہیں... اس لیے شُکریے کی کوئی ضرورت نہیں۔" رومانوف جب وہاں سے چلا گیا تو پوشکونوف ایک بار پھر معنی خیز انداز سے مُسکرانے لگا...

کے جی بی کے چیئرمین زابورسکی نے کہا: "شُکر ہے کوئی اُمّید تو پیدا ہُوئی۔ سیکرٹری جنرل برزنیف کی بے چینی بھی کچھ کم ہوگی۔"

اپنے دفتر میں جا کر رومانوف نے اپنی ریسرچر آنا پیٹروفا کو بُلوایا۔

"تمہارے لیے حیران کُن خوشخبری، تم میرے ساتھ زیورچ جا رہی ہو۔ تین گھنٹوں کے اندر اندر تیار ہو کر چلی آؤ۔ جہاز اور ہوٹل میں ہمارے لیے جگہ مخصوص کی جا چکی ہے۔"

(جاری ہے) --

❦❦

مَیں ایک مرتبہ اپنے پیر شیخ شہابُ الدّین سہروردیؒ کے ساتھ دریائے دجلہ میں کشتی پر سفر کر رہا تھا۔ اس موقع پر اُنہوں نے مجھے دو باتوں کی نصیحت کی تھی: اوّل یہ کہ خود بیں اور خود پرست نہ بنوں دُوسرے یہ کہ غیروں کی نکتہ چینی اور بدبینی نہ کروں۔ (شیخ سعدیؒ)



تعاقب کی حشر بداماں کہانی

گمشدہ دستاویز

مہم جوئی، فرار اور سراغ رسانی کے انتہائی تیز رفتار واقعات جو قدم قدم پر ایک نیا سسپنس پیدا کرتے اور ہوش و حواس کو ایک نئے ارتعاش سے آشنا کرتے چلے جاتے ہیں۔

دُوسری قسط



کے بعد ایڈم سکاٹ وزارتِ خارجہ کی عمارت سے نکلا۔ گورنگ کے خط کا ابھی تک مکمل ترجمہ نہ ہو سکا تھا۔ جتنا ترجمہ ہُوا تھا، اُس سے ایڈم کو اس خط کی اہمیت کا اندازہ ہو چکا تھا۔ اُسے اپنے والد کی شکل آنکھوں کے سامنے دکھائی دی۔ ایڈم جذباتی ہو گیا۔ اُس نے سوچا میرے عظیم باپ کے دامن پر جو دھبّہ لگایا گیا اُسے دھونا میری ذمّے داری ہے۔ ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ وہ یہ ثابت کر سکے گا کہ اُس کے والد نے گورنگ کی خودکشی میں کسی قسم کا تعاون نہیں کیا تھا۔ اب اُس کے لیے یہ سمجھنا بھی مشکل نہ رہا تھا کہ اتنے اہم



کارنامے انجام دینے اور تمام تر ذہانت کے باوجود اُسے فوج میں کرنل کا عہدہ کیوں نہیں دیا گیا تھا۔ یہ اُس کے والد کے بارے میں شکوک و شبہات کا نتیجہ تھا۔ چلتے چلتے اُس کی نگاہ ایک بورڈ پر جا پڑی۔ 'جرمن فوڈ سنٹر'۔ وہ اُس کے اندر چلا گیا۔ کاؤنٹر پر ایک بڑی من موہنی جوان جرمن لڑکی کھڑی تھی۔ وہ اِدھر اُدھر گھومتا مختلف اشیا پر نگاہ ڈالتا رہا، پھر چلتا ہُوا کاؤنٹر کے پاس پہنچا۔ جرمن لڑکی نے پُوچھا:

"آپ نے کچھ بھی نہیں خریدا؟"

ایڈم نے اُس کی طرف توجہ سے دیکھتے ہُوئے کہا:

"کیا آپ میرے لیے جرمن زبان کے کچھ جملوں کا انگریزی میں ترجمہ کر سکیں گی؟"

"لائیے دیکھتے ہیں۔" وہ بڑے دوستانہ انداز میں بولی۔ "اتنی کودن تو نہیں ہُوں کہ ترجمہ نہ کر سکوں۔"

ایڈم نے اُس کے سامنے کاغذ کا ایک ٹکڑا رکھ دیا جو اُس نے گورنگ کے خط سے نقل کیا تھا:

"کچھ وقت لگے گا۔" جرمن لڑکی نے کہا۔ "ذرا پُرانی قسم کی جرمن ہے۔"

"شکریہ! مَیں تب تک کچھ چیزیں خریدنے کے لیے اکٹھی کر لیتا ہُوں۔"

ایڈم نے کھانے پینے کی کئی چیزیں خریدیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ وہ کنکھیوں سے جرمن لڑکی کو بھی دیکھتا رہا جو کاغذ پر ترجمہ کر رہی تھی۔ خریداری ختم کر کے وہ کاؤنٹر پر پہنچا۔ جرمن سیلزگرل نے قیمتیں جمع کرتے ہُوئے کہا: "ایک پونڈ دو شلنگ چھ پنس۔" ایڈم نے قیمت ادا کی تو لڑکی نے ترجمہ کیا ہُوا کاغذ اُس کے سامنے رکھتے ہُوئے کہا: "اچھا ترجمہ تو نہیں ہُوا لیکن آپ کا مقصد پُورا ہو جائے گا۔"

"مَیں آپ کا شکریہ کس طرح ادا کر سکتا ہُوں۔" ایڈم نے پُوچھا۔

جرمن لڑکی ہنستے ہُوئے بولی:

"آج شام کے کھانے پر مدعو کر کے۔"

"مجھے منظور ہے۔" ایڈم نے سنجیدگی سے کہا۔

جرمن لڑکی یکدم سنجیدہ ہو گئی۔

"مَیں نے تو یُونہی مذاق میں کہہ دیا تھا۔"

"لیکن مَیں سنجیدہ ہُوں۔"

"پھر کبھی سہی۔"

"نہیں آج۔" یہ کہہ کر ایڈم نے کاغذ پر جلد جلد اپنا پتہ لکھا اور وہ کاغذ جرمن لڑکی کے سامنے رکھتے ہُوئے کہا: "آٹھ بجے تک مَیں آپ کا انتظار کروں گا۔ کھانا تب تک تیار ہو گا۔"

"مَیں وعدہ نہیں کرتی، کوشش کروں گی۔"

ایڈم مُسکراتا ہُوا جرمن فوڈ سنٹر سے باہر نکل آیا۔ گھومتے ہُوئے اپنے فلیٹ کی راہ لی۔ سامان رکھ کر اُس نے اب تک جتنا ترجمہ ہُوا تھا، وہ سامنے رکھا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ اس ترجمے کو اس نے اپنے انداز میں نئے سرے سے انگریزی میں لکھا۔ اب مضمون کچھ اس طرح بنتا تھا:

نورمبرگ

۱۵ر اکتوبر ۱۹۴۶ء

ڈیئر کرنل!

ایک برس سے زائد عرصہ ہُوا کہ ہم ایک دوسرے کو بہت اچھّی طرح جاننے لگے ہیں۔ آپ نے کبھی اُس نفرت کو چُھپانے کی کوشش نہیں جو آپ کے دل میں نازیوں اور نازی پارٹی کے لیے ہے۔ اس کے باوجود آپ نے ہمیشہ میرے ساتھ انتہائی مہذّبانہ اور شریفانہ سلوک روا رکھا اور میرے مرتبے کو نظر انداز نہیں کیا۔ آپ ایک مہذب اور شریف آدمی ہیں۔

اس ایک برس کے عرصے میں یہ حقیقت بھی آپ کے علم میں رہی ہے کہ جیل کے اندر کے محافظوں میں سے کوئی ایک مجھے باقاعدگی سے ہوانا سگار سمگل کر کے پہنچاتا ہے۔ ہوانا سگار پینا چند مسرّتوں میں سے ایک ہے۔ آپ نے چشم پوشی اختیار کر کے مجھے اس مسرت سے لُطف اندوز ہونے کا موقع فراہم کیا ہے۔ یہ سگار ایک دوسرا مقصد بھی پُورا کرتے ہیں۔ ہر سگار میں زہر کا ایک کیپسول بھی چُھپا ہوتا ہے۔ مَیں اُس وقت تک زندہ رہوں گا جب تک میرے مقدّمے کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد مجھے یقین ہے کہ مَیں جلّاد کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

مجھے افسوس ہے اور مَیں اس کے لیے معذرت خواہ ہُوں کہ جب مَیں مروں گا تو میری موت کی ذمّے داری کسی نہ کسی طرح آپ پر ڈال دی جائے گی، کیونکہ مَیں آپ ہی کی ذمّے داری اور نگرانی میں ہُوں، جبکہ آپ نے کچھ بھی نہ کیا ہو گا اور آپ بے خطا ہوں گے۔ اس سے آپ کو جو نقصان پہنچ سکتا ہے، اس کا مجھے بڑی شدّت سے اندازہ ہے۔ اس کی تلافی کے لیے اس خط کے ساتھ مَیں ایک دستاویز آپ کے لیے چھوڑے جا رہا ہُوں جو عمانوئیل روزن بام کے نام سے ہے۔ آپ کسی قسم کی مالی مشکلات میں مبتلا ہوں گے تو اس سے آپ کو مدد ملے گی، کیونکہ مَیں جانتا ہُوں کہ مستقبل قریب ہی میں آپ ایسی مشکلات سے دوچار ہونے والے ہیں۔

آپ کو اب جو کچھ کرنا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ـــــ"

ایڈم سکاٹ نے یہاں تک ہی پڑھا تھا کہ اُسے لارنس کی آواز سُنائی دی: "کوئی ہے ... ایڈم ... گھر میں ہو؟" ایڈم نے جلد جلد وہ کاغذ کے ٹکڑے اُٹھائے اور اُنہیں میز کی دراز میں رکھ دیا۔ لارنس اندر داخل ہُوا۔

"تو بینک کے وائس پریذیڈنٹ صاحب آپ آ گئے؟ آپ جو دُنیا کے انوکھے وائس پریذیڈنٹ ہیں کہ بینک کی کار سے محروم ....."

ایڈم نے لارنس کی بات کاٹ دی اور ہنستے ہُوئے پُوچھا: "انٹرویو کیسا رہا؟"

"میرا خیال ہے مجھے منتخب کر لیا جائے گا۔" ایڈم نے جواب دیا۔

"یار، تمہیں بے کار دیکھ کر دل اُداس ہو جاتا ہے۔"

لارنس نے قہقہہ لگایا۔

"اور ہاں یہ کھانے پینے کا بڑا سامان جمع کیا ہے؟" اُس نے اُن لفافوں کی طرف اشارہ کیا، جن میں وہ اشیا تھیں جو ایڈم نے جرمن فوڈ سنٹر سے خریدی تھیں۔

"ایک بہت حسین جرمن لڑکی رات کھانے پر آ رہی ہے۔" ایڈم نے اطلاع دی۔

"واہ پھر تو مزے آ گئے۔" لارنس نے پھر قہقہہ لگایا۔

خوش گپّیوں کے بعد دونوں دوست مل جُل کر کھانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ آٹھ بجے تک کھانے کی میز سج چکی تھی۔ ایڈم اب جرمن لڑکی کے بارے میں سوچنے لگا جس کے نام سے بھی وہ ناواقف تھا۔ جب وہ ساڑھے آٹھ بجے تک نہ آئی تو ایڈم نے لارنس سے کہا:

"اب کھانا شروع کرتے ہیں، وہ نہیں آئے گی۔" ابھی وہ کھانا پلیٹوں میں ڈال رہے تھے کہ گھنٹی بجنے لگی۔ ایڈم نے دروازہ کھولا۔ وہ جرمن لڑکی ایک لمبے تڑنگے صحت مند نوجوان کے ساتھ کھڑی تھی۔

"یہ میرا بھائی جوخین مجھے چھوڑنے آیا ہے۔"

"اندر تشریف لائیے۔ آپ بھی مسٹر جوخین، کھانا تیّار ہے۔"

"نہیں، شکریہ!" جوخین بولا۔ "مَیں اپنی بہن کو چھوڑنے آیا ہُوں۔ کچھ دیر ہو گئی ... مَیں گیارہ بجے واپسی میں اسے لیتا جاؤں گا۔"

جوخین فوراً چلا گیا۔ جرمن لڑکی نے اب اپنا تعارف کرایا، اُس کا نام ہیڈی تھا۔ ایڈم نے اپنا اور لارنس کا تعارف کراتے ہُوئے کہا: "کھانا شروع کیجیے۔" لارنس کھانے کے بعد وہاں سے کھسک گیا تو ہیڈی اور ایڈم بے تکلفی سے بات چیت کرنے لگے۔ ہیڈی نے بتایا کہ وہ میونخ یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ چھٹّیاں ہیں، اس لیے لندن آ گئی جہاں اُس کا بھائی پہلے سے زیرِ تعلیم ہے۔ وہ جرمن فوڈ سنٹر پر چھٹّیوں تک کام کرے گی اور پھر جرمنی واپس چلی جائے گی۔

ایڈم کو یہ معلوم کر کے خوشی ہُوئی کہ ہیڈی ابھی دو ماہ تک لندن ٹھہرے گی۔ ایڈم کو ہیڈی کی خُوبصُورتی، سادگی اور مہذب اطوار نے متأثر کیا تھا۔ باتوں باتوں میں وہ پُوچھنے لگی: "وہ روزن بام کون ہے اور اُس نے کس کے لیے کوئی چیز چھوڑی ہے۔ وہی خط جس کے ایک ٹکڑے کا مَیں نے ترجمہ کیا تھا ...."

"اگلی ملاقات میں سب کچھ بتا دوں گا۔" ایڈم نے بات ٹال دی۔ ہیڈی نے بُرا نہیں مانا۔ ٹھیک گیارہ بجے ہیڈی کا بھائی جوخین اُسے لینے آ گیا۔

❖

زیورچ میں جب روما نوف اور آنا پیٹروفا جہاز سے اُتر کر ہوٹل کی طرف جا رہے تھے تو روما نوف اپنے خیالوں میں گم تھا۔ ہوٹل کے باہر کار آہستہ سے رُکی تو وہ سنبھلا۔ باہر ہوٹل گو ئیارڈ کا مینجر ژاکس پونٹین اُن کے استقبال کے لیے کھڑا تھا۔ روما نوف کے لیے ہوٹل میں ایک سُوٹ ریزرو تھا نمبر ۲۷ اور برابر کا کمرہ نمبر ۲۸، آنا پیٹروفا کے لیے۔ ملازم سامان لے کے فوراً اُوپر روانہ ہو گئے۔ مینجر نے کہا: "جناب، آپ کے آرام کا پُورا خیال رکھا جائے گا۔ میرے لائق کسی قسم کی کوئی خدمت ہو تو مجھے فوراً یاد کیجیے۔"

ہوٹل گو ئیارڈ کا یہ سُوٹ چونکا دینے والا تھا۔ ایسے آراستہ اور شاندار فرنیچر اور آرام دہ اشیا سے مزیّن کمرے رُوس کے کسی ہوٹل میں نہیں تھے۔ آنا پیٹروفا کا کمرہ چھوٹا تھا لیکن اس میں بھی ضرورت اور سہولت کی ہر چیز موجود تھی۔ آنا پیٹروفا یُوں سمجھ رہی تھی جیسے وہ جنّت میں آ نکلی ہو اور اُس کے دل میں روما نوف کے لیے محبّت کے جذبات پیدا ہو رہے تھے۔ اگر وہ نہ چاہتا تو وہ ساری عمر زیورچ تو کیا رُوس سے باہر نکل نہیں سکتی تھی۔ وہ روما نوف کے بارے میں سُنہرے خواب دیکھنے لگی تھی۔

❖

لارنس واپس آ کر گپ شپ لگاتا رہا اور پھر اپنے کمرے

میں سونے کے لیے چلا گیا۔ ایڈم نے پھر وہ ترجمے کے ٹکڑے نکالے، اُنہیں یکجا کر کے وہاں سے پڑھنے لگا جہاں سے اُس نے ادھورا چھوڑ دیا تھا:

"آپ کو اب جو کچھ کرنا ہے اُس کی تفصیل یہ ہے کہ اس دستاویز کے دائیں کونے پر اُوپر جو پتہ لکھا ہے، وہاں پہنچنا ہے۔ آپ کے پاس یہ ثبوت ہونا چاہیے کہ آپ ہی کرنل گیرالڈ سکاٹ ہیں۔ اس ثبوت کے لیے آپ کا پاسپورٹ ہی کافی ہوگا۔ اس کے بعد آپ کو وہ چیز سونپ دی جائے گی جو وہاں مَیں نے عمانویل روزنبام کے نام سے محفوظ کرا رکھی ہے۔

مجھے اُمید ہے اس سے آپ کی قسمت میں خوشگوار تبدیلی آئے گی۔"

آپ کا مخلص
گوئرنگ

ایڈم بہت دیر تک جاگتا اور سوچتا رہا کہ وہ کیا چیز ہوسکتی ہے جو میرے والد کے لیے گوئرنگ چھوڑ گیا اور اب جس کا قانونی وارث مَیں ہُوں ... وہ کوئی فیصلہ کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر رہا تھا۔

❖

صُبح تک رومانوف اور آنا پیٹروفا میں کوئی حجاب نہ رہا تھا۔

جب وہ باہر نکلے اور ٹیکسی میں بیٹھ کر بینک کی طرف جا رہے تھے تو رومانوف بہت ہی چوکنّا دکھائی دے رہا تھا۔ بیسنخوف بینک کے سامنے ٹیکسی رُکی۔ رومانوف نے ایک آدمی دیکھا جو دُور کھڑا تھا۔ اُس نے دل میں کہا: "یہ ضرور سی آئی اے کا آدمی ہے۔" بینک کے اندر داخل ہوتے ہی اُن کا پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ سیکرٹری خاتون اُنہیں لفٹ کے ذریعے دوسری منزل پر لے گئی۔ ایک شاندار سجے سجائے ڈرائنگ رُوم میں اُنہیں بٹھایا گیا۔ سوئس بینکوں کے یہ ٹھاٹھ باٹھ آنا پیٹروفا اور رومانوف کے لیے بہت حیران کُن اور پُرکشش تھے۔ خوبصورت خاتون سیکرٹری نے کہا:

"جناب بیسنخوف ابھی تشریف لاتے ہیں۔"

اس کے ساتھ پوشکونوف نے رومانوف کی ملاقات کے لیے وقت طے کیا تھا اور اُمید تھی کہ یہاں زار کی گمشدہ نادر تصویر سینٹ جارج اور مگرمچھ محفوظ پڑی ہے۔ روماانوف اپنے دل کی تیز ہوتی دھڑکن پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔ پچپن ساٹھ کی عمر کا ایک آدمی تین گہرے بھُورے رنگ کے سُوٹوں میں ملبوس آدمیوں کے جلو میں اندر داخل ہُوا۔ اُس نے اپنا تعارف کرایا: "آپ کی میزبانی کا شرف مجھے ___ بیسنخوف کو حاصل ہو رہا ہے۔ میرے ساتھ یہ میرا بیٹا ہے اور دو پارٹنر..." تینوں آدمیوں نے سر جھکا کر روماانوف کو سلام کیا اور پھر ہاتھ ملائے۔ بیسنخوف نے اپنی کُرسی سنبھالی اور آہستگی سے کہا:

"ہم جانتے ہیں کہ آپ مصروف انسان ہیں اور بینکار بھی تھوڑی بہت مصروفیت رکھتے ہیں۔ ضابطے کی کارروائی کے لیے مَیں آپ کا پاسپورٹ دیکھنا چاہوں گا۔" روماانوف نے اپنا پاسپورٹ نکالا اور بیسنخوف کو تھما دیا۔ وہ چند منٹ تک اس کا معاینہ کرتا رہا پھر روماانوف کو پاسپورٹ واپس دیتے ہُوئے بولا: "بے حد شکریہ!" پھر اُس نے اپنے تین ساتھیوں میں سے ایک اپنے بیٹے کو ہاتھ کا اشارہ کیا۔ اُس کا بیٹا اُٹھ کر چلا گیا تو بیسنخوف نے کہا: "ابھی چند منٹوں میں وہ تصویر میرا بیٹا لے کر آئے گا جو ایک عرصے سے ہمارے بینک میں محفوظ پڑی ہے۔" اس دوران میں ایک ملازم بڑی خاموشی سے سب کے سامنے کافی کی پیالیاں رکھ کر باہر نکل گیا۔ بیسنخوف بڑے مہذّب اور مؤدّب لہجے میں کہنے لگا:

"مَیں ایک نازک ذمّے داری سے سبکدوش ہونے کی کوشش کر رہا ہُوں۔ یہ بھی امکان ہے کہ آپ کی حکومت جس تصویر کی تلاش میں ہے، یہ وہ تصویر نہ ہو جو ہمارے ہاں محفوظ ہے۔"

"ہاں، ایسا ہوسکتا ہے۔" روماانوف نے بوجھل لہجے میں کہا، جبکہ اُس کا رواں رواں یہ کہہ رہا تھا کہ اُسے اصلی تصویر ملنی چاہیے۔ اگر وہ یہاں نہ ملی تو پھر ___ کیا ہوگا؟

"رُوس کا عظیم آرٹ کا یہ نمونہ ہمارے بینک میں ۲۳۸، سے محفوظ ہے۔" بیسنخوف بتانے لگا۔ "اسے ایک شخص روزنبام نے یہاں محفوظ کر دیا تھا۔"

"روزنبام!" آنا پیٹروفا جو اب تک خاموش بیٹھی تھی بے اختیار اُس کی زبان سے نکلا: "روزنبام یہ تو... وہ گوئر......"

"مَیں جانتا ہُوں کہ یہ کسی کا فرضی نام ہوسکتا ہے۔ تم خاموش رہو۔" روماانوف نے اُسے باقاعدہ ڈانٹ پلا دی۔ بیسنخوف کا بیٹا ایک صندوقچہ لے کر اندر داخل ہُوا۔ بیسنخوف کے تینوں ساتھی صندوقچے کے قریب کھڑے ہوگئے۔ بیسنخوف نے کہا:

"سوئس قانون کے مطابق تین گواہوں کی موجودگی ضروری ہوتی ہے۔ صندوقچہ ان کے سامنے کھولا جائے گا۔"

روماانوف کے دل کی دھڑکن پھر بے قابو ہو رہی تھی۔

بیسنخوف نے اپنی جیب سے پیتل کی ایک چابی نکالی جس سے ایک تالا کھولا گیا۔ اُس کے بیٹے نے دوسری چابی جیب سے نکالی اور دوسرا تالا کھول دیا۔ بیسنخوف نے صندوقچے کا ڈھکنا اُوپر اُٹھا کر روماانوف کو اشارہ کیا۔ روماانوف نے ہاتھ صندوقچے کی طرف بڑھایا تو اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ اندر سے خوبصورت لکڑی کے فریم میں آویزاں تصویر نکلی۔ یہ تصویر بے حد خوبصورت اور دلآویز تھی۔ تصویر کے جمال نے چند لمحوں کے لیے روماانوف کو مسحُور کر دیا تھا۔ کمرے میں خاموشی چھائی تھی۔ آنا پیٹروفا نے اس خاموشی کو توڑتے ہُوئے کہا:

"بلاشبہ یہ ایک شہکار ہے۔ اور یہ پندرہویں صدی ہی سے تعلق رکھتا ہے، لیکن یہ تصویر سینٹ جارج اور مگرمچھ کی نہیں جس کی ہمیں تلاش ہے۔"

روماانوف نے تائید میں سر ہلایا۔ اُس کے چہرے پر مایُوسی تھی۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ وہ اصل تصویر نہیں؟"

"ہاں یہ زار نکولس کی وہ پسندیدہ تصویر نہیں جو...."

آنا پیٹروفا نے جملہ ادُھورا چھوڑ دیا۔

روماانوف کے چہرے کی زردی کچھ اور بڑھ گئی۔ اُس نے تصویر بیسنخوف کو تھماتے ہُوئے کہا: "شکریہ! آپ کے تعاون کا۔"

بیسنخوف نے تصویر اُس صندوقچے میں رکھی، اپنی چابی سے پہلا تالا لگایا پھر دوسرا تالا اُس کے بیٹے نے لگایا اور پھر وہی خاموشی سے اُس مقفّل صندوقچے کو اُٹھا کر وہاں سے لے گیا۔

ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔

بیسنخوف نے بڑے مہذّب لہجے میں روماانوف کو مخاطب کیا:

"کیا مَیں چند منٹ کے لیے آپ سے تنہائی میں بات کر سکتا ہُوں؟"

"کیوں نہیں؟ ضرور!" روماانوف نے جواب دیا۔

"بات بہت اہم ہے، جناب! کیا آپ اپنی نائب کو بھی جانے کے لیے کہنا پسند کریں گے؟"

"میرے خیال میں ایسا ضروری نہیں۔" روماانوف نے کہا۔ "آپ بات کیجیے۔"

آنا پیٹروفا صوفے پر سُکڑ کر بیٹھ گئی۔ روماانوف اور بیسنخوف اُس سے کچھ فاصلے پر بات کر رہے تھے۔

"میرا خیال ہے مَیں آپ کے ہمارے بینک میں تشریف لانے کی وجہ جانتا ہُوں۔"

"مَیں سمجھا نہیں۔" روماانوف بولا۔ "آپ کے بینک کا انتخاب مَیں نے نہیں کیا۔ آپ کا بینک ہی واحد بینک تھا جہاں ہماری مطلوبہ چیز کے ملنے کی اُمید تھی اور..."

روماانوف کی بات کو بڑے ادب سے کاٹتے ہُوئے بیسنخوف نے کہا:

"آپ اجازت دیں تو مَیں چند باتیں پُوچھ سکتا ہُوں؟" رومانوف کو اُلجھن سی ہونے لگی تھی لیکن وہ بولا:

"ضرور!"

اپنی جگہ پر بیٹھی آنا پیٹروفا سراپا گوش بنی پُوری گفتگو سُننے کی کوشش کر رہی تھی جو دھیمے لہجے میں کی جا رہی تھی۔

"آپ الیکسندر پیٹرووچ رومانوف ہیں؟"

"اگر مَیں یہ نہ ہوتا تو آپ مجھ سے ملاقات کیوں کرتے؟" رومانوف نے تیزی سے جواب دیا۔

"اور آپ ہی پیٹر نکولائیووچ رومانوف کے اکلوتے بیٹے ہیں؟"

"ہاں!"

"اور آپ کے دادا کاؤنٹ نکولائی الیکسندروچ رومانوف تھے؟"

"جناب، وہی میرے دادا تھے۔ مَیں اپنے شجرۂ نسب کو بہتر جانتا ہُوں۔" رومانوف بولا۔ "آخر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"مَیں چند حقائق کی تصدیق کرنے کے لیے معذرت خواہ ہُوں اور سمجھتا ہُوں کہ اب یہ ناگزیر ہو گیا ہے کہ آپ اپنی نائب مِس پیٹروفا سے کہیں کہ وہ کچھ دیر کے لیے ہمیں تنہا چھوڑ دیں۔"

"نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ سوویت یونین میں ہم سب برابر سمجھے جاتے ہیں۔" رومانوف بولا۔

"آپ دُرست فرماتے ہیں۔" بیسنخوف نے آہستہ سے کہا۔ "کیا آپ کے والد کا انتقال ۱۹۴۶ء میں ہُوا تھا؟"

"ہاں، لیکن آپ یہ سب کچھ کیوں پُوچھ رہے ہیں؟"

"اُس صُورت میں اس بینک کی تحویل میں ....." بیسنخوف نے اپنا جملہ اُدھورا چھوڑا اور ایک فائل اُٹھا کر رومانوف کے سامنے رکھ دی۔

"بس آگے کچھ نہ کہیے گا۔" رومانوف بہت کچھ سمجھ گیا تھا۔ "اسی لیے مَیں نے عرض کیا تھا کہ آپ خاص منصُوبے کے تحت ہمارے بینک میں تشریف لائے ہیں۔" بیسنخوف بولا۔

آنا پیٹروفا دلچسپی سے سب کچھ سُن رہی تھی۔ اُس کے سامنے ایک سنسنی خیز دلچسپ ڈراما ہو رہا تھا۔ اچانک رومانوف نے آنا پیٹروفا کو رُوسی زبان میں حکم دیا:

"تم باہر جا کر میرا انتظار کرو۔"

آنا پیٹروفا بہت بے مزہ ہوئی، لیکن اُٹھ کر چل دی۔ جب تک وہ کمرے سے نکل نہ گئی اور دروازہ بند نہ ہو گیا کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔ بیسنخوف نے فائل رومانوف کے سامنے رکھتے ہُوئے کہا:

"اسے ملاحظہ کیجیے۔ ہم نے آپ کے دادا جان کی ہدایات پر پُورا پُورا عمل کیا ہے۔ یہ اعداد و شمار اُس رقم کے ہیں جو بونڈ اور حصص اور سونے کی شکل میں آپ کے دادا نے ۱۹۱۶ء میں جمع کرائے تھے۔ ان پر کل تک کے سُود کا حساب موجود ہے۔" رقم کے ہندسے دیکھ کر رومانوف کی آنکھیں پھٹنے لگیں۔

بیسنخوف کہہ رہا تھا:

"جناب، مَیں آپ کی آمد کی اطلاع ہی سے سمجھ گیا تھا کہ آپ کیوں تشریف لا رہے ہیں۔ بہرحال یہ میرا فرضِ منصبی ہے کہ آپ کو مطّلع کروں کہ آپ کے دادا نے کچھ صندوقچے بھی ہمارے بینک لاکرز میں محفوظ کروائے تھے۔ ہم یہ نہیں جانتے کہ اُن کے اندر کیا ہے۔ آپ چونکہ اب صحیح وارث ہیں، اس لیے آپ جب چاہیں اُنہیں دیکھ سکتے ہیں۔ شاید آپ کو علم نہ ہو کہ آپ کے والد دوسری جنگِ عظیم کے خاتمے کے بعد ایک بار تشریف لا کر وہ صندوقچے معاینہ کر چکے ہیں۔ آپ جب چاہیں ان صندوقچوں کا معاینہ کر سکتے ہیں۔"

رومانوف اپنے تأثرات اور جذبات چُھپا رہا تھا۔ اُس نے کہا:

"شاید مَیں آج سہ پہر کو آؤں۔"

"یہ بینک آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے یوُر ایکسی لینسی!" انقلابِ رُوس کے بعد کبھی کسی نے رومانوف کو اس خطاب سے مخاطب نہیں کیا تھا، اس لیے بینکر بیسنخوف کے مُنہ سے اپنے لیے یوُر ایکسی لینسی کے الفاظ سُن کر اُسے بے حد خوشی ہُوئی۔ وہ اُٹھا، اُس نے بیسنخوف سے ہاتھ ملایا:

"مَیں آج سہ پہر آؤں گا۔"

باہر برآمدے میں آنا پیٹروفا بے چینی سے اُس کا انتظار کر رہی تھی۔ رومانوف خاموشی سے چلتا رہا۔ اُس نے ہوٹل پہنچنے تک آنا پیٹروفا سے کوئی بات نہ کی۔



وہ دستاویز جو گوٹرنگ نے ایڈم سکاٹ کے والد کے نام خط کے ساتھ اُس لفافے میں رکھی تھی، ایڈم کے لیے ایک معمّے سے کم نہ تھی۔ یہ بھی جرمنی زبان میں تھی۔ ایڈم نے بہت غور و فکر اور احتیاط کے بعد اس دستاویز کے ترجمے اور نوعیّت کو سمجھنے کے لیے جرمن لوتھرن چرچ کے ایک پادری کو زحمت دی تھی۔ وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ پادری بتا رہا تھا:

"یہ دستاویز ایک رسید ہے۔ اگرچہ مَیں دُنیادار نہیں اور ان اُمور کے بارے میں میرا علم بہت ناقص ہے لیکن مَیں وثوق سے کہہ سکتا ہُوں کہ یہ ایک رسید ہے جو جنیوا کے بینک روج دی سائی کی طرف سے جاری کی گئی ہے۔ اس بینک میں ایک چیز محفوظ ہے جس کا نام 'زار کی تصویر' ہے۔ جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے، میرا خیال ہے کہ اس نام کی اصل تصویر زار کے گرمائی محل میں محفوظ ہے۔ بہرحال... اس رسید میں بتایا گیا ہے کہ اس رسید کے ساتھ اس کا مالک جنیوا کے اس بینک سے اس تصویر کے حصول کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اس تصویر کا نام ہے 'سینٹ جارج اور مگرمچھ'۔" پادری نے ہاتھ ملے، پھر وہ رسید تہ کی۔ ایڈم کے سامنے رکھتے ہُوئے بولا: "آج تک! مَیں نے ایسی رسید کبھی نہیں دیکھی میرے لیے یہ واقعہ بہت انوکھا ہے۔"

ایڈم سکاٹ نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔ پادری کہنے لگا:

"ہمارے بڑے پادری صاحب ان دنوں یہاں موجود نہیں۔ وہ ہوتے تو آپ کی مزید مدد کر سکتے تھے۔"

"مجھے جتنی اعانت کی ضرورت تھی، آپ نے فراہم کر دی۔" ایڈم نے کہا۔ "ایک سوال — کیا وہ تصاویر جن کو لٹکا کر رُوسی اُن کے سامنے دُعا مانگتے ہیں، جنہیں رُوسی میں ICONS کہا جاتا ہے اور یہ تصویر بھی ایک ICON ہے جو زار کی پسندیدہ ہے . . . "

"ہاں، ہاں ..... تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" پادری نے نرمی سے پُوچھا۔

"کیا ایسی تصویریں بہت قیمتی ہوتی ہیں؟"

"مَیں اس شعبے کا کوئی علم نہیں رکھتا۔ یہ تو آرٹ کی قیمت کا مسئلہ ہے۔ اس ضمن میں تو تمہاری رہنمائی آرٹ کے شہکار نیلام کرنے والے ادارے سوتھبائی اور کرسٹی ہی کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے اشتہاروں میں یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ اُن کے ہاں ہر شعبے کا ماہر موجود ہے۔"

"خوب!" ایڈم بولا۔ "تو مَیں اُن کے اس دعوے کا امتحان لوں گا۔"



آرٹ کی دُنیا میں سوتھبائی کا نام بہت مشہور ہے۔ آرٹ کے شہکار کی نیلامی کے میدان میں اس ادارے کے چند ہی حریف پائے جاتے ہیں۔ ایڈم نے سوتھبائی کا رُخ کیا۔

سوتھبائی میں استقبالیہ خاتون نے اُس کی رہنمائی کی اور چند سوالات کے بعد کہا: "مَیں مسٹر سیجویک کو مطّلع کرتی ہوں۔ رُوسی 'ICONS' کے وہی ماہر ہیں۔"

چند منٹوں کے بعد مسٹر سیجویک، ایڈم سے مخاطب تھا۔ سیجویک کے ابتدائی سوالوں کے جواب میں ایڈم نے کہا:

"مجھے افسوس ہے کہ مَیں آپ کو زحمت دے رہا ہُوں۔ میرے پاس اُس تصویر کی کاپی ہے نہ مَیں اُس کے سائز

کے بارے میں کچھ جانتا ہُوں۔ مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس زمانے سے تعلق رکھتی ہے۔ اُس کے خالق کا نام بھی میرے علم میں نہیں۔ مَیں.....؟

مسٹر سیجویک نے قدرے تعجّب سے اُسے دیکھتے ہُوئے پُوچھا:

"ایسی صُورت میں مَیں کس طرح کوئی مشورہ دے سکوں گا؟"

"مسئلہ یُوں ہے جناب کہ ایک وصیّت نامے کی رُو سے مَیں ایک ایسی تصویر کا مالک قرار پاتا ہُوں۔ مَیں یہ جاننا چاہتا ہُوں کہ اس کی کوئی مالی حیثیت بھی ہے یا نہیں، کیونکہ مَیں جنیوا جا کر ایسی تصویر حاصل کرنے کے حق میں نہیں جس کی قیمت میرے جنیوا کے اخراجات سے بھی کم ہو۔"

"خُوب تو پھر ـــــ" مسٹر سیجویک نے لقمہ دیا۔ "مجھے اتنا تو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ تصویر کیا ہے۔"

"مَیں صرف اتنا جانتا ہُوں کہ وہ زار نکولس کی پسندیدہ تصویر (ICON) ہے جس کا نام 'سینٹ جارج اور مگرمچھ' ہے۔"

بے اختیار مسٹر سیجویک کی زبان سے نکلا:

"کتنی عجیب بات ہے، ابھی پچھلے ہفتے ہی ایک رُوسی اس نام کی تصویر کے بارے میں پُوچھ گچھ کرنے آیا تھا۔ افسوس وہ اپنا نام پتہ بتا کر نہیں گیا۔"

"کیا کہا آپ نے؟ کوئی دوسرا شخص بھی زار کی اس تصویر کے بارے میں پُوچھ گچھ کر رہا تھا؟" ایڈم نے پُوچھا۔

"ہاں، وہ ایک مہذّب رُوسی تھا۔ وہ پُوچھ رہا تھا کہ زار کی یہ تصویر کبھی کسی نیلام گھر میں بِکنے کے لیے تو نہیں آئی یا کسی کے پرائیویٹ ذخیرے میں تو نہیں۔ مَیں نے اُسے بتایا کہ ہماری معلومات کے مطابق تو عظیم رُوسی مصوّر روبلیف کا یہ شہکار 'سینٹ جارج اور مگرمچھ' آج بھی زار کے گرمائی محل کے اندر موجود ہے، اس لیے وہ کسی بھی نیلام گھر میں بِکنے کے لیے کیسے آ سکتا ہے۔ بہر حال یہ واقعہ دلچسپ ہے۔ زار نکولس کی پسندیدہ تصویر 'سینٹ جارج اور مگرمچھ'....."

ایڈم نے کچھ سوچا پھر اُس نے دستاویز یعنی بینک کی رسید کی جو نقل کی تھی وہ مسٹر سیجویک کے سامنے رکھتے ہوئے کہا: "وصیّت نامے کے ساتھ مجھے جو رسید ملی ہے، اُس کی یہ نقل ہے۔"

مسٹر سیجویک نے رسید کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد کہا:

"ہوں... خُوب... بہت خُوب، مسٹر! میرا خیال ہے آپ کو جنیوا جا کر یہ تصویر حاصل کر لینی چاہیے۔"

"لیکن مَیں یہ جاننا چاہتا ہُوں کہ کیا یہ تصویر اتنی قیمتی ہے کہ مَیں اس کے لیے اپنی جیب سے کچھ خرچ کروں اور جنیوا جاؤں۔"

"دیکھے بغیر مَیں کچھ نہیں کہہ سکتا" مسٹر سیجویک نے کہا۔ "لیکن اگرچہ رسید اصلی ہے تو پھر وہاں واقعی 'سینٹ جارج اور مگرمچھ' کی تصویر محفوظ ہونی چاہیے۔ اگر تم اس کے وارث ہو تو میرے خیال میں اس کی قیمت کم از کم دس... نہیں... پندرہ... بلکہ بیس بھی ہو سکتی ہے۔"

"بیس پونڈ۔" ایڈم نے پُوچھا۔ اُس کے لہجے میں مایُوسی تھی۔ "اتنی کم قیمت کی تصویر..." "جناب، مجھے افسوس ہے۔ مَیں نے آپ کا وقت ضائع کیا... شکریہ!"

"نہیں نہیں..." مسٹر سیجویک نے کہا۔ "آپ غلط سمجھے۔ میرا مطلب تھا اس کی قیمت بیس ہزار پونڈ بھی ہو سکتی ہے۔"

❖

آنا پیٹروفا پریشان تھی۔

جب سے وہ بیسخوف بینک سے واپس آئے تھے، رومانوف کا رویّہ بدلا ہُوا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ سرد مہری اور بے اعتنائی اُس تصویر کے نہ ملنے سے پیدا نہیں ہُوئی جس کے حصول کی اُمّید لیے وہ ماسکو سے روانہ ہُوئے تھے، بلکہ اس کی وجہ یقیناً وہ گفتگو تھی جو بینکر بیسخوف اور رومانوف کے درمیان اُس کے سامنے اور پھر اُس کی عدم موجودگی میں ہُوئی تھی۔ جتنی گفتگو اُس کے سامنے ہوئی تھی،

اُس سے اُس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ معاملے کی نوعیت کیا ہے۔ وہ اپنا سب کچھ رومانوف پر وار چکی تھی، اُس کے دل میں بھی رومانوف کے لیے جگہ بن چُکی تھی۔ اُس نے بہت سے سُنہرے خواب بھی دیکھ لیے تھے اور اب وہی گرمجوش رومانوف اُس سے بے اعتنائی برت رہا تھا۔

دوپہر کے کھانے پر بھی اُس نے زیادہ گفتگو نہیں کی۔ دو بجے اُس نے آنا پیٹروفا کو مطلع کیا کہ وہ ایک ضروری کام سے کہیں جا رہا ہے اور اُسے ساتھ لے کر نہیں جا سکتا۔

"کب تک واپس آؤ گے؟"

"سات تو بج ہی جائیں گے۔" رومانوف نے رُکھائی سے جواب دیا۔ "تم اُس وقت تک خُوب گھومو پھرو۔"

"اکیلی؟ مَیں گھبرا جاؤں گی۔"

"مَیں جا رہا ہُوں۔ سات بجے تک آ جاؤں گا۔"

ٹھیک تین بجے رومانوف پھر بیسخوف بینک کے اندر اُس کے چیئرمین بیسخوف سے ملاقات کر رہا تھا۔ بیسخوف اُسے بتا رہا تھا:

"ہمارے تہ خانے کے لاکرز میں پانچ صندوق محفوظ ہیں جنھیں آخری بار آپ کے والد نے ۱۹۴۵ء میں کھولا تھا۔ تب سے اب تک وہ مقفل پڑے ہیں۔ ہماری دیانت اور پیشہ ورانہ اخلاقیات کو آپ سراہیں گے۔ کیا آپ ان صندوقوں کو دیکھنا پسند کریں گے؟"

"مَیں اسی لیے یہاں آیا ہُوں۔"

"خُوب!" دو صفحات پر مشتمل ایک شائع شدہ فارم بیسخوف نے رومانوف کے سامنے رکھ دیا۔ "ضابطے کی کارروائی کے تحت آپ اس پر دستخط کر دیجیے کہ آپ نے اپنے محفوظ صندوقوں کا معاینہ کیا ہے۔"

انتہائی محتاط ہونے کے باوجود رومانوف اُس وقت اتنا بوکھلایا ہُوا اور تیزی میں تھا کہ اُس نے اس فارم کی عبارت پڑھنے کی بھی زحمت نہ کی اور جہاں دستخطوں کا خانہ تھا، وہاں اپنے دستخط ثبت کر دیے۔ بُوڑھے بینکر بیسخوف نے

وہ فارم اُس کے سامنے سے فی الفور اُٹھا لیا اور اپنے جوان بیٹے کو دے دیا جو فارم کو ایک فولڈر میں رکھ کر اُسی لمحے کمرے سے نکل گیا۔

"اب آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیے۔" بُوڑھے بینکر بیسخوف نے کہا۔ وہ دونوں لفٹ میں سوار ہُوئے جو اُنھیں تہ خانے تک لے گئی۔ لفٹ سے باہر نکل کر تہ خانے کے آہنی دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ خاص چابیوں سے تہ خانے کا آہنی دروازہ کھولا گیا۔ وہ دونوں اندر داخل ہُوئے۔ رومانوف یُوں محسوس کرنے لگا تھا جیسے وہ جیل میں آ گیا ہو۔ بیسخوف نے اندر آنے کے بعد اُس آہنی دروازے کو پھر اندر سے مقفل کر دیا۔ راہداری سے چلتے ہُوئے وہ پھر ایک عدد آہنی دروازے کے قریب رُکے۔ وہاں محافظ بھی موجود تھا جس نے دروازے کا قفل کھول کر دروازہ وَا کر دیا۔

بُوڑھے بیسخوف نے کہا:

"وہ سامنے دیکھیے۔ اُس بڑے لاکر کو دیکھیے۔ اُس میں وہ پانچوں صندوق موجود ہیں۔ ۲۱، ۱ سے ۲۵، ۱ نمبر تک..." اُس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکالتے ہُوئے کہا:

"اس میں اس لاکر کی چابی ہے۔ ہر صندوق کو دو دو تالے لگے ہُوئے ہیں، ایک ایک چابی ہمارے پاس ہے۔ مَیں اپنی چابی سے ایک ایک تالا کھول کر اُس کی چابی آپ کو دیتا جاؤں گا۔ واپسی میں آپ کو یہ چابیاں واپس کرنی ہوں گی۔"

رومانوف اب بھی بوکھلایا ہُوا کھڑا تھا۔ اُس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بیسخوف نے لاکر کھول کر پانچوں صندوقوں کا ایک ایک تالا کھول دیا۔ سیدھا کھڑے ہوتے ہُوئے بیسخوف نے کہا:

"اب میری گزارشات ذرا غور سے سُن لیجیے۔ مَیں اب چلا جاؤں گا اور تمام آہنی دروازے باہر سے بند ہو جائیں

گے۔ جب آپ واپس آنا چاہیں تو وہ دیکھیے۔ دیوار کے ساتھ ایک سُرخ بٹن لگا ہے، اُسے دبا دیجیے۔ ہمیں اطّلاع ہو جائے گی اور دروازے کھول دیے جائیں گے۔ یہ بات خاص طور پر ذہن نشین کر لیجیے کہ ٹھیک چھ بجے اس تہ خانے اور لاکر کے قفل خودکار طریقے سے بند ہو جاتے ہیں پھر اُنہیں کوئی نہیں کھول سکتا۔ چھ بجے سے لے کر صُبح نو بجے تک خودکار قفل بند رہیں گے۔ صُبح نو بجے خود کُھل جائیں گے۔ پونے چھ بجے ایک انتباہی گھنٹی بجا دی جاتی ہے تاکہ چھ بجے سے پہلے یہاں سے نکلا جا سکے۔ اگر آپ نے اس انتباہی گھنٹی پر توجّہ نہ دی اور چھ بج گئے تو پھر آپ کو یہاں سے صُبح نو بجے سے پہلے کوئی نہیں نکال سکتا۔"

بیسخوف نے سر جُھکایا اور لاکرز کے تہ خانے کے آہنی دروازے کی طرف بڑھا۔

رومانوف کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔ ان مختلف جسامتوں کے صندوقوں میں اُس کے دادا نے کیا محفوظ کیا تھا۔ اس نے پہلے سب سے چھوٹا صندوقچہ کھولا۔ یہ صندوقچہ کاغذات اور دستاویزات سے بھرا پڑا تھا۔ یہ اُن زمینوں کی ملکیت کے کاغذات تھے جن پر اب رُوس قبضہ کر چکا تھا۔ دوسرے صندوقچے میں مختلف کمپنیوں کے حصص اور بونڈز بھرے پڑے تھے۔ اُس نے ان کا جائزہ لیا۔ رُوس میں انقلاب کے بعد وہ کمپنیاں ختم ہو چکی تھیں۔ کروڑوں روپوں کی ملکیت کے ان حصص اور بونڈز کی اب کوئی قیمت نہ تھی۔ تیسرے صندوقچے میں اسی طرح کے کاغذات کے علاوہ اُس کے دادا کا وصیّت نامہ موجود تھا۔ اس وصیّت نامے کی رُو سے اب وہ اپنے باپ کی جگہ اُس کی تمام جائیداد اور ہر طرح کی اشیا کا قانونی وارث تھا۔

اب دو بڑے صندوق اُس کے سامنے تھے۔ اُن میں ایک دوسرے سے کہیں زیادہ بڑا تھا۔ چوتھا صندوق کھولا۔ وہ حیران رہ گیا یہ خالی پڑا تھا۔ اس میں کیا تھا؟ یہ صندوق یہاں خالی تو نہیں رکھا گیا ہوگا؟ رومانوف کو اچانک ایک خیال سُوجھا۔ ۱۹۴۵ء میں اُس کا والد یہاں آیا اور اُس نے ان صندوقوں کا معاینہ کیا تھا۔ صندوق میں جو کچھ بھی تھا اُس کا والد نکال کر لے گیا ہوگا۔

اب اُس کے سامنے آخری صندوق پڑا تھا۔ اُس نے اس کا قفل کھولا۔ یہ صندوق بارہ درازوں میں بٹا ہُوا تھا۔ ہر دراز ڈھکا ہُوا تھا۔ اُس نے پہلا دراز کھولا اور پھر اُسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آیا۔ یہ دراز قیمتی پتّھروں سے بھرا ہُوا تھا۔ مختلف جسامت اور رنگوں کے یہ ہیرے دیکھ کر تو بادشاہ بھی حیران رہ جاتے۔ دوسرے دراز میں موتی تھے۔ بے حد قیمتی اور نادر موتی۔ اس کے بعد وہ ایک ایک کر کے ہر دراز کھولتا چلا گیا۔ ہیرے، موتی، مونگے.... اب اُسے معلوم ہُوا کہ اُس کے دادا کی دولت مندی کی شہرت میں مبالغہ نہیں تھا۔ اب وہ اس دولت کا مالک اور وارث تھا۔ وہ جو کمونسٹ رُوس کی حکومت کا ایک ملازم تھا...

اُسے کپکپی سی محسوس ہُوئی، وہ حیرت زدہ اس بیش بہا، ناقابلِ یقین خزانے کو دیکھتا رہا۔ اچانک اُس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔ اُس نے اُس صندوق کے اندرونی دراز بند کرنے شروع کیے۔ ایک دراز میں سے اُس نے ایک بہت قیمتی اور بہت خوبصورت سونے کی زنجیر اُٹھا کر اپنی قمیص کے نیچے پہن لی۔ اس زنجیر کے ایک سِرے پر لاکٹ میں اُس کے دادا کی تصویر تھی۔

جب وہ دروازہ بند کر کے سارے صندوق مقفّل کر چکا تو انتباہی گھنٹی کی آواز سُنائی دی۔ اُس نے دیوار کا رُخ کیا اور وہاں لگے ہُوئے سُرخ بٹن کو دبا دیا۔ دروازے کُھلنے لگے۔ باہر تہ خانے کے آخری سِرے پر بُوڑھا بینکر بیسخوف اُس کا منتظر تھا۔

"مجھے یقین ہے آپ کو ہر چیز تسلّی بخش حالت میں ملی ہوگی۔"

"ہاں، شکریہ! میرا خیال ہے کہ اب مَیں آپ سے ملنے جلدی نہیں آ سکوں گا۔"

"یہ آپ کی چیزیں ہیں اور ہمارا بینک اور یہ خادم آپ کی خدمت کے لیے ہر وقت حاضر ہوگا۔ اب آپ کے صندوق اسی طرح پڑے رہیں گے۔ انہیں کوئی چُھو نہیں سکتا۔ ہماری پیشہ ورانہ دیانت . . ." وہ رُکا "آپ کے تمام صندوق ایئر ٹائٹ ہیں۔ ان میں ہوا نہیں جا سکتی۔ ان میں پانی نہیں جا سکتا جو چیز جس حال میں ہے، ہمیشہ محفوظ رہے گی۔" بُوڑھا بینکر مُسکرایا۔

رومانوف، جو ہر بات توجّہ سے سُننے کے ساتھ ساتھ اپنے خیالوں میں ایک منصُوبہ بنا رہا تھا، اُس نے بیسخوف کا شُکریہ ادا کرتے ہُوئے کہا: "ممکن ہے مَیں کل صُبح خود کوئی چیز یہاں محفوظ کرانے آؤں۔"

"ضرور ہم آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہیں، یُور ایکسی لینسی!"

رومانوف دو اہم فیصلے کر چُکا تھا۔ وہ پشیمان بھی تھا۔ وہ ایسا ناہنجار بیٹا تھا جس نے کمونسٹ رُوس میں اپنی ترقّی کے لیے اپنے باپ کی مُخبری کی تھی۔ اُس کی موت کا بہت حد تک وہی ذمّے دار تھا ـــــــ وہ خود۔ ندامت اور پشیمانی سے سر جُھکائے اُسے اپنے والد کی شبیہہ دکھائی دی۔

اَب اُسے یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ اُس کا والد اکثر اُسے یہ کیوں کہا کرتا تھا کہ وہ اس جابر نظام کا غلام نہ بنے۔ اُس کا مستقبل بہت شاندار اور قابلِ رشک ہے۔ رومانوف جانتا تھا کہ اس دولت کو جو اُس کی اپنی ہے، حاصل کرنا آسان نہیں، اس کے لیے اُسے رُوس چھوڑنا ہوگا۔ اُسے مکمل راز داری سے کام لینا ہوگا۔ اگر رُوسی حکومت کو بھنک پڑ گئی کہ وہ بے بہا دولت کا مالک ہے جو غیر ملک میں پڑی ہے تو اُس کا انجام بہت عبرت ناک ہوگا۔ اپنے باپ سے بھی زیادہ المناک۔ اُس نے پہلا فیصلہ کیا کہ وہ اُس وقت تک اس خزانے کے بارے میں کوئی منصُوبہ نہیں بنائے گا جب تک وہ زار کی پسندیدہ تصویر سینٹ جارج اور مگر مچھ تلاش نہیں کر لیتا۔

دوسرا فیصلہ جو اُس نے کیا تھا، اُس پر وہ عمل کرنے کا تہیّہ کر چُکا تھا۔



ایڈم سکاٹ نے کچھ فیصلے کیے تھے اور کچھ معلومات کے لیے اُس نے فلیٹ سے لارنس کو فون کیا۔

برکلے بینک سے کسی آدمی نے پوچھا: "کون لارنس؟ مَیں نہیں جانتا... اچھّا، ذرا ہولڈ کیجیے۔"

ایڈم پہلی بار برکلے بینک لارنس کو فون کر رہا تھا۔ وہ بہت حیران ہُوا کہ لارنس تو وہاں وائس پریذیڈنٹ کے عہدے پر فائز ہے اور بینک کا کارکُن اُسے جانتا تک نہیں...

دوسری طرف سے آواز آئی: "آپ ان سے بات کیجیے، یہ آپ کی رہنمائی کریں گے۔"

ایڈم سکاٹ کی حیرت میں مزید اضافہ ہُوا۔

دوسرا آدمی فون پر بول رہا تھا: "آپ کو مسٹر لارنس پمبرٹن سے ملنا ہے؟"

"جی ہاں، کیا آپ اُن کے سیکرٹری ہیں؟"

"جی نہیں۔" جواب ملا۔ "آپ ایک منٹ انتظار کیجیے، مَیں پتہ کرتا ہوں۔"

یہ کیا ماجرا ہے؟ ایڈم حیران ہو رہا تھا۔

"دیکھیے، وہ اس وقت اپنی سیٹ پر نہیں، باہر کسی کام سے گئے ہُوئے ہیں۔"

دوسری طرف سے ایڈم کو اطّلاع دی گئی۔

"کیا وہ یہاں وائس پریذیڈنٹ نہیں؟"

ایڈم کو اپنے سوال کا کوئی جواب نہیں ملا اور دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا... وہ حیران تھا کہ دروازہ کُھلا اور لارنس اندر داخل ہُوا۔

ایڈم نے فیصلہ کر لیا کہ وہ لارنس سے ابھی اس مسئلے پر کوئی بات چیت نہیں کرے گا۔ باتوں باتوں میں ایڈم

نے پُوچھا:
"کسی سوئس بینک میں کس طرح اکاؤنٹ کھولا جا سکتا ہے؟" لارنس نے قہقہہ لگاتے ہُوئے کہا:
"تم وہاں اکاؤنٹ نہیں کھول سکتے۔ بے کار آدمی ہو۔ ویسے وہاں ایک نمبر یا فرضی نام سے اکاؤنٹ کھولا جاتا ہے۔ تمہارے لیے یہ فرضی نام 'مفلس' بہت موزوں رہے گا۔"
لارنس اپنی طبعی خوش مزاجی کا مظاہرہ کرنے لگا۔
"اور ہاں تم اس لیے بھی وہاں اکاؤنٹ نہیں کھول سکتے کہ کم از کم سرمایہ جس سے کسی سوئس بینک میں اکاؤنٹ کھولا جا سکتا ہے۔ دس ہزار پونڈ ہے۔"
"اچھا یہ بتاؤ کہ وہاں سے روپیہ کیسے نکلوایا جا سکتا ہے؟"
"فون کر کے بھی اور خود جا کر بھی۔" لارنس نے جواب دیا۔ "لیکن تم یہ سوال کیوں پُوچھ رہے ہو؟"
"بتا دوں گا۔" ایڈم بولا۔ "پہلے میرے سوالوں کا جواب دو ——" فرض کرو ایک شخص جس کا اکاؤنٹ ہے وہ مر جاتا ہے، تو پھر اُس کے وارث کے تعیّن کے لیے بینک کیا کارروائی کرتا ہے؟"
"کچھ بھی نہیں۔" لارنس نے جواب دیا۔ "یہ دعویدار کی ذمّے داری ہوتی ہے کہ وہ بینک کو ثبوت پیش کرے کہ وہ اُس اکاؤنٹ کا قانُونی وارث ہے۔ ویسے یہ کوئی مسئلہ نہیں، اگر تمہارے پاس قانونی دستاویزات ہوں تو سوئس بینک کسی قسم کا اعتراض نہیں کرتے۔"
"شکریہ! معلومات کے فراہم کرنے کا۔"
"مگر تم یہ سب کچھ کیوں پُوچھ رہے تھے۔" لارنس سنجیدہ ہو چکا تھا۔
"بتا دوں گا بھئی۔ جب وقت آئے گا بتا دوں گا۔"
"اچھا تمہاری مرضی۔" لارنس نے بھی بات ختم کر دی۔
رات کو پھر ایڈم نے اپنے منصُوبے کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنا شروع کیا۔ وہ یہ طے کر چُکا تھا کہ اُسے سوئس بینک سے وہ تصویر ضرور حاصل کرنی چاہیے جو اُس کی مالی حالت بہتر بنا سکتی ہے۔

❖

رومانوف بینک سے نکل کر رُوسی قونصل سے ملا۔ اِدھر اُدھر کی گپ شپ کے بعد وہ ہوٹل آیا تو سات بج چکے تھے اور آنا پیٹروفا اُس کا انتظار کر رہی تھی۔ رومانوف نے بڑے بے تکلّف انداز میں کہا:
"کھانا تم میرے کمرے میں کھاؤ گی، خُوب عیش کریں گے اور جو تم مجھ سے پُوچھنا چاہتی ہو وہ بھی بتا دوں گا۔"
آنا پیٹروفا اپنے محبوب کا خوشگوار مُوڈ دیکھ کر چہکنے لگی:
"کھانوں کا انتخاب مَیں کروں گی۔"
"بالکل..." رومانوف نے جواب دیا۔
جب کھانا ختم ہُوا تو آنا پیٹروفا شراب کا جام اُٹھاتے ہُوئے بولی:
"رومانوف کے نام ... وہ آدمی جس سے مَیں محبّت کرتی ہُوں۔"
رومانوف مُسکراتے ہُوئے بولا:
"کل صُبح ہمیں یہاں سے نکلنا ہے، اس لیے اب سونا چاہیے۔" رومانوف اُٹھا اُس نے کھانے کی ٹرالی دھکیل کر راہداری میں رکھّی۔ باہر کے دروازے کے ساتھ "ڈسٹرب نہ کریں" کا چھوٹا بورڈ لٹکایا۔ اندر آ کر دروازہ بند کیا اور کپڑے اُتارنے لگا۔ اُس نے کوٹ کے بعد قمیص اُتاری تو اُس کے گلے میں سونے کی شاندار زنجیر دیکھ کر آنا پیٹروفا چونکی اور بولی:
"بہت خوبصُورت، بہت شاندار، بہت قیمتی ہے۔"
رومانوف مُسکرایا اور بے اختیار بولا:
"یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اُس خزانے کے سامنے..." یکدم وہ رُک گیا۔
"خزانے... ہاں مَیں نے تمہاری اور بینکر کی باتوں سے کچھ اندازہ لگایا تھا۔" آنا بولی۔
"مجھے بھی اس کا اندازہ ہو چُکا تھا کہ تم جیسی ذہین لڑکی بہت کچھ بھانپ گئی ہو گی۔" رومانوف نے جملہ پُورا کر کے قہقہہ لگایا۔
"تم کہتے ہو کہ تمہارے نزدیک اس سونے کی زنجیر کی کوئی حیثیّت نہیں۔ کامریڈ! تم جانتے ہو کہ مَیں تم سے کتنی محبّت کرتی ہُوں۔ کبھی تم سے کوئی فرمائش نہیں کی۔ کیا ایک بات مانو گے؟"
"کہو۔"
"کیا تم مجھے یہ زنجیر کبھی کبھار پہننے کے لیے دے دیا کرو گے؟"
"کبھی کبھار کیوں ڈارلنگ! مَیں یہ زنجیر تمہیں ہمیشہ کے لیے دے دیتا ہُوں۔"
"سچ؟" آنا پیٹروفا کو یقین ہی نہ آ رہا تھا۔
رومانوف نے زنجیر اپنے گلے سے اُتاری اور پھر اُس کا ایک سرا آنا پیٹروفا کے گلے کے اِرد گرد حمائل کر کے دوسرا حصّہ خود اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھّا۔
آنا پیٹروفا کے چہرے پر بے پناہ خوشی دکھائی دے رہی تھی۔ اُس کے محبوب نے اُسے سونے کی زنجیر دے دی تھی۔ اتنی قیمتی، اتنی خوبصورت ...
دوسرے لمحے اُس کا سانس گھُٹنے لگا۔
"یہ کیا کر رہے ہو۔ میرا سانس گھُٹ رہا ہے۔"
رومانوف نے زنجیر کے دونوں سروں کو پکڑ کر زنجیر کسنی شروع کر دی تھی۔
رومانوف نے کوئی جواب نہ دیا۔ زنجیر کستا چلا گیا۔ اُس نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا۔ آنا پیٹروفا کی آنکھیں باہر اُبل آئی تھیں اور سانس کی دھونکنی چلنے لگی تھی۔ وہ بولا:
"تم میرے راز سے واقف ہو چکی ہو۔ مَیں نے کل ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ مجھے تمہیں راستے سے ہٹانا ہے۔"
اُس نے زنجیر کو زور سے جھٹکا دیا۔ ایک جھٹکا، دوسرا، تیسرا اور پھر اُس نے دیکھا کہ آنا پیٹروفا کا جسم نیچے جھُکتا جا رہا

ہے۔ ایک آخری زور دار جھٹکا اور اس کے ساتھ ہی آنا پیٹروفا کا جسم مردہ ہو کر فرش پر گر پڑا۔



ایڈم سکاٹ نے اپنے منصوبے کو آخری شکل دے دی تھی۔ اُس کے پاس پانچ سو پونڈ تھے جو اُس کے والد کی طرف سے اُسے ترکے میں ملے تھے۔ اس رقم سے وہ اب فائدہ اُٹھا سکتا تھا۔ اُس نے لائیڈز بینک جا کر پچاس پونڈ سوئس فرانک میں تبدیل کرائے۔ اور ایک سو پونڈ کے ٹریولرز چیک لیے۔ پچاس پونڈ کی رقم نقد اُس کی جیب میں تھی۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ پیڈی سے ملنے چلا گیا جس کے لیے اُس کے دل میں نرم جذبات پیدا ہو چکے تھے۔



فون کی گھنٹی کی آواز سُن کر رومانوف زیورچ کے ہوٹل گویارڈ کے شاندار سوئٹ کے آرام دہ بستر سے اُٹھا۔ اُسے رُوسی سفارتخانے کے سیکنڈ سیکرٹری نے بتایا کہ ابھی تک آنا پیٹروفا کا کوئی سُراغ نہیں ملا۔ اُسے رُوسی سفارت خانے میں شامل کے جی بی کے ایجنٹوں نے تلاش کرنے میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی۔

رومانوف نے پھُرتی سے جواب دیا:

"میرے شُبہات یقین میں بدل گئے ہیں۔ آنا پیٹروفا نے وطن سے غدّاری کی ہے۔ وہ فرار ہو چکی ہے۔ اب مجھے اپنے اعلیٰ اُحکّام کو ماسکو جا کر تفصیلی رپورٹ پیش کرنی ہو گی۔ کامریڈ اس رپورٹ میں مَیں تمہاری تعریف کروں گا کہ تم نے میرے ساتھ بے حد تعاون کیا۔"

"شکریہ کامریڈ!" سکینڈ سیکرٹری نے مؤدّب لہجے میں کہا۔

"اُس کی جب بھی کوئی خبر ملے مجھے ماسکو اطّلاع دی جائے۔"

"حُکم کی تعمیل ہو گی کامریڈ!"

صُبح ہونے والی تھی۔ رومانوف مُسکرانے لگا۔ اُس کی ترکیب کامیاب ثابت ہوئی تھی۔ آنا پیٹروفا کو قتل کرنے کے فوراً بعد اُس نے رُوسی سفارت خانے سے رابطہ قائم کیا تھا کہ اُس کی نائب آنا پیٹروفا غائب ہے۔ اُس نے دبے لفظوں میں اس شُبہے کا اظہار کیا تھا کہ شاید وہ رُوس واپس نہ جانا چاہتی ہو اور کسی سرمایہ دار مُلک کے ایجنٹ کے ساتھ ساز باز کر چکی ہو..... تیر نشانے پر لگا تھا اور رُوسی سفارت خانے نے بھی یہی نتیجہ نکالا تھا۔

باتھ رُوم کے ٹب میں آنا پیٹروفا کی لاش پڑی تھی۔ اُس کا حسین چہرہ مسخ ہو چکا تھا۔ دروازہ بند کر کے رومانوف نے فون اُٹھایا ــــــ اور ناشتہ لانے کا حُکم دیا۔ جب وہ ناشتے سے فارغ ہُوا تو اُس نے ہوٹل کے مینجر سے فون پر رابطہ قائم کیا۔

"مجھے ایک معاملے میں آپ کی مدد چاہیے۔"

"حُکم کیجیے سر!"

"میرے پاس ایک بہت قیمتی چیز ہے جسے مَیں اپنے بینک میں محفوظ کرانا چاہتا ہُوں۔ آپ جانتے ہیں کہ مَیں ایسی کوئی چیز ماسکو ساتھ نہیں لے جا سکتا۔"

"مَیں سمجھتا ہُوں، جناب! آپ حُکم کیجیے مَیں آپ کے لیے کیا کر سکتا ہُوں۔"

"مجھے ایک بڑا لکڑی کا ڈبّہ چاہیے۔ خاصا بڑا جس کا ڈھکن بھی مضبوط ہو۔"

"مَیں سمجھ گیا جناب!" مینجر کی آواز آئی۔ "میرے خیال میں مَیں پورٹر کو وہ ڈبّہ دے کر بھجواتا ہُوں۔ پورٹر ہی اُسے ہوٹل کے عقبی راستے سے نیچے لے آئے گا۔ کیا آپ کو گاڑی کی ضرورت پڑے گی؟"

"کار کی بجائے ٹیکسی کا انتظام کر دیجیے۔" رومانوف نے جواب دیا۔ "اور ہاں جب آپ وہ لکڑی کا بڑا ڈبّہ بھجوا دیں تو اُس کے نصف گھنٹے بعد ٹیکسی تیّار ملنی چاہیے۔"

"ایسا ہی ہو گا سر!"

"اور ہاں میرا بِل بھی بنا دیں۔" رومانوف نے کہا۔

ایک پورٹر لکڑی کا ایک لمبا ڈبّہ لے کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ڈبّہ رومانوف کی ضرورت کے عین مطابق تھا۔ پورٹر کے جاتے ہی اندر سے دروازہ مقفّل کیا۔ باتھ رُوم سے لاش اُٹھا کر ڈبّے میں ڈال دی۔ ڈبّے میں لاش کو پُوری طرح جمانے میں اُسے خاصی محنت کرنی پڑی کیونکہ لاش اکڑ چکی تھی۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ ملحقہ دروازہ کھول کر آنا پیٹروفا کے کمرے میں داخل ہُوا۔ وہاں سے اُس کی ہر چیز نئے پُرانے کپڑے، جُوتے جو کچھ بھی تھا سب اُٹھا لایا اور اُنہیں لاش کے اُوپر ڈالنے سے پہلے اُس نے اُس کے گلے سے وہ زنجیر اُتاری جس سے آنا پیٹروفا کو ختم کیا تھا۔ یہ سب چیزیں اُس ڈبّے کے اِدھر اُدھر ٹھونس کر وہ پھر آنا پیٹروفا کے کمرے میں گیا۔ ایک ایک دراز کا بھرپُور جائزہ لیا۔ جب اُسے یقین ہو گیا کہ وہاں کوئی چیز نہیں رہی تو واپس آ کر اُس نے باتھ رُوم کے تولیے اُٹھا کر اُن سے لاش کو ڈبے کے اندر مزید ڈھانپ دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر مہنگی ترین خوشبو چینل نمبر ۵ کی پُوری شیشی اُٹھا کر لاش کے اُوپر انڈیل دی۔ چینل نمبر ۵ کی قیمتی شیشی ہوٹل کی طرف سے مہمانوں کے لیے کمرے میں رکھّی گئی تھی۔ ڈبّے کا ڈھکنا بند کر کے اُس نے اِس کے اردگرد وہ ریشمی ڈوری لپیٹ دی جو پورٹر ساتھ لے کر آیا تھا۔ سارا کام انتہائی تسلّی بخش طریقے سے ہو گیا تھا۔

ہوٹل کے مینجر نے ہر کام اُس کی تسلّی کے مطابق انجام دیا تھا۔ وہ بڑا لکڑی کا ڈبّہ جس میں آنا پیٹروفا کی لاش تھی، ہوٹل کے عقبی راستے سے نیچے اُترا، جہاں ایک ٹیکسی پہلے سے موجود کھڑی تھی۔ رومانوف نے بِل دیکھا اور کہا: "اسے ہمارے سفارت خانے بھجوا دیا جائے۔"

جب وہ ٹیکسی میں سوار ہو رہا تھا تو مینجر نے پُوچھا:

"سر! آپ کی ساتھی خاتون کہاں ہیں؟"

رومانوف نے بڑے اطمینان سے جواب دیا:

"اُنہیں کچھ ضروری کام تھے، اس لیے وہ ہوٹل سے جا چکی ہیں، وہ مجھے ایئرپورٹ پر مل لیں گی۔ شکریہ!"

بلیسخوف ہوٹل میں مسٹر بلیسخوف کے بیٹے اور بینک کے ایک حصّے دار نے اُس کا استقبال کیا۔ دو قلیوں کی مدد سے وہ لکڑی کا ڈبّہ اُٹھوا کر اندر پہنچا دیا گیا، جہاں لفٹ میں اُسے بینک کے تہ خانے کے لاکرز تک لے جایا گیا۔ مسٹر بلیسخوف کے بیٹے نے رومانوف کو بتایا کہ اُس کے والد ایک ضروری کام کے سلسلے میں بیحد مصروف ہیں لیکن مَیں اُن کی عدم موجودگی میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہُوں۔

معمولی سی لکھت پڑھت کے بعد وہ لکڑی کا ڈبّہ تہ خانے کے اُس حصّے میں لے جایا گیا جہاں اس سے پہلے لاکر میں اُس کے دادا کے محفوظ کیے ہُوئے پانچ صندوق موجود تھے۔ جب رومانوف کو اکیلا چھوڑ کر سب چلے گئے تو اُس نے جلدی جلدی لکڑی کے ڈبّے سے لاش نکالی جو اب پہلے سے زیادہ اکڑ چکی تھی۔ وہ بڑا صندوق جو وہاں پہلے سے خالی پڑا تھا، اُس میں اُس نے آنا پیٹروفا کی لاش توڑ مروڑ کر ٹھونسنا شروع کر دی۔ اُس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔ اُس نے کسی نہ کسی طرح اُسے اندر ٹھونس کر آنا پیٹروفا کی سب چیزیں بھی صندوق کے اندر رکھ دیں۔ اس کے بعد صندوق بند کر دیا۔ تالے لگا کر وہ مطمئن ہو گیا کہ اب اُسے کبھی کوئی دوسرا نہ کھول سکے گا۔ اپنے کام سے فارغ ہو کر اُس نے دیوار پہ لگا سُرخ بٹن دبایا۔ بلیسخوف کا بیٹا اندر داخل ہُوا۔

رومانوف نے کہا: "شکریہ! کیا یہ ممکن ہے کہ یہ لکڑی کا ڈبّہ ہوٹل گویارڈ واپس بھجوا دیا جائے؟"

"ایسا ہی ہو گا سر!"

دو ملازم آئے اور خالی ڈبّہ باہر لے گئے۔



ایڈم اسکاٹ کو اگلے دن وزارتِ خارجہ کی طرف سے پیغام آیا کہ کیا وہ جمعرات کو ٹھیک دس بجے فلاں ڈاکٹر کے پاس طبّی معاینے کے لیے پہنچ سکتا ہے۔

ایڈم بہت خوش ہُوا۔ اس پیغام کا مطلب بہت واضح تھا۔ وہ انٹرویو میں کامیاب رہا تھا اور اُسے وزارتِ خارجہ میں ملازمت ملنے والی تھی۔ اپنی جسمانی حالت کے بارے میں اُسے کوئی فکر نہ تھی۔ اُس کا جسم کمایا ہُوا تھا اور وہ فوج میں رہنے کی وجہ سے بے حد تنومند اور تندرست تھا۔ اُس نے سوچا اب مَیں اطمینان سے جنیوا جا سکتا ہُوں۔



کے جی بی کے چیئرمین نے اپنے سامنے رکھی رپورٹ کا بغور مطالعہ کیا۔ وہ بھانپ گیا تھا کہ اس رپورٹ میں کہیں نہ کہیں غلط بیانی اور جھوٹ سے کام لیا گیا ہے لیکن کہاں؟ اس کی نشاندہی ابھی اُس کے لیے محال تھی۔

"ہُوں!" اُس نے رومانوف کی طرف دیکھا۔ "تو وہاں زار کی اصلی تصویر 'سینٹ جارج اور مگرمچھ' کی جگہ کوئی دوسری تصویر نکلی اور وہ خاتون آنا پیٹروفا.... بھاگ گئی۔"

"ہاں سر! بڑے پُراسرار انداز میں۔" رومانوف نے جواب دیا۔

"کامریڈ رومانوف! تم ایک اہم نکتہ نظرانداز کر رہے ہو۔ شاید تم بھول گئے کہ آنا پیٹروفا کو اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ اور انتخاب صرف اور صرف تمہارا تھا...."

"دُرست ہے سر! مگر...."

"صاف ظاہر ہے کہ تم صحیح انتخاب اور فیصلے میں غلطی کر گئے۔"

"جناب ...." رومانوف نے جواب دینے کی کوشش کی۔

"سوئس پولیس کو اُس کا اب تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ سوئٹزرلینڈ میں اپنے سفارت خانے کے ساتھ میرا تعلق قائم ہے۔ مَیں خود حیران ہُوں کہ اُس نے ایسا کیوں کیا۔ اُس کا خاوند...."

"اُس کا خاوند...." رومانوف چونکا اور یکدم خاموش ہو گیا۔

"ہاں! اُس کا خاوند اور اُس کا خاندان ماسکو میں رہتا ہے۔ یہیں سرکاری ملازم ہے۔ پھر بھلا وہ مادرِ وطن سے غدّاری کرنے پر کیوں مجبور ہوئی؟"

تو وہ شادی شدہ تھی۔ مجھ سے جھوٹ بولتی رہی۔ دوسرے لمحے رومانوف کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ یہ ایک بھیانک غلطی تھی جسے کبھی معاف نہ کیا جا سکتا تھا۔ اُس نے آنا پیٹروفا کو اپنی تحقیقاتی ٹیم میں شامل کر لیا لیکن اُس کی خُفیہ فائل کا معاینہ کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی تھی۔ اگر اُس کی غلطی کا انکشاف ہو جائے تو اُسے سخت سزا مل سکتی تھی۔ کے جی بی کا چیئرمین زالبورسکی کہہ رہا تھا:

"ممکن ہے وہ اس لیے غائب ہو گئی ہو کہ جو کچھ وہ جانتی ہو وہ تم ہمیں بتانے پر تیار نہ تھے۔"

"لیکن سر! ...."

زالبورسکی نے اُسے ہاتھ کے اشارے سے روکا اور پھر کڑوے طنزیہ لہجے میں بات جاری رکھی:

"رات وہ تمہارے ساتھ رہی۔ تمہارے کمرے میں۔ ... دوسرے دن تم کہتے ہو کہ وہ صُبح سے غائب تھی۔ خُوب ..... شاید وہ اس لیے غائب ہو گئی کہ وہ ہمیں یہ بتا سکے کہ تم بلینخوف بینک میں ایک بار نہیں بلکہ دو بار گئے۔ ایک بار آنا پیٹروفا کے ساتھ اور دوسری بار اکیلے۔"

رومانوف کے لیے اپنے وجود کی لرزش کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اُس کی باقاعدہ نگرانی کی جا رہی تھی۔ تو.... تو.... یہ کیا کچھ جان چکے ہیں۔ اُس نے اپنے اوسان بحال رکھے۔ زالبورسکی کہہ رہا تھا:

"میرے لیے ضروری ہو گیا ہے کہ مَیں آنا پیٹروفا کی گُمشدگی کے بارے میں حقائق جاننے کے لیے انکوائری کراؤں۔"

ایک لمحے کے لیے زالبورسکی رُکا اور پھر بولا:

"کامریڈ رومانوف! مَیں تمہیں بتانا چاہتا ہُوں کہ تم بلینخوف بینک میں دو بار نہیں بلکہ تین بار گئے تھے۔ دو بار اکیلے اور ایک بار آنا پیٹروفا کے ساتھ ... اور سُنو.... ماسکو

سے استنبول تک دوسرے درجے کے جاسُوسوں کو بھی علم ہو گیا ہے کہ ہم کسی چیز کی تلاش میں ہیں۔ کامریڈ رومانوف! میری اور تمہاری ذمّے داریوں میں بہت فرق ہے۔ مَیں نے کئی بار تمہاری بہت سی کوتاہیاں نظرانداز کی ہیں لیکن آنا پیٹروفا کی گمشدگی معمولی واقعہ نہیں۔ مجھے اس کی اطلاع پولٹ بیورو کو دینی ہوگی۔"

رومانوف کے جسم میں خوف سے کپکپی کی لہر دوڑ گئی۔

"سیکرٹری جنرل برزنیف آج ہی مجھے بتا چکے ہیں کہ وہ تمہاری کارکردگی سے مطمئن نہیں، کے جی بی میں تمہارے کیریئر کا آغاز کس قدر شاندار تھا لیکن اب ...... سیکرٹری جنرل کا یہ ارشاد ہے کہ اگر تم زار کے اُس نایاب شاہکار کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو تمہارے خلاف انکوائری نہیں کی جائے گی۔ دوسری صُورت میں تم سمجھ سکتے ہو کہ کیا ہو سکتا ہے۔" کے جی بی کے چیئرمین نے سامنے رکھی فائل زور سے بند کرتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پاس بمشکل ایک ہفتہ باقی ہے۔ تمہیں دوسری بار آخری موقع دیا جا رہا ہے۔ اگر تم کامیاب ہو گئے تو ترقی اور اعزاز سے نوازے جاؤ گے۔ دوسری صُورت میں تم جانتے ہو کہ کیا ہوگا۔ رومانوف خاندان کے تم آخری فرد ہو۔"

جب کے جی بی کے چیئرمین نے رومانوف کو فارغ کر دیا اور وہ اُس کے دفتر سے نکل گیا تو چیئرمین نے فون کا ایک بٹن دبایا اور سیکرٹری سے کہا:

"والچیک کو تلاش کر کے پیش کرو"

یہ وہ دوسرا کے جی بی کا ایجنٹ تھا جس کے بارے میں اُس نے سوچا تھا کہ اُسے زار کی نایاب تصویر کی تلاش کی ذمّے داری سونپی جائے لیکن رومانوف کو ترجیح دی گئی۔



ایڈم سکاٹ اور پیڈی دونوں کھانا کھا رہے تھے۔ یہ جرمن لڑکی اپنی خوبصورتی، شائستگی اور نفاست کی وجہ

سے ایڈم سکاٹ کے دل میں گھر کر گئی تھی۔ اچانک اُس نے کہا "پیڈی! میرے ساتھ ایک دن کے لیے زیورچ چلو گی؟"

"زیورچ؟"

"ہاں!" اس کے بعد کچھ چھپاتے ہُوئے ایڈم سکاٹ نے جنیوا جانے کے مقاصد بتا کر بات جاری رکھی۔ "ایک دن کی رفاقت بہت خوشگوار ہو گی۔"

"میں سوچوں گی!"

"دیکھو ہم صبح جائیں گے اور شام تک واپس!"

"مجھے اپنے بھائی سے اجازت لینی ہو گی" پیڈی بولی۔

ایڈم کو اُس کی یہ بات بہت اچھی لگی۔ اس زمانے میں کوئی ایسی شائستہ لڑکی بھی موجود تھی جو کہیں جانے کے لیے اپنے بھائی کی اجازت ضروری سمجھتی تھی۔

"میں رات کو فون پر بتا دوں گی" پیڈی نے کہا تھا۔

✥

رومانوف پھر رُوس کے قومی بینک کے چیئرمین پوشکونوف کے سامنے بیٹھا تھا۔ کائیاں بُڈھا مُسکرا رہا تھا۔

"میرا خیال ہے بلیسخوف بینک کے مالک اور ہوٹل گوٹیارڈ کے منیجر سب نے تمہارے ساتھ بھرپور تعاون کیا ہو گا۔"

"یس کامریڈ چیئرمین۔"

"تمہاری ہر ضرورت کا خیال رکھا ہو گا" پوشکونوف نے بڑے معنی خیز انداز میں پُوچھا۔

"کامریڈ چیئرمین! میں کچھ پُوچھنے آیا ہُوں" رومانوف بولا۔

"پُوچھو!"

"کیا کوئی دوسری وجہ بھی تھی جس کے تحت آپ نے مجھے بلیسخوف بینک بھیجنا ضروری سمجھا؟"

"کئی وجوہات تھیں لیکن ترجیحی وجہ یہ تھی کہ وہاں سے ہمیں تصویر ملنے کی توقع تھی۔"

"کیا آپ دوسری وجوہات بتانا پسند کریں گے؟"

"ابھی نہیں۔ رومانوف تم اپنے دادا کی طرح جلد باز ہو۔ وقت آنے پر سب کچھ بتا دوں گا۔ تمہیں اب سر دھڑ کی بازی لگا کے اپنے مشن کی تکمیل کرنی چاہیے۔" رومانوف کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ رہا تھا کہ اُسے جو آخری موقع دیا گیا ہے اُس سے پوشکونوف بھی واقف ہو چکا تھا۔

"دو سوئس بینکوں کے چیئرمینوں سے آپ نے رابطہ قائم کرنے کے لیے کہا تھا۔"

"ہاں! میرا اُن سے رابطہ ہو چکا ہے لیکن اُنہوں نے کسی طرح کا تعاون کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ یہ نہایت غیر معمولی بات ہے! اب تو جو کچھ کرنا ہے وہ تمہیں خود ہی کرنا ہے۔ میرا خیال ہے تم میرا اشارہ پا گئے ہو گے۔"

رومانوف سر ہلانے لگا۔

"یہ دو بینک، سائمن بینک اور روجیٹ بینک ہیں۔"

"میرے خیال میں مجھے پھر جنیوا جانا چاہیے لیکن جلدی"

رومانوف بولا "میں آئیڈیا سمجھ گیا ہُوں۔"

بُوڑھا پوشکونوف مُسکرایا اور بولا:

"میرے عزیز رومانوف! تمہارے دادا کے مجھ پر کئی احسان ہیں، اس لیے میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم جہاں جی چاہے جاؤ لیکن بلیسخوف بینک جانے میں کبھی جلد بازی نہ کرنا۔"

✥

جعل سازی... فراڈ... مکمل جعل سازی......

رومانوف کے دانت بھینچے ہُوئے تھے۔ اُس کا چہرہ بُھوکے بھیڑیے جیسا دکھائی دے رہا تھا۔ اپنے اس آخری موقع کو گنوانے کا مفہوم وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ پوشکونوف نے اُسے جان بُوجھ کر بلیسخوف بینک بھیجا تھا، کیونکہ وہ اُس کے دادا کے چھوڑے ہُوئے بے بہا خزانے سے واقف تھا۔ کے جی بی کا چیئرمین بھی آنا پیٹروفا کی موت کا سبب کچھ نہ کچھ جان گیا تھا۔ اُس کا دوبارہ اکیلے سوئس بینک جانا.... اُس نے دانت کچکچائے اور دل میں کہا: "میں

ہر خطرہ مول لُوں گا۔ وہ تصویر حاصل کرنے کے بعد میں رُوس سے ایسے غائب ہُوں گا کہ کوئی میرا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ پھر میرے پاس بیش بہا خزانہ ہو گا اور میں مغرب میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کروں گا۔

✥

ہوائی جہاز کی رفتار مدھم پڑ رہی تھی۔ پیڈی کی طرف دیکھتے ہُوئے ایڈم سکاٹ نے کہا:

"بس ہم پہنچنے والے ہیں۔ لنچ کرنے کے بعد ہم بینک کا رُخ کریں گے۔"

"خدا کرے وہاں سے تمہیں مایُوس نہ لَوٹنا پڑے۔"

"دیکھتے ہیں قسمت کی پٹاری میں میرے لیے کیا ہے۔" ایڈم سکاٹ بولا۔

اگرچہ اُسے نوکری ملنے والی تھی لیکن اُس کے مالی حالات خراب تھے۔ پانچ سو پونڈ جو اُسے ترکے میں ملے تھے اُس کا بیشتر حصہ بھی اب خرچ ہو رہا تھا۔

جب وہ زیورچ کے ہوائی اڈے سے باہر نکلے تو بارش ہو رہی تھی۔ ایڈم نے اپنی برساتی کے بٹن کھولے اور اُس کے گھیراؤ میں پیڈی کو لے کر باہر نکلا۔ پیڈی ہنس کر بولی:

"یہ برساتی کم اور خیمہ زیادہ ہے۔"

"ہاں! یہ میرا پُرانا فوجی کوٹ ہے۔ اس ایک کے اندر بہت کچھ سمانے کی گنجائش ہے۔"

پہلے اُنہوں نے بینک کا محلِ وقوع پُوچھا۔ اس کے بعد وہ بینک کے قریب ہی ایک ریستوران میں کھانے کے لیے گھُس گئے۔ کھانے کے بعد جب وہ باہر نکلے تو بارش رُک چکی تھی۔ بینک روجیٹ پہنچ کر اُس نے استقبالیہ خاتون کو بتایا:

"میں ایک چیز جو مجھے وصیت کے ذریعے منتقل ہُوئی ہے لینے آیا ہُوں۔ میری رہنمائی فرمائیے۔"

استقبالیہ خاتون نے چند سوال پُوچھے۔ فون کیا اور پھر کہا:

"آپ لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر چلے جائیں۔"

وہ لفٹ سے باہر نکلے تو ایک دوسری استقبالیہ خاتون اُنہیں ایک کمرے میں لے گئی۔ جہاں ایک صاحب نے اُن کا استقبال کیا:

"پیری نیفے میرا نام ہے۔ میں بینک کا حصے دار ہُوں۔ فرمائیے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہُوں؟"

ایڈم سکاٹ نے اپنا مُدعا بیان کیا تو پیری نیفے نے اُنہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"دستاویزات دکھانے کی زحمت کیجیے۔"

سب کاغذات وصیت نامے کی نقل، بینک کی رسید وغیرہ ایڈم سکاٹ نے اُسے دے دیے۔

وہ غور سے دیکھتا رہا اور کہنے لگا:

"اپنا پاسپورٹ دکھائیے"

ایڈم سکاٹ نے اپنا پاسپورٹ بھی دے دیا۔

"میں ابھی حاضر ہُوا" بینک کا حصے دار بولا۔

چند منٹوں کے بعد وہ ایک دوسرے شخص کے ساتھ اندر داخل ہُوا۔

"یہ مسٹر روجیٹ ہیں" پیری نیفے نے تعارف کرایا۔ "بینک کے چیئرمین۔"

"تشریف آوری کا شکریہ" مسٹر روجیٹ نے کہا "ہم نے سب معاینہ کر لیا ہے۔

ہماری فائل میں مسٹر روز نبام کا خط موجود ہے، جس میں یہ ہدایت لکھی ہے کہ جو شخص اس رسید کو لے کر آئے اُس کی خدمت کی جائے۔ وصیت نامے کی رُو سے بھی آپ ہی اپنے والد کے وارث ثابت ہو چکے ہیں؛ تاہم ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے۔"

یا خدا اب کیسا مسئلہ آن پڑا۔ ایڈم سکاٹ نے دل میں کہا۔

"کیسا مسئلہ؟" اُس نے پُوچھا۔

"ہم جو چیزیں یہاں لاکرز میں محفوظ کرتے ہیں، اُن کا کرایہ لیتے ہیں۔ مسٹر روزنبام کے حساب میں بینک کی کچھ رقم نکلتی ہے جو وہ ادا نہیں کرسکے تھے۔ اس کی ادائیگی آپ کی چیز آپ کے حوالے کرنے سے پہلے ضروری ہے۔"

"کتنی رقم نکلتی ہے؟" ایڈم نے دل میں دُعا کی یاخدا لاج رکھ لینا۔ بھاری رقم ہوئی تو کہاں سے ادا کروں گا۔

"صرف ایک سو بیس فرانک۔"

ایڈم نے سُکھ کا سانس لیا۔ اپنے بٹوے سے ایک سو بیس فرانک نکال کر پیش کر دیے۔

مسٹر روجیٹ نے ایک فارم ایڈم سکاٹ کے سامنے رکھ دیا۔

"یہ ضابطے کی کارروائی ہے۔"

یہ فارم اپنی اشیا کی وصُولی کے بارے میں تھا۔ ایڈم سکاٹ نے دستخط کر دیے۔

"ہم آپ کی چیز آپ کے لیے لاتے ہیں۔"

دونوں چلے گئے۔ چند منٹ بعد واپس آئے تو اُنھوں نے بارہ ضرب نو انچ کا ایک دھات کا بنا ہُوا ڈبہ اُٹھا رکھا تھا۔ دونوں بینکروں نے اُس کے دو تالے اپنی ایک ایک چابی سے کھولنے کے بعد کہا:

"اب ہم باہر جاتے ہیں، آپ دیکھ لیجیے کہ آپ کی امانت محفوظ ہے۔ ہم آپ کے بُلانے پر اندر آجائیں گے۔"

وہ دونوں کمرے سے نکل گئے۔

صندوقچہ کھولا گیا۔ اندر ایک ایسی چیز تھی جو ململ میں لپٹی ہوئی تھی۔ ایڈم سکاٹ نے دھڑکتے دل سے ململ اُتاری۔ حسین شہکار کے رنگ تابناک تھے۔ اُن کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ سینٹ جارج ایک مگرمچھ پر سوار تھا۔ مصوّر نے تمام جزئیات کو انتہائی فنکارانہ انداز میں پیش کیا تھا۔ یہ وہ نادر تصویر تھی جس کے سامنے کھڑے ہو کر زار نکولس عبادت کرتا تھا اور اب جانے کہاں سے کہاں ہوتی ہُوئی ایڈم سکاٹ کے ہاتھوں میں تھی اور اُسے بالکل علم نہیں تھا کہ اس تصویر کی تلاش میں کون سرگرداں ہے۔

"بے حد شاندار، بے حد خوبصورت،" پیڈی بے اختیار بولی۔

"کاش میرے والد نے اس کی ایک جھلک دیکھ لی ہوتی تو اُن کی زندگی بہت مختلف ہوتی۔" ایڈم بڑبڑایا۔

اس تصویر کے پچھلے حصّے میں ایک چھوٹا سا سفید تاج لکڑی کے اندر نصب تھا۔ اُسے یاد آیا کہ سوتھبائی نیلام گھر کے ماہر مسٹر سیجویک نے اُسے بتایا تھا کہ اگر تصویر کے پیچھے سفید تاج موجود ہو تو وہی زار نکولس کا اصل شاہکار ہے۔ بیس ہزار پونڈ کی تصویر.....

ایڈم نے تصویر پھر ململ میں لپیٹی اور اپنی برساتی کی اندرونی جیب میں رکھ لی۔ اُس نے دروازہ کھول کر باہر کھڑے بینکروں کا شکریہ ادا کیا اور کہا مجھے اس ڈبّے کی ضرورت نہیں رہی۔

"جیسے آپ کی مرضی۔" اور پھر وہ اجازت لے کر باہر نکل آئے۔

جب وہ لفٹ میں نچلی منزل پہنچے لفٹ کا دروازہ کھُلا تو اچانک ایڈم کی نظر ایک بُوڑھے پر پڑی لمبی ناک، عجیب طرح کا چہرہ لیکن عقابی تیز نگاہیں۔ ایڈم اک نگاہ ڈال کر پیڈی کے ساتھ تیزی سے باہر نکل آیا۔



وہ بُوڑھا استقبالیہ خاتون کے پاس رُکا اور کہنے لگا،

"مجھے بینک کے چیئرمین سے ملنا ہے۔"

"آپ کا نام؟"

"عمانویل روزنبام" بُوڑھے نے جواب دیا

استقبالیہ خاتون نے فون کیا اور پھر بُوڑھے سے کہا،

"مسٹر روزنبام! آپ لفٹ کے ذریعے چوتھے فلور پر چلے جائیں۔"

ایک خاتون اُس کے استقبال کے لیے موجود تھی،

جو اُسے ایک کمرے میں لے گئی اور کہنے لگی:
"تشریف رکھیں، مسٹر روجیٹ ابھی آتے ہیں۔"
مسٹر روجیٹ چند منٹ میں اندر داخل ہُوا۔ اُس نے خوش دلی سے بُوڑھے کا استقبال کیا۔
"آپ سے مل کر بیحد خوشی ہُوئی لیکن آپ دیر سے آئے، مسٹر ایڈم سکاٹ جا چکے ہیں۔"
"مسٹر ایڈم سکاٹ؟" بُوڑھے نے قدرے تعجب سے پُوچھا۔
"ہاں وہ چند منٹ پہلے گئے ہیں۔ ہم نے آپ کی ہدایات پر پُورا عمل کیا ہے۔" بینک کے چیئرمین روجیٹ نے کہا۔
"میری ہدایات؟ ... ہُوں ...." بُوڑھا اپنی حیرت پر قابُو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔
مسٹر روجیٹ نے اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل کھولی۔
"یہ دیکھیے آپ کا خط ...."
عمانویل روزنبام پڑھنے لگا۔

شیلشن جرمنی

۱۲ ستمبر ۱۹۴۶

"مَیں نے آپ کے بینک میں چھوٹی نادر تصویر 'سینٹ جارج اور مگرمچھ' باکس نمبر ۱۸، میں محفوظ کرائی تھی۔ مَیں اُس کی ملکیت ایک برطانوی فوجی افسر کرنل گیرالڈ سکاٹ کو منتقل کر رہا ہُوں۔ کرنل گیرالڈ سکاٹ جب بھی یہ رُقعہ لے کر آپ کے پاس آئے آپ اُسے وہ تصویر دے دیں، کیونکہ مَیں نے وہ تصویر اُسے دے دی ہے۔ اس ضمن میں کسی قسم کی تاخیر نہ کی جائے۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ کا تعاون کسی قسم کی تاخیر یا اُلجھن کا باعث نہیں بنے گا۔ مجھے افسوس ہے کہ ہم کبھی پہلے ایک دوسرے سے نہ مل سکے۔"

آپ کا مُخلص

عمانویل روزنبام

"ہُوں!" بوڑھا بڑبڑایا "تو کرنل آج آ کر وہ تصویر لے گیا۔"
"کرنل گیرالڈ کا انتقال ہو چکا ہے۔ اُس کا قانونی وارث اُس کا بیٹا ایڈم سکاٹ تمام قانونی تقاضے پُورے کرنے کے بعد دستاویزات کے ساتھ آیا۔ ہم نے آپ کی ہدایات کے مطابق وہ تصویر اُسے دے دی۔"
"خُوب! خُوب" بُوڑھا کہتا گیا۔ "واقعی آپ نے میری ہدایات پر عمل کر کے بہت اچھا کیا۔"
"آپ کے ذمّے ایک چھوٹی سی رقم بینک کے کھاتے میں نکلتی تھی۔ ایک سو بیس فرانک۔ اُس کی ادائیگی مسٹر ایڈم سکاٹ نے کر دی ہے۔"
"اوہو یہ رقم تو مجھے ادا کرنی چاہیے تھی۔ کیا آپ کے پاس اُس کا ایڈریس ہے۔ مَیں یہ رقم فی الفور اُسے ادا کرنا چاہتا ہُوں۔"
"میرے پاس اُس کا ایڈریس نہیں۔ ہاں لندن میں اُس کا ایک وکیل ہے مسٹر ہالبروک .... اور ہاں مجھے یاد آ گیا۔ باتوں باتوں میں مسٹر ایڈم سکاٹ نے بتایا تھا کہ وہ لندن جانے والی پرواز پر آج ہی واپس جا رہے ہیں۔ اُن کے ساتھ ایک خاتون بھی ہے۔"
"مَیں نے کرنل گیرالڈ کے بیٹے کو کبھی نہیں دیکھا، اُس کا حُلیہ ....." بُوڑھے نے پُوچھا۔
بینکر نے اُسے حُلیہ بتا دیا .....
بُوڑھا شکریہ ادا کر کے کمرے سے نکل گیا .....!

❖

ایڈم سکاٹ اور پیڈی ائیرپورٹ پہنچ گئے۔ اُنہیں بورڈنگ کارڈ مل گئے۔ ابھی پرواز میں کچھ دیر تھی۔ وہ دُکانوں پر چیزیں دیکھنے لگے۔ ایڈم نے کہا:
"آج ہم رات کو لندن کے ایک ہوٹل میں شاندار جشن منائیں گے۔"
"ہاں، کامیابی کی خوشی تو منانی چاہیے۔" پیڈی نے کہا۔

ایڈم سکاٹ، پیڈی کو دعوت کی تفصیل بتانے والا تھا کہ لاؤڈ سپیکر پر اُس کا نام گونجا: "مسٹر ایڈم سکاٹ! آپ گراؤنڈ فلور میں بی ای اے کے دفتر تشریف لے آئیں۔ آپ کا ایک ضروری پیغام ہے۔"
"پتہ نہیں کس کا پیغام ہے۔" ایڈم نے تعجّب سے کہا۔ "پیڈی تم میرا یہیں انتظار کرو۔ مَیں پیغام سُن کر آتا ہُوں۔"
جب وہ بی ای اے کے کاؤنٹر پر پہنچا تو وہاں اُس کے لیے کوئی پیغام نہ تھا بلکہ کلرک نے اُسے ایک چِٹ دے دی۔ اس پر روجیٹ بینک کا فون نمبر لکھا تھا۔ کلرک نے کہا:
"یہاں آپ فون کر لیجیے۔ مسٹر روجیٹ کا یہی پیغام تھا۔"
ایڈم سکاٹ سوچنے لگا اب مسٹر روجیٹ کو کیا سُوجھی ہے .... دھڑکتے دل کے ساتھ اُس نے نمبر ملائے۔
دوسری طرف سے آواز آئی: "روجیٹ بینک۔"
"مجھے مسٹر روجیٹ کا پیغام ملا ہے کہ مَیں اُنہیں فون کروں، اُن سے ملوائیے میرا نام ایڈم سکاٹ ہے۔"
چند ثانیوں کے بعد اُسے فون پر مسٹر روجیٹ کی آواز سنائی دی: "مسٹر ایڈم سکاٹ؟"
"کہیے کیا ماجرا ہے: آپ کا پیغام ابھی مجھے ہوائی اڈّے پر ملا ہے۔"
"میرا پیغام .... مَیں سمجھا نہیں۔" مسٹر روجیٹ کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔
"بی ای اے کے کاؤنٹر والوں نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے مجھے فون کیا کہ مَیں فوراً آپ کو فون کروں۔ آپ کا نمبر بھی مجھے دیا گیا ہے ...."
"ضرور کوئی غلط فہمی ہُوئی ہے۔" مسٹر روجیٹ نے کہا۔ "مَیں نے فون نہیں کیا۔ بہر حال اب چونکہ آپ نے مجھے فون کیا ہے تو مَیں آپ کو بتاتا ہُوں کہ جب آپ بینک سے جا رہے تھے تو اُسی وقت مسٹر روزنبام بینک تشریف لائے۔"
"مسٹر روزنبام ...." ایڈم سکاٹ حیران رہ گیا۔ "لیکن میرا خیال تھا کہ وہ مر چکے ہیں۔"

❖

"نوجوان خاتون! کیا آپ میری مدد کریں گی؟" پیڈی نے آواز سُن کر آنکھیں اُوپر اُٹھائیں۔ اُس کے سامنے لمبے ناک والا بُوڑھا کھڑا تھا۔
"میری بینائی بہت کمزور ہے۔ مَیں ٹیکسی کی تلاش میں ہُوں۔ پہلے ہی مجھے دیر ہو گئی ہے۔ کیا تم ...."
"آئیے میرے ساتھ" اُس نے بوڑھے کا بازُو تھاما اور اُسے لیے چلنے لگی۔
"مجھے افسوس ہے کہ مَیں تمہیں زحمت دے رہا ہُوں لیکن میری بینائی ...."
"مجھے آپ کی مدد کر کے خوشی ہو گی۔ ان دوہرے دروازوں کے باہر ٹیکسیاں کھڑی ہیں۔ مَیں آپ کو ٹیکسی پر سوار کرا دیتی ہُوں۔"

❖

ایڈم سکاٹ اور مسٹر روجیٹ کی فون پر گفتگو جاری تھی۔
"آپ کو یقین ہے کہ وہ مسٹر روزنبام ہی تھے؟"
"بالکل۔"
"اور اس بات پر خوش ہُوئے تھے کہ مَیں تصویر لے گیا ہُوں؟" ایڈم سکاٹ نے پُوچھا۔
"قطعی طور پر مطمئن تھے؛ البتہ وہ یہ چاہتے تھے کہ بینک کی جو رقم اُن کے ذمّے نکلتی تھی اور آپ نے اُس کی ادائیگی کر دی تھی وہ آپ کو جلد از جلد واپس کر دیں۔"
اُسی لمحے لاؤڈ سپیکر سے آواز گونجی۔
"پرواز بی ای ۱۷۱۔ لندن کے لیے تیار ہے۔ مسافروں سے گزارش ہے کہ وہ گیٹ نمبر ۹ پر آ جائیں۔"
"میرے جہاز کا وقت ہو گیا ہے مَیں چلتا ہُوں شکریہ!"

"سفر بخیر..." اُسے مسٹر روجیٹ کی آواز سنائی دی۔

ایڈم سکاٹ بہت حیران تھا۔ بہت کچھ سوچنا سمجھنا چاہتا تھا لیکن جہاز کا وقت ہو گیا تھا۔ وہ تیزی سے چلا تاکہ پیڈی کو ساتھ لے کر جہاز پر سوار ہو سکے۔ چلتے ہُوئے اُس کی نظر پیڈی پر پڑی جو دوہرے دروازے سے نکل رہی تھی اور اُس نے ایک بُوڑھے کو سہارا دے رکھا تھا۔ اُس کے دل نے کہا کچھ گڑبڑ دکھائی دیتی ہے۔ وہ تیزی سے پیڈی کی طرف لپکا اور اُسے پُکارا: "پیڈی! پیڈی!" پیڈی اب ائیرپورٹ کے باہر اُس بُوڑھے شخص کے ساتھ فٹ پاتھ کے قریب کھڑی تھی۔ پیڈی نے تو شاید ایڈم کی آواز نہیں سُنی لیکن اُس بوڑھے نے اچانک سر اُٹھا کر اُدھر دیکھا جس طرف سے آواز آ رہی تھی۔ ایڈم نے اُسے فوراً پہچان لیا۔ یہ وہی عقابی آنکھوں والا بُوڑھا تھا جو بینک کے اندر داخل ہوتے ہُوئے ملا تھا۔ یہی تھا روزنبام...... نقلی روزنبام۔ اور پھر ایڈم نے جو کچھ دیکھا وہ اُسے حیران کرنے کے لیے کافی تھا۔ پیڈی نے ایک ٹیکسی کو اشارہ کیا۔ یہ ٹیکسی قریب آ کر رُکی۔ بُوڑھے نے حیرت انگیز پُھرتی سے دروازہ کھول کر پیڈی کو اندر دھکیل دیا۔ ٹیکسی کا دروازہ بند ہُوا اور ٹیکسی چل دی۔

چند لمحوں تک ایڈم سکاٹ گُم صُم کھڑا رہا۔

پھر وہ تیزی سے ٹیکسی کی طرف بھاگنے لگا۔ ایک ٹیکسی جو خالی کھڑی تھی اس پر بھی سامان لادا جا رہا تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک فاکس ویگن کھڑی تھی۔ ایک مرد اور عورت اُس سے کچھ فاصلے پر کھڑے گپ شپ لگا رہے تھے۔ ایڈم سکاٹ اُدھر بھاگا۔ گاڑی میں چابی موجود تھی۔ وہ تیزی سے ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔ عورت اور مرد چیخے، آوازیں دیں لیکن ایڈم ویگن بھگاتا چلا گیا۔ اُسے وہ ٹیکسی دکھائی نہ دے رہی تھی۔ اُس کی پریشانی میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔

روزنبام تو گوٹرنگ کا فرضی نام تھا... پھر یہ کون ہے جو روزنبام بن کر..... اچانک اُسے کچھ فاصلے پر وہ ٹیکسی دکھائی دی۔ اُس نے ویگن کی رفتار تیز کر دی لیکن چوک تک پہنچنے سے پہلے وہ ٹیکسی آگے نکل گئی اور سُرخ اشارے پر ایڈم کو ویگن روکنی پڑی۔ جب اشارہ کھُلا تو وہ ٹیکسی نگاہوں سے اوجھل ہو چُکی تھی۔ وہ ویگن کی رفتار تیز کرتا اِدھر اُدھر دیکھتا آگے بڑھتا رہا۔ پھر اُسے وہ ٹیکسی کاروں اور ٹیکسیوں کے ہجوم میں دکھائی دی۔ اب اُن کا درمیانی فاصلہ چند سو گز تھا۔ اُس نے ٹیکسی کار پارکنگ میں رُکتے دیکھی۔ ٹیکسی پُوری طرح رُکی بھی نہ تھی کہ اُس نے بُوڑھے آدمی کو اُس سے چھلانگ لگاتے دیکھا۔ ایڈم سکاٹ کے دل نے گواہی دی کہ یہ شخص بُوڑھا نہیں بلکہ بُوڑھا بنا ہُوا ہے۔ جب تک وہ ویگن کھڑی کرتا، بُوڑھا پیڈی کا چھوٹا سُوٹ کیس اور شاپنگ بیگ ہاتھ میں لیے بھاگ رہا تھا۔

ایڈم سکاٹ نے ویگن کھڑی کی اور پھر ٹیکسی کی طرف بھاگا۔ اُس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ نشست پر پیڈی سر جُھکائے بیٹھی تھی۔

"پیڈی! تم ٹھیک ہو ناں؟"

اُسے کوئی جواب نہ ملا۔ اُس نے اُس کا سر اُوپر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھا۔ اُس کی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں۔

اُس نے دیکھا پیڈی کے مُنہ کے کونے سے خُون بہہ رہا ہے۔ وہ کانپنے لگا..... اور پھر اُس کی نگاہ اگلی نشست پر پڑی۔ ڈرائیور اپنی سیٹ پر جُھکا ہُوا تھا۔ وہ بھی مر چُکا تھا۔

اُس کا دل یہ تسلیم کرنے سے اِنکار کر رہا تھا کہ پیڈی مر گئی ہے۔

(جاری ہے)



ہر وقت بہترین ہوتا ہے صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ معلوم ہو کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ (ایمرسن)



تیسری قسط

تعاقب کی حشر بداماں کہانی

گُمشدہ دستاویز

سسپنس اور ایڈونچر کی ایک برق رفتار اور شُعلہ صفت کہانی

ابُوعدیل



ایڈم سکاٹ نے اُس طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھا جہاں ٹیکسی سے نکل کر بھاگنے والا بُوڑھا گیا تھا۔ سامنے پہاڑی تھی اور وہ بُوڑھا پہاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا.....

وہ بُوڑھا نہیں۔ وہ بہت تنومند اور جوان ہے۔ وہ پیڈی کا قاتل ہے۔ ایڈم کے دل میں آندھیاں سی چلنے لگیں۔ اُس نے پیڈی کے مُردہ جسم کو آہستہ سے نشست پر لٹایا اور پھر تیزی سے بھاگنے لگا۔ وہ اُس بُوڑھے کے پیچھے جا رہا تھا جو جانے کون تھا لیکن درحقیقت بُوڑھا نہیں تھا۔ اب تک کئی لوگ کار کے اردگرد جمع ہو چکے تھے اور ایڈم کو بھاگتا دیکھ رہے تھے۔ ایڈم پُوری رفتار سے بھاگ رہا تھا۔ وہ اُس شخص کو پکڑنا چاہتا تھا۔ درمیانی فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ پھر بھی خاصا فاصلہ دونوں کے درمیان تھا۔ ایڈم سکاٹ نے اپنی رفتار اور تیز کر دی اب وہ ہانپنے لگا تھا اور پھر سامنے سے ایک ٹرام گزرتی دکھائی دی۔ ایڈم کی آنکھوں کے سامنے وہ بُوڑھا بڑی پھُرتی سے چلتی ٹرام پر سوار ہو گیا۔

ایڈم مایُوسی کے عالم میں رُک گیا۔ وہ اپنے خیالات کو مجتمع کرنا چاہتا تھا۔ پھر اُس نے ایمبولنس کے سائرن کی آواز سُنی "بہت جلد وہ جان جائیں گے کہ یہ قتل کی واردات ہے۔ اور قاتل ٹرام پر سوار جانے کہاں اُترے کہاں گُم ہو جائے۔" اچانک اُس نے اپنی برساتی کی اُس جیب کو چھُوا جس میں زار کی نادر تصویر سینٹ جارج اور مگرمچھ محفوظ تھی۔ بیس ہزار پونڈ... زہریلی سی مُسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر نمودار ہُوئی۔ اس تصویر کے لیے دو معصوم انسانوں کی جان لی گئی تھی۔

لیکن کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟ وہ کون تھا۔ پھر اُسے اچانک یاد آیا۔ ایک رُوسی بھی اس تصویر کے بارے میں پُوچھ گچھ کرنے آیا تھا۔ یہ بات اُسے سوتھبی، نیلام گھر کے ماہر نے بتائی تھی۔ پھر زہریلی مُسکراہٹ اُس کے ہونٹوں پر نمودار ہُوئی۔ عمانویل روزنبام... گوٹرنگ کا فرضی نام، گوٹرنگ جو کب کا مر کھپ چُکا، تصویر میرے پاس ہے اور پیڈی، حسین پیڈی جس سے مَیں محبت کرتا تھا قتل کی جا چکی ہے۔ ایک بے گناہ ڈرائیور بھی قتل ہو چُکا ہے....

وہ سیٹی کی آواز سُن کر چونکا۔ دو پولیس افسر ہاتھوں میں پستول لیے اُس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اُن کے پیچھے کئی سپاہی بھی تھے۔ وہ جلد ہی سمجھ گیا کہ اُسے قاتل تصور کیا جا رہا ہے۔ وہ بھاگا.... ایک طرف مُڑ کر بھاگتا چلا گیا۔ سامنے ایک گلی تھی، اُس میں داخل ہُوا۔ پھر اس گلی کے اندرونی راستے سے دوسری گلی میں داخل ہُوا جہاں کاریں ہی کاریں کھڑی تھیں۔ اُس نے مُڑ کر دیکھا پولیس اب اُسے اپنے تعاقب میں آتی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ پھر بھی بھاگتا رہا۔ کئی گلیوں اور راستوں کو عبور کر کے وہ ایک چھوٹے سے چوک میں جا نکلا۔ ایک جگہ ہوٹل مونارک کا بورڈ لگا تھا۔ دراصل یہ ایک گیسٹ ہاؤس تھا۔ اُس نے سوچا اس گیسٹ ہاؤس ہی میں قیام کرنا چاہیے۔ وہ تیزی سے مونارک ہوٹل کے اندر داخل ہو گیا۔



آئینے کے سامنے کھڑا آدمی اپنے چہرے سے میک اپ کی تہیں اُتار رہا تھا۔ اُس نے مصنوعی دانت اُتار کر رکھ دیے تھے۔ بالوں کی مصنوعی وگ بھی ایک طرف پڑی تھی۔ اُس نے ناک کے اندر پھنسی ہُوئی رُوئی نکالی۔ یقیناً وہ شخص حُلیہ بدلنے میں زبردست مہارت رکھتا تھا۔ نصف گھنٹے کے اندر اندر اُس کے چہرے کی جُھرّیاں اور دوہری ٹھوڑی غائب ہو چُکی تھی، پھر وہ باتھ رُوم کے اندر داخل ہو گیا۔ وہاں دیر تک نہاتا رہا۔ بار بار مُنہ پر صابن ملتا رہا۔ جب وہ غسل کر کے آئینے کے سامنے کھڑا ہُوا تو مصنُوعی دانتوں اور مسوڑوں کی وجہ سے

اگرچہ اُس کا مُنہ دُکھ رہا تھا لیکن وہ اپنی اصلی جُون میں آ چُکا تھا۔

رومانوف... وہ کچھ پچھتا رہا تھا۔ دو انسان اُس سے قتل ہو گئے تھے لیکن وہ اپنے آپ کو قصوروار نہیں سمجھ رہا تھا ——— پچھتاوا اس بات کا تھا کہ سب کچھ کرنے کے باوجود وہ تصویر حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا۔ جرمن لڑکی آرام سے بیٹھ ہی نہ رہی تھی، اس لیے اُسے ختم کرنا پڑا۔ ڈرائیور ٹیکسی کی رفتار تیز نہیں کر رہا تھا، اس لیے اُسے بھی ختم کر کے خود اُس کی سیٹ سنبھالنی پڑی، اُس نے ایڈم سکاٹ کو بغور دیکھ لیا تھا اور اب وہ دل میں کہہ رہا تھا۔ اس بار تو وہ مجھے مات دے گیا لیکن کب تک... جیت میری ہو گی۔ اب تو مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تصویر کس کے قبضے میں ہے۔ پولیس بھی اُس کی تلاش میں ہو گی۔



مونارک ہوٹل کے معمولی سے کمرے کے معمولی سے بستر پر لیٹا ایڈم سکاٹ تمام واقعات کی کڑیاں جوڑ کر حقائق کو سمجھنے اور نتائج تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ یہ جان چُکا تھا کہ روزنبام کے نام سے بینک جانے والا اور پیڈی کے قتل کرنے والا شخص ـــ اس تصویر کو حاصل کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا چُکا ہے۔ وہ روزنبام کا بھیس بدل کر بینک پہنچا۔ روزنبام جو گوٹرنگ کا فرضی نام تھا اور گوٹرنگ تو کب کا مر چُکا... وہ شخص بہت کچھ جانتا ہے اور بہت خطرناک ہے، لیکن وہ ہے کون؟ پولیس میری تلاش میں ہے اور جلد ہی پیڈی کی لاش کے ذریعے میرے بارے میں سب کچھ جان جائے گی۔ قاتل آزاد ہے اور مَیں خطرے میں گھرا ہُوا ہُوں... اچانک اُسے ایک خیال آیا۔ وہ آہستہ سے بستر سے اُٹھا اور پھر اپنی برساتی پہن کر کمرے سے نکلا۔ باہر کوئی نہیں تھا۔ وہ محتاط انداز میں چلتا ہُوا آگے بڑھا۔ چوکیدار ٹیلی ویژن دیکھ رہا تھا۔ وہ ہوٹل سے باہر نکل آیا اور اُس نے ایک پبلک بوتھ سے آپریٹر کو کہا: "مَیں لندن بات کرنا چاہتا ہُوں۔ فون نمبر ۱۲۵۷ ۸۹۲ ...."

"آپ کس نمبر سے بول رہے ہیں؟" آپریٹر نے پُوچھا۔

ایڈم سکاٹ نے نمبر دیکھ کر دُہرا دیا۔ ۱۹۸۲۹ ۲۷۔ میرا نام جارج کرومر ہے۔"

"انتظار کیجیے۔"

تھوڑی دیر کے بعد اُس نے دوسری طرف سے آواز سُنی۔ لارنس بول رہا تھا: "کون جارج کرومر؟"

"یہ مَیں ہُوں...."

"تم کہاں ہو؟" لارنس نے پُوچھا۔ "اچھا ہُوا تم نے فون کر لیا۔"

"مَیں جنیوا میں ہُوں اور جو کچھ مَیں تمہیں بتلانے والا ہُوں شاید تم اس پر آسانی سے یقین ہی نہ کرو۔"

اس کے بعد ایڈم نے لارنس کو مختصراً صُورتِ حال سے آگاہ کیا اور آخر میں کہا:

"سوئس پولیس مجھے قاتل سمجھ کر میرے تعاقب میں ہے۔"

"ایڈم! مجھے یہ سب کچھ معلوم ہے۔ شام کے اخباروں میں پُورا قصّہ شائع ہو چکا ہے۔ پولیس مجھ سے یہی پُوچھ گچھ کرنے آئی تھی۔ پیڈی کے بھائی نے تمہاری شناخت کرائی ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟ لارنس!" ایڈم تیز ہو گیا۔ "تم جانتے ہو مَیں قتل نہیں کر سکتا۔ کبھی نہیں۔ وہ تو ایک شخص روزنبام ہے جو قاتل ہے۔"

"روزنبام؟" لارنس نے پُوچھا۔ "کون ہے وہ؟"

"مَیں اور پیڈی آج یہاں زیورچ پہنچے۔ مجھے ایک سوئس بینک سے ایک تحفہ وصول کرنا تھا جو میرے والد نے اپنی وصیت میں میرے نام چھوڑا تھا۔ یہ تحفہ ایک تصویر نکلی۔ یہ ایک رُوسی ICON ہے۔ اس کی قیمت غالباً بیس ہزار پونڈ ہے۔"

"رُوسی تصویر؟"

"ہاں رُوسی تصویر سینٹ جارج اور مگرمچھ لیکن لارنس! یہ کوئی اہم بات نہیں۔ اس وقت اہم مسئلہ تو یہ ہے کہ مَیں پولیس سے نجات کیسے حاصل کروں۔"

"سُنو ایڈم!" لارنس کا لہجہ یکدم بدل گیا: "ایڈم سُنو۔ مَیں اپنی بات دُہراؤں گا نہیں۔ صُبح ہونے تک اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چُھپائے رکھو۔ اس کے بعد برطانوی سفارت خانے پہنچ جاؤ۔ مَیں ایسے انتظامات کرا دیتا ہُوں کہ ہمارا سفیر تمہارا انتظار کرے گا۔ سُنو گیارہ بجے سے پہلے سفارت خانے کا رُخ مت کرنا۔ اس دوران میں مَیں سارے انتظامات کر لُوں گا...."

ایک لمحے کے توقف کے بعد لارنس نے پُوچھا:

"قاتل جس چیز کی تلاش میں تھا۔ کیا اُسے حاصل کرنے میں کامیاب ہُوا؟"

"نہیں، تصویر میرے پاس ہے۔"

"خدا کا شکر ہے۔" لارنس نے کہا۔ "سوئس پولیس نے یقین کر لیا ہے کہ قاتل تم ہی ہو، اس لیے اُن سے بچ کر رہنا۔"

"لیکن ———"

"بس اب مزید بات چیت نہیں ہو گی۔ کل گیارہ بجے تم برطانوی سفارت خانے کسی طرح پہنچ جاؤ۔"

چُھپتا چُھپاتا وہ پھر مونارک ہوٹل کے کمرے میں پہنچ گیا۔

سات بج کر بیس منٹ پر دو سوئس سپاہی ہوٹل مونارک پہنچے۔ پہلے تو اُنہوں نے رات کو ٹھہرنے والے مسافروں کی فہرست دیکھی جس میں ایڈم سکاٹ کا نام موجود نہیں تھا۔ پولیس سمجھتی تھی کہ وہ فرضی نام ہی سے کہیں ٹھہرا ہُوا ہو گا۔ پچھلی رات سوئس پولیس نے ہر ہوٹل کی تلاشی لی تھی اور اب مونارک ہوٹل کی باری تھی۔ ہوٹل کی مالکن کو جب مطلوبہ شخص کا حُلیہ بتایا گیا تو اُس نے ایسے کسی مسافر کے یہاں ٹھہرائے جانے سے انکار کر دیا۔ وہ سمجھتی تھی کہ اگر پولیس کو اپنا آدمی اس ہوٹل سے ملا تو ہوٹل کی بڑی بدنامی ہو گی۔ اُس نے سپاہیوں کو کافی پلائی اور کوشش کی کہ وہ

اُس کی بات پر یقین کر کے تلاشی لیے بغیر چلے جائیں لیکن سپاہی کچّی گولیاں نہیں کھیلے تھے اور وہ اپنا فرض پُورا کرنے کا تہیّہ کیے ہُوئے تھے۔ جب تلاشی شروع ہُوئی تو ہوٹل کی مالکن اُس کمرے سے دُور جا کر کھڑی ہوگئی جہاں اُس نے رات ایڈم سکاٹ کو ٹھہرایا تھا۔ سپاہیوں نے دروازے پر دستک دی۔ جب دروازہ نہ کُھلا تو اُسے دھکا دیا۔ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا اور کمرہ خالی تھا.....

ایڈم سکاٹ جاچکا تھا۔ ہوٹل کی مالکن نے سُکھ کا سانس لیا۔

ایڈم سکاٹ صُبح چھ بجے ہی چُپکے سے ہوٹل سے نکل گیا تھا۔ وہ کسی قسم کا خطرہ مول لینے کو تیار نہ تھا۔ اُس نے نو بجے تک کا وقت مال گاڑیوں کے ڈبّوں میں گزارا۔ ہوٹل سے نکلتے وقت سوچ لیا تھا کہ اُسے کہاں جانا ہے۔ اسٹیشن کے عقبی حصّے میں مال گاڑیوں کے خالی ڈبّے کھڑے تھے۔ یہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں وہ چُھپ سکتا تھا۔ نو بجے وہ پھر چُھپتا چُھپاتا نکلا۔ اُس نے پُوری کوشش کی کہ وہ انسانوں کے ہجوم میں گُھل مل جائے اور وہ اس میں بہت حد تک کامیاب رہا۔ راستے میں اُس نے ایک ہاکر سے اخبار بھی خرید لیا۔

اس اخبار میں پیڈی کی قتل کی واردات کی خبر کے ساتھ اُس کا نام اور کوائف درج تھے۔ وقت گزارنے کے لیے وہ ایک گرجے میں گُھس گیا۔ یہ بھی ایک محفوظ جگہ تھی۔ یہاں سے وہ نصف گھنٹے کے بعد نکلا اور چُھپتا چُھپاتا سفارت خانے کی طرف روانہ ہوگیا۔ گیارہ بجنے میں پندرہ منٹ تھے جب وہ زیورچ میں برطانوی سفارت خانے سے چند سو گز کے فاصلے پر پہنچ گیا تھا۔ سامنے ایک سپاہی گشت لگا رہا تھا۔ ـــــ اور اُس کے پیچھے ایک لمبے قد کا مضبوط جسم والا آدمی کھڑا ایڈم سکاٹ کو گھور رہا تھا۔

اُس شخص کی آنکھوں سے ایڈم سکاٹ نے پہچان لیا کہ وہ کون ہے ... وہی شخص جو بُوڑھا روزنبام بن کر مُجرم کر رہا تھا.....



۱۷رجون ۱۹۶۶ء۔ برطانوی وزیرِ اعظم کی سرکاری رہائش گاہ دس ڈاؤننگ سٹریٹ لندن۔ وزارتِ خارجہ کے سیکرٹری سر موریس ینگ فیلڈ نے برطانوی وزیرِ اعظم کے سامنے سر جُھکایا، ہاتھ ملایا اور پھر کمرے سے نکل گیا۔ اپنے دفتر جاتے ہُوئے وہ بار بار ایک ہی سوال ذہن میں دُہرا رہا تھا "آخر اس تصویر کو قبضے میں لینا کیوں ضروری ہے۔ اسے اتنی اہمیت کیوں دی جا رہی ہے"۔

برطانوی وزیرِ اعظم ہیرلڈ ولسن نے اتنا پُراسرار انداز کیوں اختیار کیا تھا اور کوئی وضاحت بھی نہیں کی تھی ـــ سر موریس کو کیا علم تھا کہ امریکی صدر لنڈن جانسن نے برطانوی وزیرِ اعظم کو سب کچھ بتا کر رازداری نبھانے کا وعدہ لیا تھا اور مدد طلب کی تھی کہ وہ رُوسی تصویر کسی طرح بھی رُوسیوں کے ہاتھ میں نہ جانے دی جائے...

سر موریس نے اپنے دفتر میں داخل ہوتے ہی اپنی سیکرٹری پیٹریلا سے کہا:

"ڈی فور کی میٹنگ فوراً طلب کرو"۔



وہ رومانوف تھا۔

ایڈم سکاٹ اُسے نام سے تو نہیں جانتا تھا لیکن وہ اُسے اچھی طرح پہچان گیا تھا۔ یہی ہے پیڈی کا قاتل، یہ مُجرم ہے اور مَیں بے گناہ لیکن سوئس پولیس میری تلاش میں ہے۔ مجھے بچنا چاہیے۔ ایڈم نے دائیں بائیں دیکھا اور پھر دائیں ہاتھ کی سڑک کی طرف مُڑ گیا۔ یہاں کاروں کی بہتات تھی۔ لوگ بھی زیادہ تھے۔ اس ہجوم میں وہ اپنے آپ کو اگر گُم نہیں تو بہت حد تک محفوظ کر سکتا تھا۔ وہ تیز تیز چلنے لگا۔ اب وہ پُرہجوم سڑک کی فٹ پاتھ پر تھا اور پھر اُس نے مڑ کر دیکھا، وہ ـــ اُس کی طرف آرہا تھا۔ بالکل اُس کے سامنے والی فٹ پاتھ پر کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔ اُس کی رفتار میں پھر

تیزی پیدا ہُوئی۔ اُس کے ساتھ ساتھ دوسرے فٹ پاتھ پر وہ بھی چلتا رہا۔ ایڈم رُک گیا۔ جلدی سے ایک اسٹور میں داخل ہُوا اور پھر اُس نے دیکھا کہ اس اسٹور کا ایک دوسرا راستہ بھی ہے جو پیچھے کو نکلتا ہے۔ باہر نکل کر اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا۔ اُس کا تعاقب کرنے والا کہیں دکھائی نہ دے رہا تھا۔ اُس نے گھڑی پر اک نگاہ ڈالی۔ گیارہ بج کر بیس منٹ ہو چکے تھے، جبکہ اُسے برطانوی سفارت خانے میں گیارہ بجے پہنچنا تھا۔ اُس نے لمبی سانس لی اور پھر سامنے دیکھا۔ ایک سینما گھر میں کوئی فرانسیسی فلم دکھائی جا رہی تھی۔ ٹکٹ لے کر وہ سینما گھر میں گُھس گیا۔ وہ فلم دیکھنے کا خواہاں نہیں تھا، بلکہ وہ یکسوئی سے اپنی صُورتِ حال پر غور کر کے اپنے لیے کوئی راستہ تلاش کرنا چاہتا تھا۔ وہ گہری سوچوں میں گُم تھا اس کی نجات کا ایک ہی راستہ تھا کہ وہ کسی طرح زیورچ (جنیوا) سے نکل جائے لیکن کس طرح ؟ وہ یہی بات سوچنے لگا...



سر موریس کمیٹی رُوم میں داخل ہُوا۔ 'ڈی فور' کے تمام ارکان موجود تھے۔ ان میں ایک ایلک سٹیل تھا جو اپنی مونچھوں کو تاؤ دے رہا تھا۔ دوسرا رُکن بریان میتھیوز تھا۔ اس کے ساتھ کمانڈر بُش بیٹھا تھا۔ کمانڈر بُش کا تعلق امریکی سی آئی اے سے تھا، سر موریس کے ساتھ والی کُرسی پر چوتھا آدمی بیٹھا تھا، جو اُن کے بعد اختیار اور عہدے کے اعتبار سے نمبر دو تھا۔ یہ لارنس پمبرٹن تھا... ایڈم سکاٹ کا دوست جو اپنی اصل حیثیت چُھپانے کے لیے لارنس اور سب کو یہ بتا رہا تھا کہ وہ ایک بینک میں وائس پریذیڈنٹ ہے۔

سر موریس نے سب پر اک نگاہ ڈالی اور کہنا شروع کیا:

"حضرات! وزیرِ اعظم کی ڈی فور سے بڑی توقعات وابستہ ہیں اور اُن کا پُورا تعاون ہمارے ساتھ ہے۔ اُن کا حکم ہے کہ ہر چوبیس گھنٹے بعد وہ جہاں بھی ہوں، سو رہے ہوں یا جاگ رہے، دن ہو یا رات، اُنہیں ہماری رپورٹ ملتی رہے۔ آپ جانتے ہیں کہ وقت بہت کم ہے۔"

سر موریس نے ایک لمحے کے توقف کے بعد بات جاری رکھی:

"تازہ ترین اطلاع جو مجھے ملی ہے اُس کے مطابق ایڈم سکاٹ برطانوی سفارت خانے نہیں پہنچا۔ ہم نے سوئس پولیس سے جو درخواست کی تھی اُس پر بھی عملدرآمد نہیں ہُوا۔ قرائن بتاتے ہیں کہ سوئس پولیس ہمارے ساتھ بوجوہ تعاون کے لیے تیار نہیں۔ دوسری معلومات کے مطابق ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ ایڈم سکاٹ کو روجیٹ بینک سے ائیرپورٹ فون آیا جو مسٹر روجیٹ نے نہیں کیا تھا۔ ہمیں مسٹر روزنبام کے بارے میں بھی کچھ معلومات حاصل ہو چکی ہیں۔ وہ زیورچ میں پہنچ چُکا ہے لیکن کہاں ہے کچھ معلوم نہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہُوں کہ اس روزنبام کی اصلیت کیا ہے۔"

یہ کہہ کر ایک بار پھر سر موریس نے توقّف کیا اور بڑے ڈرامائی انداز میں کہا:

"یہ روزنبام دراصل کے جی بی کا اہم ایجنٹ ہے۔"

لارنس اب تم بات کرو۔" لارنس نے بڑی سنجیدگی سے کہنا شروع کیا:

"ایڈم کو اپنے والد کی وصیّت کے مطابق زارنکولس کی شہکار تصویر سینٹ جارج اور مگرمچھ مل چکی ہے اور وہ ایڈم ہی کے قبضے میں ہے اور یہی وہ نادر تصویر ہے جسے کے جی بی کے نصف درجن سے زیادہ ایجنٹ پُوری دُنیا میں تلاش کر رہے ہیں اور وہ شخص جو روزنبام کے نام سے کام کر رہا ہے، وہ کے جی بی کا اہم ایجنٹ رومانوف ہے۔"

"خُوب!" سٹیل بولا۔ "ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ مقابلے میں کون ہے۔"

"ہمارا پہلا فرض یہ ہے کہ کسی طرح ایڈم سکاٹ کو وہاں سے نکالیں۔ حضرات! آپ کے خیال میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔"

"صُورتِ حال یہ ہے کہ اس وقت ہمارے سترہ آدمی جنیوا میں موجود ہیں جو سب اس وقت ایڈم کی تلاش میں



مصروف ہیں۔" لارنس نے وضاحت کی۔

"ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے سترہ آدمیوں کے ساتھ ساتھ سوئس پولیس کے ہزاروں سپاہی بھی ایڈم کو گرفتار کرنے کے لیے اُس کی تلاش میں ہیں۔" میتھیوز بولا۔

"آپ نے دُرست فرمایا اور سوئس پولیس کو ہمارے لیے یہ باور کرانا ممکن نہیں رہا کہ ایڈم سکاٹ کا قتل سے کوئی تعلق نہیں اور وہ بے قصور ہے۔" لارنس بولا۔

"ایڈم کی ہمّت اور صلاحیت پر بھی بہت کچھ انحصار کرتا ہے۔" سر موریس نے کہا۔

"مَیں ایڈم کو بچپن سے جانتا ہُوں۔ وہ میرا دوست ہے۔ مَیں نے ہی اُسے یہ ترغیب دی تھی کہ وہ ہمارے محکمے میں ملازمت اختیار کرے۔ وہ انٹرویو بھی دے چُکا ہے۔ اُسے کچھ معلوم نہیں کہ میری اصل حیثیت کیا ہے۔ ایڈم بے پناہ صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اور شاید بہت سے لوگوں کو رُوسیوں سمیت علم نہیں کہ وہ ملٹری کراس کا اعزاز حاصل کر چُکا ہے۔ وہ اکیلا ہزاروں چینیوں کا مقابلہ کر کے زندہ سلامت نکل آیا تھا۔"

"مَیں ایک بات سمجھنا چاہتا ہُوں۔" سٹیل نے کہا۔ "آخر وہ تصویر اتنی اہم کیوں سمجھی جا رہی ہے۔ اُس میں کیا بات ہے کہ رُوس اور امریکہ دونوں اُسے حاصل کرنے کو بے چین ہو رہے ہیں۔"

"خود ہمیں بھی اس کا علم نہیں۔" امریکی سی آئی اے کے کمانڈر بُش نے کہا۔ "لیکن ایک بات مَیں جانتا ہُوں جو حیران کُن ہے۔ پچھلے ہفتے رُوس نے سات سو ملین ڈالر کی مالیت کا سونا نیویارک کے ایک بینک میں منتقل کیا ہے۔ مَیں نہیں جانتا کہ اس تصویر اور اس سونے میں کوئی باہمی تعلق موجود ہے یا نہیں؟"

"سات سو ملین ڈالر کا سونا... اس سے تو اقوامِ متّحدہ کے کئی رُکن ممالک خریدے جا سکتے ہیں۔" سر موریس نے کہا۔

"ہمیں یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیے۔ بہر حال اب عملی طور پر ہم کیا کر رہے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیے۔" میتھیوز نے پُوچھا۔

"سب سے بڑا مسئلہ سوئس پولیس کا ہے جو ہمارے ساتھ تعاون پر آمادہ نہیں۔ وہ ایڈم کو قاتل سمجھتی ہے اور ہم سفارتی سطح پر اُسے معافی نہیں دلوا سکتے۔ رُوس اور سوئس اس کی تلاش میں ہر جگہ نکل کھڑے ہوں گے۔ ریلوے اسٹیشن ہوٹل، ہوائی اڈّے۔ تمام راستے، سرحدیں۔ ہم نے ٹیلیفون کے محکمے کو خاص ہدایات جاری کر دی ہیں۔ ہمیں اس وقت جنیوا میں اپنے آدمیوں، ایڈم سکاٹ کی صلاحیّتوں اور حالات پر بھی انحصار کرنا ہو گا۔"

"ہُوں!" سر موریس نے کہا۔ "مَیں نے سب کا دفتر ہی میں سونے کا انتظام کر دیا ہے۔ ہمیں آئندہ چوبیس گھنٹے یہیں دفتر ہی میں رہنا ہو گا۔" میٹنگ برخواست کر دی گئی۔



دو گھنٹے بعد ایڈم سینما سے باہر نکلا۔ اپنی پوری یکسوئی اور مہارت کے ساتھ چاروں طرف بغور دیکھتا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ بہت سے فیصلے کر چُکا تھا۔ ان پر عمل کرنے کے لیے وہ پُوری احتیاط سے کام لینا چاہتا تھا اور پھر اچانک اُس نے سامنے برساتی پہنے ایک شخص کو دیکھا جو اُسے گھور رہا تھا۔ ایڈم نے فوراً بھانپ لیا کہ یہ شخص یا تو سوئس پولیس سے تعلق رکھتا ہے یا پھر روزنبام کا کوئی ساتھی ہے۔ وہ جلدی سے پیچھے مڑا اور تیز تیز چلتا سڑک عبور کر کے دوسری طرف چلا گیا، لیکن دوسری طرف بھی اُسے ایک ایسا ہی آدمی دکھائی دیا جو مشکوک دکھائی دے رہا تھا۔ ایڈم نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی۔ اُسے ایک فلائنگ کوچ دکھائی دی جس پر شاہی آرکسٹرا کے الفاظ لکھے تھے۔ ایڈم نے دیکھا کہ اس کوچ میں کچھ سازندے مختلف ساز اُٹھائے باہر نکل رہے ہیں۔ اُس نے موقع سے فائدہ اُٹھانے کا فوراً فیصلہ کر لیا۔ وہ تیزی سے چلتا اُن ساز اُٹھائے ہُوئے سازندوں کے درمیان چلنے لگا۔ وہ اُن کے ساتھ ہوٹل کے اندر داخل ہو گیا۔ ہوٹل کی دیوار کے ساتھ ایک بورڈ لگا تھا جس پر سازندوں کے نام لکھے تھے جو اس ہوٹل میں مقیم تھے۔ ایڈم نے دیکھا کہ ایک برساتی والا شخص باہر کھڑی کوچ کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اُس نے جلدی سے دیوار پر لگے بورڈ سے ایک نام پڑھا اور پھرتی سے کاؤنٹر پر گیا۔

"مَیں روبن بریسفیلڈ ہُوں۔ مجھے میرے کمرے کی چابی دے دیجیے۔"

استقبالیہ کلرک نے اُسے چابی نمبر ۶۱۲ اُٹھا کر دے دی: "تیسرے فلور پر آپ کا کمرہ ہے۔"

"مَیں جانتا ہُوں۔" بڑے اعتماد سے ایڈم نے کہا۔

وہ تیزی سے چلتا ہُوا لفٹ میں سوار ہو گیا۔ مُڑ کر دیکھا وہ مشکوک آدمی بھی اندر آ چُکا تھا۔ تیسرے فلور پر وہ لفٹ سے نکلا۔ کمرہ نمبر ۶۱۲ کے سامنے جا کر چاروں طرف دیکھا پھر تالا کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اُس نے دیکھا ایک بند سُوٹ کیس دروازے کے اندر پڑا ہے۔ یقیناً اس کمرے میں رہنے والے سازندے کو اتنا وقت بھی نہ ملا تھا کہ وہ اپنا سُوٹ کیس ہی کھول سکے۔ اُس نے کمرے کا بغور جائزہ لیا۔ میز پر اُسے ایک شائع شدہ کاغذ دکھائی دیا۔ وہ اسے پڑھنے لگا۔ یہ شاہی آرکسٹرا کے دَورے کا پروگرام تھا۔ جنیوا، فرینکفرٹ، برلن، ایمسٹرڈم اور واپس لندن . . . . .

جنیوا کا پروگرام اُس نے غور سے پڑھا۔ کئی گھنٹوں تک اس کمرے میں اُس میں ٹھہرنے والا نہیں آئے گا کیونکہ آرکسٹرا کا پروگرام شروع ہو چکا ہو گا . . . وہ یہاں آرام کر سکتا تھا ــــ نیز غور و فکر بھی کر سکتا تھا کہ ان حالات میں اُسے کیا کرنا ہے۔ اُسے شدید بھوک لگ رہی تھی۔ اُس نے ہمت کر کے کمرے میں کھانا منگوانے کا فیصلہ کر لیا۔ مینو ایک میز پر پڑا تھا اس میں سے کھانے کی چند چیزوں کا انتخاب کر کے اُس نے فون اُٹھایا: "رُوم سروس۔ مجھے کھانا بھجوا دیں کمرے میں۔" اس کے بعد وہ غسل خانے میں گھس گیا۔ ہوٹل کی انتظامیہ کی طرف سے ایک پلاسٹک بیگ میں شیو کا سامان، صابن، ٹوتھ برش، تولیہ موجود تھا۔ اُس نے شیو کی پھر نہایا۔ جب وہ تر و تازہ ہو کر باہر نکلا تو کمرے پر کوئی دستک دے رہا تھا: "رُوم سروس۔"

اس نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا۔ نصف گھنٹے بعد پھر دستک ہُوئی "رُوم سروس"۔ ایڈم جان بُوجھ کر نیم تاریکی میں چہرہ جھکائے بیٹھا تھا۔ "بل پر دستخط کر دیں۔"

ایڈم نے بل پر بڑے اعتماد سے روبن بریسفیلڈ کے جیسے تیسے دستخط کر دیے۔

ملازم کھانے کے خالی برتن ٹرالی پر رکھ کر باہر نکل گیا۔

تھکاوٹ، بھوک، پریشانی . . . ایڈم اونگھنے لگا پھر اُٹھا اور بستر پر لیٹ گیا۔ چند منٹوں بعد وہ گہری نیند سو رہا تھا۔ جانے وہ کب تک سویا رہا اُسے کچھ معلوم نہیں . . . جب کسی نے اُسے جھنجھوڑا، وہ ہڑبڑا کر اُٹھا۔

"مَیں بھی تو دیکھوں میرے بستر پر کون سو رہا ہے۔" اُسے ایک نسوانی آواز سُنائی دی۔ چند لمحوں میں وہ پُوری طرح بیدار ہو گیا۔ اُس کے سامنے غصیلے چہرے والی ایک عورت کھڑی تھی جس کا قد چھ فٹ سے کچھ ہی کم ہو گا۔ اُس کے سُرخ بال بہت چمکدار تھے۔ وہ اجنبی سی شکل کی ایک عورت تھی جس کا چہرہ غصّے نے مسخ کر دیا تھا: "کون ہو تم؟"

ایڈم نے فوراً سچ بولنے کا فیصلہ کر لیا: "مَیں کون ہُوں اگر تمہیں بتا دیا تو شاید تم یقین ہی نہ کر سکو۔"

"تم شہزادہ چارلس تو دکھائی نہیں دے رہے کہ مَیں یقین نہ کر سکوں۔" وہ طنز سے بولی۔

"مَیں ایڈم سکاٹ ہُوں۔"

"دیکھو لوئیس تمہارا نام سُن کر چکرائی ہُوں نہ غش کھا کر گری ہُوں۔ بتاؤ! تم کون ہو اور یہاں میرے کمرے میں کیوں سو رہے تھے۔"

"تو تم روبن بریسفیلڈ ہو . . . یہ تو مردانہ نام ہے . . ."

"اس میں میرا کیا قصور۔" وہ ہنسی "میرے والد نے میرا یہی نام رکھا تھا۔ تم بتاؤ یہاں کیا کر رہے ہو۔"

"صرف ایک درخواست ہے . . . پانچ منٹ تک میری بپتا بات کاٹے بغیر توجہ سے سُن لو۔" وہ خاموش رہی۔

"سوئس پولیس مجھے گرفتار کرنا چاہتی ہے۔"

"کیوں؟"

"قتل کے جُرم میں۔"

"کیا خبر ہے، واہ!"

"اور مَیں بے گناہ ہُوں۔"

"اچھا اب مَیں پانچ منٹ تک تمہاری بات خاموشی سے سُن سکتی ہُوں۔" روبن بولی۔

رومانوف زیورچ میں رُوسی سفارت خانے کے ایک کمرے میں کھڑا تھا: "مَیں خود کو الزام دُوں گا۔ ہاں مَیں نے اس انگریز کے بارے میں غلط اندازہ لگایا۔ وہ بہت تیز



جاپانی عورت چاہے کتنی ہی میم بنتی جا رہی ہے، جس وقت وہ مُنہ کھولتی ہے تو اُس کی آواز سے مشرقیت شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے شاعروں کی تخیلی شیریں دہن بس وہیں لباسِ مجاز میں نظر آتی ہیں۔ وہ بولتی کیا ہیں کہ مُنہ سے رس ٹپکتا ہے اور ہمارے مردوں کے مُنہ سے پانی۔

(’سات سمندر پار‘ از بیگم اختر ریاض الدین احمد)

طرّار اور ذہین ہے، بلکہ مَیں تو اُس کی کارکردگی کو زبردست اور شاندار قرار دوں گا۔"

اس وقت وہاں موجود سفارت خانے اور کے جی بی کے افراد دل سے ایڈم سکاٹ کی ذہانت اور پھرتی کے قائل ہو چکے تھے۔ سب نے اُس کے بارے میں غلط اندازہ لگایا تھا اور ان میں والچیک بھی موجود تھا جسے کے جی بی کے سربراہ زابورسکی نے حال ہی میں رومانوف کی اعانت کے لیے بھیجا تھا۔ رومانوف والچیک کو بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ دونوں مل کر پہلے بھی کام کر چکے تھے۔ بہر حال اس مشن کی باگ ڈور رومانوف کے ہاتھ میں تھی۔

"ہاں، ایک خوشخبری ہے۔" رومانوف بولا ــــ "سوئس پولیس کے سربراہ کی طرف سے ہمیں یقین دلایا جا چکا ہے کہ وہ برطانیہ کے ساتھ کسی قسم کا تعاون نہیں کر رہے اور نہ تعاون کریں گے۔" اچانک اُس کا لہجہ سخت ہو گیا۔

"کامریڈو! تم جانتے ہو کہ ہمیں مادرِ وطن کی طرف سے ایک اہم فریضہ سونپا گیا ہے۔ ہمیں یہ فریضہ اپنی جان دے کر بھی ادا کرنا ہے۔ کسی قسم کی کوتاہی اور بے پروائی ناقابلِ برداشت ہو گی۔ وہ انگریز ایڈم اب جیسے بھی ہو گا سرحد پار کر کے یہاں سے نکلنا چاہے گا۔ وہ پولیس کے ہاتھ آنے کے لیے تیار نہیں۔ یاد رکھو وہ انگریز فرانسیسی پر عبور رکھتا ہے

نہ جرمن زبان پر اور اُسے سرحد پار کرنے کے لیے اپنی سرحدوں کی طرف جانا پڑے گا۔ ہم نے ریلوے اسٹیشنوں، ہوائی اڈّوں اور تمام دوسرے اہم اڈّوں پر اپنے آدمی متعیّن کر دیے ہیں؛ تاہم میرا دل کہتا ہے کہ وہ کار کے ذریعے کسی بھی سرحد تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ اب غور سے سُنو میں پانچ آدمیوں کے ساتھ فرانسیسی سرحد کی طرف جاؤں گا۔ میجر والیچک پانچ آدمیوں کے ساتھ باسل کا رُخ کرے گا تاکہ جرمن سرحد پر نظر رکھی جا سکے۔ سب کو ایڈم کی تصویر فراہم کی جا چکی ہے، اس لیے کسی قسم کی غلطی کی سزا تمہیں ذہن میں رکھنا چاہیے وہ بھیس بدلنے میں زیادہ ماہر نہیں۔ ۔ ۔ ۔ سمجھ گئے۔ ۔ ۔ ۔"

وہ چند لمحے رُکا اور پھر بولا:

"وہ شخص جو مجھے زار کی نایاب تصویر لا کر دے گا یا اس کے حصول میں پُورا تعاون کرے گا، اُسے یقین دلاتا ہُوں کہ اُس کا مستقبل بہت تابناک ہو گا۔ تمہیں اس نادر شہکار کی تصویریں بھی فراہم کی جا چکی ہیں۔ اُس اصل تصویر کی خاص نشانی یہ ہے کہ اُس کے فریم کے عقب میں ایک چاندی کا چھوٹا سا تاج نصب ہے اور آخری بات ـــــ ایڈم سکاٹ بہت چالاک ہے لیکن ہمیں اُس کو شکست دینی ہے۔"

❖

"تم کمال کے آدمی ہو۔ بخدا۔ ۔ ۔ واہ۔ ۔ ۔" روبن سارا قصّہ سُن کر تعریف کرتے ہُوئے بولی۔ "بس اب یقین کرنے کے لیے ایک ہی بات رہ گئی ہے۔ مَیں وہ نادر تصویر دیکھنا چاہتی ہوں گی۔" ایڈم نے اپنی برساتی کی اندرونی جیب سے وہ تصویر نکال کر روبن کو تھما دی۔ ململ ہٹا کر اُس نے دیکھا اور بے اختیار بولی: "واہ ـــ شاندار۔" اُس نے تصویر ایڈم کو دے کر پُوچھا:

"اب کہو کیا ارادے ہیں؟ پولیس تمہارے تعاقب میں ہے اور رُوسی بھی تمہاری جان کے دُشمن ہیں۔ مَیں کس طرح تمہاری مدد کر سکتی ہُوں؟"

"مَیں تمہیں ایک نمبر دیتا ہُوں۔ اس نمبر پر تم میرے دوست لارنس کے ساتھ لندن میں رابطہ قائم کروا دو۔ ۔ ۔ احتیاط کا تقاضا ہے کہ مَیں اب براہِ راست اُس سے رابطہ قائم نہ کروں۔"

روبن نے مُسکرا کر اُس کے لیے فون کا نمبر ملایا اور پھر جب دوسری طرف سے لارنس بولا تو کہنے لگی:

"بات کیجیے۔"

"مَیں ہُوں۔" ایڈم نے کہا۔

"کہاں ہو تم؟"

"جنیوا ہی میں۔"

"ہمارے آدمی گیارہ بجے تمہارا انتظار کرتے رہے۔" لارنس نے محتاط انداز میں بتایا۔

"روز نبام بھی وہیں میرا منتظر تھا۔"

"اُس کا حُلیہ بتاؤ۔"

"قد چھ فٹ۔ ۔ ۔ نیلی آنکھیں، دُرشت چہرہ، وہ مجھے قتل کرنے کے درپے ہے۔"

ایک لمحے کی خاموشی کے بعد لارنس نے پُوچھا:

"اور وہ چیز ابھی تک تمہارے ہی قبضے میں ہے۔"

"ہاں۔ ۔ ۔ ۔ لیکن میری زندگی اور آزادی زیادہ قیمتی ہے۔"

"فون بند کر دو۔ تین منٹ کے بعد مجھے پھر فون کرو۔"

لارنس کی آواز کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

تین منٹ بعد روبن نے پھر لندن رابطہ قائم کیا۔

لارنس نے پہلا جملہ کہا:

"میرے ایک سوال کا جواب دو۔"

"اب مَیں کسی کو کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا مَیں خود کچھ باتوں کا جواب چاہتا ہُوں۔"

"کہو۔"

"تم اُس وقت تک مجھ سے کچھ نہ جان سکو گے جب تک سچ نہ بولو گے۔" ایڈم نے کہا۔

"تم نے جو حُلیہ بتایا اُس سے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہُوں کہ وہ روز نبام رُوسی ایجنٹ رومانوف ہے۔" لارنس نے بتایا۔

"ایک رُوسی ایجنٹ ـــ لیکن کیوں؟ وہ یہ تصویر کیوں حاصل کرنا چاہتا ہے؟"

"ہمیں خود معلوم نہیں۔ یقین کرو ہم خود نہیں جانتے۔"

"ہمیں۔ ۔ ۔ ۔ ہم۔ ۔ ۔ ۔ لارنس یہ ہم کون ہیں؟" ایڈم نے پُوچھا۔

ایک لحظے کا توقّف اور پھر لارنس نے آہستہ سے کہا:

"مَیں فارن آفس میں کام کرتا ہُوں۔"

"کس عہدے پر؟"

"یہ مَیں نہیں بتا سکتا۔"

"لارنس! تم میرے دوست ہو۔ اتنا عرصہ جھوٹ بولتے رہے۔ اب خدا کے لیے مجھ سے کچھ نہ چُھپاؤ۔" ایڈم نے کہا۔

"مَیں فارن آفس کی ایک خاص تنظیم میں نمبر ٹُو ہُوں جو۔ ۔ ۔ ۔"

"سازشیں، جال، سبوتاژ۔ ۔ ۔ ۔ سُنو لارنس اگر تم بھی وہ تصویر مجھ سے حاصل کرنے کے درپے ہو تو پہلے مجھے اس دلدل سے نکالنا ہو گا۔ رومانوف مجھے قتل کرنے کے درپے ہے اور تم سب کچھ جانتے ہو۔ شاید مجھ سے بھی زیادہ۔ ۔ ۔ ۔"

"تم کہاں ہو؟"

"رچمنڈ ہوٹل میں۔ ایک پرائیویٹ کمرے میں، جو میرے نام پر بُک نہیں۔"

"تو یہ کس کا کمرہ ہے؟"

"ایک خاتون جو میری مدد کر رہی ہے۔"

"کیا وہ اس وقت بھی تمہارے پاس ہے؟" لارنس نے پُوچھا۔

"ہاں۔ ۔ ۔" ایڈم نے جواب دیا۔

"پُورا اعتماد کر سکتے ہو اُس پر؟ خیر۔ ۔ ۔ ۔ سات بجے صُبح تک کمرہ نہ چھوڑنا۔ مَیں سب انتظام کرتا ہُوں۔ تم کمرے سے نکلنے کی کوشش مت کرنا۔" فون کا سلسلہ کٹ گیا۔

روبن مُسکرائی۔

"اب تم اُدھر فرش پر ڈیرا جماؤ۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔"

"مَیں تمہارا بیحد شکر گزار ہُوں۔" ایڈم بولا۔

"شکریے کی ضرورت نہیں۔ آدمی ہی آدمی کے کام آتا ہے۔ بس اب سو جاؤ۔ دیکھو کل صُبح تمہارے لیے کس انداز میں طلوع ہوتی ہے۔"

❖

رومانوف بے چین تھا۔ اُسے خاص ٹیلی فون کا انتظار تھا۔ پھر فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے ریسیور اُٹھایا:

"ہاں، مَیں سُن رہا ہُوں۔" رومانوف بولا: "وہ اس وقت کہاں ہے؟"

دوسری طرف سے کسی نے کچھ کہا اور اس کے ساتھ ہی رومانوف نے ریسیور نیچے رکھ دیا۔

❖

ایڈم کی آنکھ کُھل گئی۔ اُس نے اُٹھ کر روبن کی طرف دیکھا۔ وہ گہری نیند سو رہی تھی۔ وہ چونکا۔ راہداری سے عجیب سی مدّھم مدّھم آوازیں آ رہی تھیں، قدموں کی محتاط چاپ! ایک فوجی ہونے کی وجہ سے وہ ایسی چاپ کو پہچان سکتا تھا اور پھر کسی نے اخبار دروازے کی درز سے اندر دھکیل دیا۔ وہ چند لمحے ساکت و صامت بیٹھا رہا۔ پھر اُس نے ہاتھ بڑھا کر اخبار اُٹھایا۔

اخبار کے پہلے صفحے پر اُس کی اپنی تصویر چھپی ہوئی تھی جسے سوئس پولیس قاتل سمجھ رہی تھی اور اُس کی تلاش جاری تھی۔

اُس نے جلدی سے ایک فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ مجبوری کا نتیجہ تھا۔ اُس نے فون کو دیکھا پھر نمبر ملانے لگا۔ دوسری طرف سے لارنس بولا:

"کہو۔ ۔ ۔"

"یہاں حالات خراب ہو رہے ہیں۔ مَیں ایک طرح سے کمرے میں پھنس گیا ہُوں۔ باہر لوگ موجود ہیں اور اخبار کے پہلے صفحے پر میری تصویر بھی چھپ گئی ہے۔"

"مَیں جانتا ہُوں۔ ہم نے سوئس پولیس سے درخواست کی تھی کہ تصویر شائع نہ کی جائے، لیکن اُنھوں نے ہمارے ساتھ تعاون نہیں کیا۔"

"ایسی صُورت میں پھر مجھے اپنے آپ کو سوئس پولیس کے حوالے کر دینا چاہیے۔"

"ایڈم ایسا ہرگز مت کرنا۔ وہ تمھیں دُہرے قتل کا مُجرم سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالات تمھارے خلاف ہیں۔ تمھاری بیگناہی کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا جا سکتا۔ مَیں تمھارے احساسات کو سمجھتا ہُوں ایڈم! لیکن ہر چیز کے لیے مناسب وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب غور سے میری بات سُنو۔ ہمارے لیے یہ مناسب نہیں کہ ہر بات دُہرائی جائے۔ برطانیہ کا رائل آرکسٹرا اسی ہوٹل میں ٹھہرا ہُوا ہے، جہاں تم مقیم ہو۔ صُبح دس بجے یہ لوگ فرینکفرٹ روانہ ہو رہے ہیں۔ دس بج کر پانچ منٹ پر تم کمرے سے نکل کر ان سازندوں کے ساتھ لابی میں گھُل مل جاؤ۔ وہاں سے تم سامنے والے دروازے سے باہر نکلو۔ وہاں ایک کوچ کھڑی ہوگی۔ اُس کے پیچھے سے ہوتے ہوئے تم سڑک کے پاس پہنچو، جہاں ایک کار پہلے سے کھڑی تمھارا انتظار کر رہی ہوگی۔ یہ ایک کالے رنگ کی مرسڈیز ہوگی۔ اس میں بھُورے رنگ کی وردی پہنے ایک شوفر موجود ہوگا۔ اُس نے تمھارے لیے کار کا دروازہ کھُلا رکھا ہوگا۔ ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ اس کار کے اردگرد دُور دُور تک کسی دوسری کار کو کھڑا نہیں کیا جائے گا۔ تم اس کار پر سوار ہو جاؤ۔ یہ تمھیں محفوظ مقام پر لے جائے گی۔ اس کار کی پچھلی نشست پر ایک دوسرا آدمی بھی تمھاری رہنمائی اور حفاظت کے لیے موجود ہوگا۔ یہ کار تمھیں برطانوی سفارت خانے لے جائے گی۔ سُن لیا .....سب کچھ"

"ہاں لیکن....."

"گڈ لک ــــ ہدایات پر عمل کرو۔" اس کے ساتھ ہی گفتگو کا رابطہ کٹ گیا۔

ایڈم نے سوچا کیا یہ ترکیب کارگر ثابت ہوگی؟ لارنس کی اصابت جان کر اُس کے دل میں کئی خیالات آئے تھے۔ لارنس کو مجھ پر اعتماد کیوں نہیں تھا۔ وہ یہ بھی تو کہہ سکتا تھا کہ وہ کسی سرکاری محکمے میں ملازم ہے۔ بینک کی ملازمت کا جھُوٹ کیوں بولا۔ وہ اُٹھا اور غُسلخانے میں گھُس گیا۔ اُسے آئینے میں اپنا چہرہ کچھ بدلا بدلا دکھائی دیا۔ پھر اُسے پیڈی کی یاد آئی۔ وہ اُس کی وجہ سے قتل ہُوئی۔ اُس کے اصرار پر وہ آئی تھی۔ وہ بہت اُداس ہو گیا۔ جب غُسل کر کے باہر نکلا تو روبن جاگ رہی تھی۔

"تو تم نے مجھے سوتے میں قتل نہیں کیا۔" وہ ہنسی۔

"مَیں نے تو وہ قتل بھی نہیں کیا جس کے جُرم میں پولیس میری تلاش میں ہے۔"

"خیر چھوڑو اب کیا پروگرام ہے۔" روبن نے پُوچھا۔

"مَیں تمھارے ساتھ جا رہا ہُوں۔"

"بھائی مَیں نے ایک رات پناہ دی تھی۔ میرے لیے اب ساری عمر کا روگ نہ بنو۔"

"تم غلط سمجھیں روبن! مَیں تمھارے ساتھ ہوٹل سے باہر نکلوں گا۔ اس کے بعد ہمارے راستے بدل جائیں گے۔"

وہ ہنسی: "تم بھی غلط سمجھے۔ ویسے اگر تم فرینکفرٹ تک رائل آرکسٹرا کے ساتھ سفر کرنا چاہو تو مَیں اس کا انتظام کر سکتی ہُوں۔"

"نہیں روبن، مَیں یہاں سے جلد از جلد نکلنا چاہتا ہُوں۔"

"چلو ٹھیک ہے لیکن ہم ناشتہ تو مل کر ہی کریں گے، الوداعی ناشتہ۔"

ناشتے کے بعد وہ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔ روبن بہت اچھی خاتون تھی۔ اُس کی باتوں میں بہن کی شفقت تھی۔ نو بجے فون کی گھنٹی بجی۔ ایڈم کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ ریسیور روبن نے اُٹھایا:

"نہیں، قُلی کی ضرورت نہیں۔ میرے ساتھ ایک صاحب ہیں، وہ بڑے باجے اور ڈرم اُٹھا لائیں گے۔" روبن نے کہا

اور فون بند کر کے بولی: "رائل آرکسٹرا کے منیجر کا فون تھا۔"

ایڈم نے اپنی برساتی پہن کر ہاتھ سے اندر کی جیب ٹٹولی۔ تصویر اس میں موجود تھی اور جیب کی زِپ بھی لگی ہوئی تھی۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، چند منٹوں میں تم بحفاظت ہوٹل سے نکل جاؤ گے۔" روبن نے اُسے تسلّی دی۔ "دونوں بڑے باجے کندھے پر رکھو۔ ڈرم دوسرے کندھے پر۔ اس طرح تمھارا چہرہ خاصی حد تک چھُپ جائے گا۔"

لفٹ میں رائل آرکسٹرا کا ایک آدمی کھڑا تھا۔ دو اور سازندے بھی جلدی سے لفٹ میں داخل ہوئے۔ ایڈم نے سوچا لارنس نے ضرور آرکسٹرا کے منیجر کو کچھ ہدایات دی ہوں گی۔ لفٹ نیچے پہنچی۔ دروازہ کھُلا۔ ایڈم، روبن، دو سازندوں اور آرکسٹرا کے ایک رُکن کے ساتھ لفٹ سے نکلا۔ اُس نے اپنا چہرہ حتّی الوسع بڑے باجوں اور ڈرم سے چھُپانے کی کوشش کی تھی۔ لابی میں وہ دوسرے سازندوں کے ساتھ کھڑا سامنے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں سے اُسے باہر نکلنا تھا، سامنے بڑی کوچ دکھائی دے رہی تھی جس میں کئی سازندے سوار ہو رہے تھے۔ اُس نے سوچا چند منٹوں میں مَیں یہاں سے نکل جاؤں گا۔ وہ روبن اور دوسرے سازندوں کے پیچھے چلنے لگا۔ دروازے سے باہر نکل کر اُس نے دیکھا کہ سڑک کے اُس طرف ایک مرسڈیز کار کھڑی ہے۔ کار کا دروازہ کھُلا تھا۔ غور سے دیکھا تو پچھلی نشست پر ایک آدمی بھی بیٹھا دکھائی دیا۔ لارنس نے جو کچھ کہا تھا وہ سب کر کے دکھا دیا تھا۔ اور پھر کار کے پاس کھڑے شوفر کو دیکھ کر ایڈم چونکا۔ شوفر ہوٹل کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُس کی نگاہوں میں کوئی ایسی بات تھی جس نے ایڈم کو اُس کا بغور جائزہ لینے پر مجبور کر دیا۔ پھر وہ تلخی سے مُسکرایا۔ اس شوفر کی وردی ٹھیک نہیں تھی۔ اُس کے جسم پر ڈھیلی تھی۔ یہ مانگے کی وردی تھی۔ یہ اصلی شوفر نہیں تھا۔



ریل گاڑی میں بیٹھے دو آدمی بڑے زور شور سے بحث کر رہے تھے۔ اُن میں سے ایک نے کہا: "تعلیم کے معاملے میں آپ کی رائے سے مجھے ہرگز اتّفاق نہیں کہ مَیں خود اس محکمے سے وابستہ ایک پروفیسر ہُوں۔"

دُوسرا بولا: "اور شاید آپ کو معلُوم نہیں کہ مَیں بھی پروفیسر ہُوں اور آپ کی رائے سے اتّفاق نہ کرنے کی معقُول وجہ رکھتا ہُوں۔"

باقی مسافر اب تک خاموشی سے اُن کی بحث سُنتے آ رہے تھے۔ اُن میں سے ایک بول اُٹھا: "تو جناب! آپ دونوں ہماری باتیں سُنیں۔ ہم اَن پڑھ ہیں اور ایک دوسرے سے کامل اتّفاق کرتے ہیں۔"

(چوکور پہیّے ــ ظفر خاں نیازی)



"کوچ کی طرف چلو، اندر۔" ایڈم نے آہستہ سے کہا۔

"لیکن تم تو....."

"وہ مجھے ختم کرنے کے لیے یہاں بھی پہنچ چکے ہیں۔"

"یہ باجے اور ڈرم تو کوچ کے پچھلے حصّے میں رکھے جائیں گے۔" روبن نے کہا۔ "انھیں اندر لے کر نہیں جایا جا سکتا۔"

"دیر نہ کرو روبن! تم سمجھتی کیوں نہیں؟"

روبن تیزی سے کوچ کے اندر چلی گئی۔ اُس کے پیچھے پیچھے ایڈم تھا، باجے اور ڈرم اُٹھائے۔

"اُن میں کون سا ہے؟" روبن نے آہستہ سے پُوچھا۔

"کار کا شوفر۔"

کوچ کے دروازے میں کھڑے ایک شخص نے کہا:

"سب اندر آ گئے۔ مَیں دو بار گنتی کر چکا ہُوں۔ ایک آدمی زائد ہے۔"

ایڈم نے سوچا: "بس اب قصّہ تمام ہُوا۔ وہ مجھے بس

سے اُتار دیں گے اور مَیں مارا جاؤں گا۔"

"میرے ساتھ میرا بھائی ہے۔" روبن نے اُونچی آواز میں کہا۔ "وہ کچھ فاصلے تک سفر میں میرا ساتھ دے گا۔"

"تمہارا بھائی!" رائل آرکسٹرا کے آدمی نے کہا۔ "تو پھر ٹھیک ہے۔"

شوفر اب گہری نگاہوں سے کوچ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ روبن نے ایڈم کی پریشانی بھانپ لی۔ "اب وہ تمہیں نہیں دیکھ سکے گا۔ کوچ بھی چلنے والی ہے۔"

رائل آرکسٹرا کا وہ رُکن جو مینجر تھا اب روبن اور ایڈم کی نشستوں کے قریب آبیٹھا تھا۔

"مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہارا کوئی بھائی بھی ہے۔"

کوچ آہستہ آہستہ چلنے لگی۔

"یہ آج صُبح ہی آیا ہے۔" روبن بولی۔ "میرا بھائی یہاں سوئٹزرلینڈ ہی میں تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ آپ کے لیے کسی پریشانی کا باعث نہیں بنے گا۔"

"ہرگز نہیں۔"

روبن نے مینجر سٹیفن کا ایڈم سے تعارف کرایا۔ وہ اُس سے پُوچھنے لگا کہ وہ کیا کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ایڈم نے بڑی ہوشیاری سے جھوٹ بولا۔ مینجر سٹیفن نے کہا:

"واہ تو تم اس کمپنی میں ملازم ہو، اس کے کیلنڈر بڑے شاندار ہوتے ہیں۔"

"آپ کو مَیں ایک کیلنڈر بھجوا دوں گا۔" ایڈم نے بڑے اعتماد سے کہا۔

مینجر نے اُس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

"تم چاہو تو روبن کے ساتھ فرینکفرٹ بھی جا سکتے ہو جو ہمارا اگلا پڑاؤ ہے۔"

"نہیں، شکریہ! مجھے راستے میں ایک کام ہے۔"

کوچ کی رفتار اب تیز ہو چکی تھی۔ مینجر اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ روبن اور ایڈم آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگے۔

"ایڈم! تم فرینکفرٹ کیوں نہیں چلتے، وہاں سے تم لندن جا سکتے ہو۔"

"میرے دُشمن بہت کائیاں ہیں۔ مَیں ہوائی جہاز پر سفر نہیں کر سکتا۔ پکڑا جاؤں گا۔ اُن کے ایجنٹ ہر جگہ میرے انتظار میں ہوں گے۔"

"پھر کیا سوچا ہے؟"

"اُنہیں جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ مَیں رائل آرکسٹرا کی کوچ میں سوار ہو گیا تھا۔ مجھے جلد ہی کوئی فیصلہ کرنا ہو گا۔"

اُس نے اپنی جیب سے ایک نقشہ نکالا اور پھر اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

"میرے خیال میں مجھے ساٹھ ستّر میل کا فاصلہ تو اسی کوچ میں طے کرنا چاہیے۔"

"اس کے بعد تم کیا کرو گے؟ سواری کہاں سے حاصل کرو گے؟"

"مَیں بے بس ہُوں کہ پیدل چلوں۔ ممکن ہے آگے چل کر کوئی لفٹ مل جائے یا مَیں کوئی کار حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔"

ایڈم سوچنے لگا۔ حالات اُس کے لیے ناسازگار ہو چکے تھے۔ رومانوف..... لارنس ہی نے نام بتایا تھا، وہ جو روز نبام کے نام سے بُوڑھا بنا وہ دراصل کے جی بی کا ایجنٹ روماناف تھا..... ایڈم کے چہرے پر تلخ سی مُسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اُس نے دل میں کہا: "لارنس پر کس حد تک اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ اب وہ....." پھر اُسے یاد آیا کہ خود اُسے بھی تو طبّی معائنے کے لیے لندن پہنچنا ہے۔ اُس نے اپنے آپ سے کہا: "کیا مَیں بر وقت طبّی معائنے کے لیے لندن پہنچ سکوں گا یا میری لاش پہنچے گی۔"

اپنی لاش کے خیال ہی سے اُس کا خُون کھولنے لگا۔ اُس کے عزائم میں جان پڑ گئی۔ مَیں سب سے نمٹ لوں گا۔

اُس نے اپنے آپ سے کہا: "ہاں مَیں اس رُوسی ایجنٹ سے نمٹوں گا۔"

پھر اچانک اُس کے چہرے کی رنگت بدلی۔ یہ خیال اُسے پہلے کیوں نہ آیا؟ روبن اُس کے رنگ بدلتے چہرے کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہُوا؟"

"روبن! میری اور لارنس کی ہر بات خُفیہ ہُوئی۔ پھر میرے دُشمنوں کو کیسے پتہ چل گیا کہ مَیں ہوٹل میں ہُوں۔ اُنہیں کیسے علم ہوگیا کہ میرے لیے ایک کار آئے گی۔ اس کار کی پچھلی نشست پر بیٹھا آدمی اور اُس کا شوفر— لارنس کے آدمی نہیں تھے۔ وہ میرے دُشمن تھے۔ اُنہیں اِس سارے انتظام کا جو خُفیہ رکھا گیا تھا کیسے علم ہُوا؟"

"کہیں لارنس تمہارا دوست ہی تو مُخبری نہیں کر رہا؟" روبن نے سوال کیا۔

"نہیں میرا دل نہیں مانتا لیکن پھر وہ کون ہے جو میرے دُشمنوں کو سب کچھ بتا رہا ہے؟"

ایڈم بات کر کے خاموش ہوگیا۔ اُس کے دل میں شک کا بیج بویا جا چُکا تھا۔ وہ اپنے خیالات کو جھٹک کر پھر نقشے کو غور سے دیکھنے لگا۔ روبن بھی گہری سوچوں میں گم تھی۔ اچانک وہ بولی:

"تمہارے مسئلے کا حل مل گیا۔"

"کیسا حل؟" ایڈم نے پُوچھا۔

"تمہارے پاسپورٹ کا مسئلہ مَیں نے حل کر دیا۔" روبن بولی۔

"کیسے؟"

"تم مجھے اپنا پاسپورٹ دے دو۔" وہ بولی "مَیں تمہارے پاسپورٹ کو رائل آرکسٹرا کے کسی ایسے رُکن کے پاسپورٹ سے بدل دوں گی جس کی صُورت تم سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہو۔ کسی کو شک نہیں پڑے گا۔ ہم رائل آرکسٹرا سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے کوئی زیادہ چھان پھٹک نہیں کرتا۔ پھر اتنے زیادہ پاسپورٹوں میں ایک پاسپورٹ پر کون توجہ دیتا ہے۔ پیر کو ہم انگلینڈ واپس پہنچ جائیں گے۔"

"تمہارا آئیڈیا بُرا نہیں، لیکن کیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جس کی شکل کسی حد تک مجھ سے ملتی ہو؟"

"مَیں دیکھتی ہُوں۔" روبن بولی۔ اُس نے گردن اُونچی کر کے کوچ میں بیٹھے تمام مردوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"دو آدمی ایسے ہیں جن کی شکل تم سے خاصی ملتی ہے، ان میں سے ایک کی عمر تم سے پانچ سال زیادہ ہے اور دوسرے کا قد چار انچ چھوٹا ہے۔ خیر.... لاؤ تم مجھے اپنا پاسپورٹ دو۔ دیکھو مَیں کیا کرتی ہُوں۔"

روبن اُس کی اتنی مدد کر رہی تھی کہ ایڈم کے پاس اُس کے شکریے کے لیے الفاظ تک نہ تھے۔ اُس نے اپنا پاسپورٹ روبن کے حوالے کر دیا۔ وہ اپنی نشست سے اُٹھی اور چلتی ہوئی رائل آرکسٹرا کے مینجر کے پاس پہنچی، جو ڈرائیور کے ساتھ گپ شپ لگا رہا تھا۔

"مَیں اپنے پاسپورٹ میں ایک اندراج دیکھنا چاہتی ہُوں۔" اُس نے مینجر سے کہا "آپ کو زحمت تو ہوگی مگر..."

"نہیں، اس میں زحمت کی کیا بات ہے۔ میری نشست کے ساتھ پلاسٹک کے بیگ میں سب پاسپورٹ پڑے ہیں تم دیکھ لو۔"

مینجر پھر ڈرائیور سے گپّوں میں مشغول ہوگیا۔ روبن نے پلاسٹک کے بیگ سے پاسپورٹ نکالے اور اُنہیں کھول کھول کر جلدی جلدی دیکھنے لگی۔ ایک پاسپورٹ کا اُس نے بغور جائزہ لیا۔ وہ پاسپورٹ اُس نے نکال کر ایڈم کا پاسپورٹ دوسرے پاسپورٹوں کے درمیان میں رکھ دیا۔ چند منٹوں بعد وہ ایڈم کے پاس بیٹھی تھی۔

"لو اب تم خود دیکھ لو۔"

ایڈم نے کسی کے پاسپورٹ پر چسپاں تصویر دیکھتے ہی کہا: "خاصی مشابہت پائی جاتی ہے، لیکن جب تم لندن پہنچو گے تو وہاں یہ بھید کُھل جائے گا کہ کسی کا پاسپورٹ موجود نہیں اور میرا پاسپورٹ اُن کے پاس ہے — وہ کیا

سوچیں گے۔"

"تم اس کی فکر مت کرو۔ ہمارا پروگرام طویل ہے، تم بہت پہلے لندن پہنچ جاؤ گے۔ لندن پہنچتے ہی فرینکفرٹ رائل آرکسٹرا کی معرفت مجھے وہ پاسپورٹ اور وہ کیلنڈر خرید کر بھجوا دو جس کی مینجر سٹیفن نے فرمائش کی تھی۔ اس کے بعد مَیں سارا معاملہ خود سنبھال لوں گی اور تمہارا پاسپورٹ بھی تمہیں بھیج دوں گی۔"

"روبن! تم نے میرا ایک بڑا مسئلہ حل کر دیا۔"

کوچ تیزی سے فرینکفرٹ کی طرف بڑھتی رہی۔ وہ دونوں اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگے رہے۔ پھر ایڈم نے کہا: "نقشے کے مطابق مجھے یہاں سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر اُتر جانا چاہیے۔"

"ٹھیک ہے ایڈم! مَیں تمہاری کامیابی کے لیے دُعا کروں گی۔"

"ہم پھر ملیں گے روبن! پھر شاید مَیں تمہارا شکریہ ادا کر سکوں۔"

"چلو مَیں تمہیں کوچ سے اُتروا دوں۔"

کوچ رُکوا دی گئی۔ مینجر نے ایڈم سے ہاتھ ملایا تو اُس نے کہا: "مَیں آپ کو کیلنڈر بھجوانا نہیں بُھولوں گا۔" پھر روبن کا ہاتھ تھام کر بولا: "اچھا بہن! خدا حافظ!"

"خدا حافظ بھائی۔ اپنا خیال رکھنا۔" روبن کی آواز بھرّا گئی تھی۔



شوفر کی مانگے تانگے کی وردی خود رومانوف نے پہن رکھی تھی۔ کار کی پچھلی نشست پر والچک بیٹھا تھا۔ اب وہ وہاں زیادہ دیر کھڑے نہیں رہ سکتے تھے۔ غصّے میں رومانوف نے شوفر کی ٹوپی اپنے سر سے اُتار کر کار کے اندر پھینکی اور والچک سے کہا:

"اب ہم یہاں رُک کر اپنے آپ کو مزید احمق نہیں بنا سکتے۔ واپس سفارت خانے چلنا چاہیے۔"

دُنیا میں کوئی اچھا یا بُرا کام ایسا نہیں جو انگریز نہ کرتے ہوں لیکن آپ اُنہیں کبھی غلطی پر نہیں پائیں گے۔ وہ ہر کام کسی اُصول کی بُنیاد پر کرتے ہیں۔ جب وہ آپ سے جنگ کرتے ہیں تو وطن پرستی کا اُصول اُن کے سامنے ہوتا ہے۔ وہ آپ کو لُوٹتے ہیں تو کاروباری اُصول پیشِ نظر رکھتے ہیں اور کسی کو غلام بناتے ہیں تو سلطنت کی توسیع کا اُصول کارفرما ہوتا ہے۔ (برنارڈ شا)

مرسڈیز چل پڑی۔ رومانوف بھنّا اور جھنجھلا رہا تھا۔ ایڈم سکاٹ ایک بار پھر اُس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ آج بھی وہ اُس سے برتر ثابت ہُوا تھا۔ وہ سوچنے لگا کے جی بی کا چیئرمین زالبورسکی پہلے ہی ناراض ہے۔ اب مَیں اُسے کیا بتاؤں گا.... کیا مَیں یہ آخری موقع بھی گنوا رہا ہُوں.... وہ دُور دُور تک سوچ رہا تھا لیکن سب سے زیادہ اہم بات اُس کے ذہن میں نہیں آ رہی تھی کہ وہ شوفر کی جو وردی پہن کر گیا تھا اُسے دیکھ کر کوئی بھی سمجھ دار آدمی یہ نتیجہ نکال سکتا تھا کہ وہ اصلی شوفر نہیں بلکہ شوفر کے بھیس میں ہے۔

جُونہی وہ سفارت خانے پہنچے، اُسے ایک بڑا لفافہ دیا گیا جو سفارتی بیگ میں آج ہی ماسکو سے اُس کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اُس نے وہ لفافہ ایک طرف رکھ دیا اور والچک سے مخاطب ہُوا:

"والچک! غور سے سوچ کر اپنے ذہن پر پُورا زور دے کر بتاؤ تم نے وہاں ہوٹل کے ارد گرد کیا کچھ دیکھا۔ یاد کرو جب ہم وہاں پہنچے اور جب تک وہاں کھڑے رہے تو تم نے کیا کچھ دیکھا۔ ذہن پر زور دو...."

"دس بجنے میں چند منٹ تھے جب ہم رچمنڈ ہوٹل پہنچے۔ سڑک کے ایک طرف فاصلے پر مرسڈیز کار پارک کی۔ ایڈم سکاٹ کا انتظار کرنے لگے کہ وہ کب باہر نکلتا ہے۔ ہم سوا دس بجے تک وہاں رہے لیکن ایڈم سکاٹ دکھائی نہیں دیا۔"

"والیچک! یہ سب باتیں مجھے معلوم ہیں۔" رومانوف جھنجھلا کر بولا۔ "کوئی ایسی بات بتاؤ جو تمہارے خیال میں غیر معمولی ہو۔"

"کوئی خاص بات نہیں دیکھی۔ لوگ آجا رہے تھے، لیکن مجھے یقین ہے کہ اُن میں ایڈم سکاٹ نہیں تھا۔"

"اور کچھ؟"

"ہاں میں نے گھڑی دیکھی تھی۔ دس بج کر سات منٹ پر وہ کوچ ہوٹل کے سامنے سے روانہ ہوئی تھی۔ رائل آرکسٹرا کی کوچ۔"

"ہاں وہ کوچ..." رومانوف بولا۔ "تم ایک اہم بات نظر انداز کر گئے۔ کوئی شخص دو بڑے باجوں اور ایک ڈرم کے ساتھ کوچ کے اندر سوار ہوا تھا؛ حالانکہ یہ بڑے باجے اور ڈرم اُسے کوچ کی ڈگی میں رکھوانے چاہئیں تھے، جیسے دوسرے تمام ساز رکھوائے گئے تھے۔ مجھے یہ بات پہلے کیوں نہ کھٹکی۔" رومانوف کا لہجہ یکدم دُرشت [illegible]

"والیچک! جلدی سے ہوٹل فون کر [illegible] وہ کوچ کہاں گئی ہے؟"

رومانوف نے اپنی گھڑی پر اک نگاہ ڈالی۔ دس بج کر پچپن منٹ ہو چکے تھے۔

"ہمیں جلدی چلنا چاہیے..." وہ چیخا۔ "مجھے ایک تیز رفتار کار اور ایک زبردست ڈرائیور چاہیے... جلدی۔"

والیچک نے آکر بتایا۔ "رائل آرکسٹرا کی کوچ فرینکفرٹ جا رہی ہے۔"

✧

ایڈم سکاٹ کوچ سے اُتر کر سڑک پر چلتا رہا۔ راستے میں ایک گاؤں آیا۔ وہ گاؤں سے ہٹ کر چلتا رہا، پھر بھی کچھ بچوں نے اُسے دیکھ لیا جو فٹ بال کھیل رہے تھے۔ گیارہ بج کر بیس منٹ پر اُس نے چار [illegible] نگاہ ڈالی۔ اُس نے فیصلہ کیا اب مجھے سڑک [illegible] نہیں چلنا چاہیے۔ کوئی سواری ملنے کی اُمید [illegible] سڑک پر چلنا خطرناک تھا۔

اُس نے سڑک کے دائیں ہاتھ جنگل کا رُخ کیا، اُسے پیدل سفر کرنا تھا اور یہ سفر جنگل کے راستے ہی محفوظ ہو سکتا تھا۔

✧

رومانوف جس کار میں سوار تھا وہ ایک سو تیس کلومیٹر کی رفتار سے بھاگ رہی تھی۔ "ہمیں اُنہیں سرحد پر پہنچنے سے پہلے پکڑنا ہے۔ سُنا... اور تیز چلاؤ..." وہ بار بار ڈرائیور کو ڈانٹ رہا تھا۔ کار میں تین آدمی سوار تھے۔ اور جب وہ پچپن منٹ میں ایک سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر چکے تو اُنہیں وہ کوچ دکھائی دی۔ کوچ اور اُن کے درمیان ابھی خاصا فاصلہ تھا۔

"جلدی کرو اور کار آگے لے جا کر کوچ کو رُکنے پر مجبور کر دو۔" رومانوف نے حکم دیا۔

والیچک کار کی اس تیز رفتار سے پریشان ہو رہا تھا۔

"[illegible] سے خود بات کروں گا۔" رومانوف نے حکم دیا۔ "والیچک! تم ڈرائیور کے پاس کھڑے رہنا۔ خیال رکھنا کہ گڑبڑ ہو تو تمہیں کیا کرنا ہے۔"

کار آگے لے جا کر ڈرائیور نے آتی کوچ سے کچھ فاصلے پر راستے میں کھڑی کر دی۔ ڈرائیور کوچ روکنے پر مجبور ہو گیا۔ رومانوف جلدی سے نکلا۔ بھاگ کر کوچ کا دروازہ کھولا اور [illegible] انچارج کون ہے؟"

سٹیفن اپنی نشست سے اُٹھا: "میں انچارج ہوں۔ ہماری کوچ کیوں رُکوائی گئی ہے؟"

رومانوف نے اپنی جیب سے پاسپورٹ نکالا اور

یُوں لہرایا جیسے وہ پولیس کا شناختی کارڈ ہو۔ "سوئس پولیس۔"

"اچھا تو پھر...؟" سٹیفن نے کہا۔ "کیا معاملہ ہے؟"

"آج جب تم لوگ رچمنڈ ہوٹل سے روانہ ہوئے تو کیا تمہارے ارکان کے علاوہ کوئی فالتو سواری بھی کوچ میں بیٹھی تھی؟"

"ہاں، روبن کا بھائی۔" منیجر نے جواب دیا۔ "ایڈم بریسفیلڈ جو ہمارے ساتھ جنوبی موڑ تک سفر کرتا رہا پھر اُتر گیا۔"

"روبن کون ہے؟" رومانوف نے پُوچھا۔

"مَیں ہُوں۔" روبن اپنی نشست سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ رومانوف نے دیکھا کہ اُس کی نشست کے قریب دو بڑے باجے اور ایک ڈرم پڑا ہے۔

"تمہارے بھائی کا نام ایڈم ہے؟"

"ہاں۔"

"عجیب اتّفاق ہے۔" رومانوف بولا۔

"مَیں سمجھی نہیں۔" روبن نے بے نیازی سے کہا۔

"مَیں جس آدمی کی تلاش میں ہُوں، اُس کا نام بھی ایڈم ہے۔"

"عام نام ہے۔" روبن بولی۔

"تمہارا بھائی کوچ میں سوار ہُوا، لیکن پھر وہ اُتر گیا۔ کہاں جانے کے لیے؟"

"مَیں نہیں جانتی۔" روبن نے بڑی بے پروائی سے جواب دیا۔

"دیکھو، مَیں تمہیں آخری موقع دے رہا ہُوں، ہمارے ساتھ تعاون کرو۔"

"مَیں بھی تمہیں ایک بار پھر بتا رہی ہُوں کہ مَیں نہیں جانتی وہ کہاں گیا ہے۔" روبن نے تُرکی بہ تُرکی جواب دیا۔

"یاد رکھو کہ اگر تم نے میرے سوالوں کا جواب نہ دیا تو مَیں تمہیں گرفتار کر سکتا ہُوں۔" اُس نے اپنا پاسپورٹ پھر لہرایا۔

"اچھا!" روبن بولی۔ "پہلے مجھے پولیس کا کارڈ دکھاؤ۔ دیکھوں اصلی بھی ہے یا نہیں۔"

"بکواس مت کرو۔" رومانوف بولا۔

"تم ہو بکواسی۔ تمہیں کس نے اختیار دیا کہ ہماری کوچ کے آگے اپنی کار کھڑی کر کے ہمیں رُکنے پر مجبور کرو۔ تم اور تمہارے ساتھی شکل سے غنڈے اور ڈاکو لگتے ہیں۔ تم کیا سمجھتے ہو اپنے آپ کو۔" روبن تمکنت سے بول رہی تھی۔ "ذرا مجھے چھو کر دیکھو اور میرے بائیس ساتھی تمہیں پکڑ کر تمہاری تِکّا بوٹی کر دیں گے۔ ہم رائل آرکسٹرا کے رُکن ہیں۔ سرکاری دورے پر فرینکفرٹ جا رہے ہیں، تمہیں پکڑ کر ساتھ لے جائیں گے اور کل کے اخباروں میں تمہاری تصویر ساری دُنیا دیکھے گی، چلو دروازہ چھوڑ دو۔"

رائل آرکسٹرا کے تمام رُکن اُٹھ کھڑے ہوئے۔ رومانوف نے ابتر صُورتِ حال کا فوراً اندازہ لگا لیا۔ اُس نے سوئس پولیس کا نام لے کر بھی دھوکا دیا تھا۔ وہ روبن کو غصّے سے گھُورتا اور بڑبڑاتا ہُوا کوچ کے دروازے سے باہر آ گیا۔ اُس نے زمین پر پاؤں مارے اور اپنی کار کی طرف پلٹ گیا۔ اُس کے جاتے ہی کوچ میں سوار رائل آرکسٹرا کے کارکنوں نے روبن کو سراہنا شروع کر دیا۔ ہر کوئی اُس کی ہمت کی داد دے رہا تھا۔

"واپس چلو۔" رومانوف نے کار میں بیٹھتے ہوئے ڈرائیور کو حکم دیا۔

وہ یہ تو جان گیا تھا کہ ایڈم راستے میں کہیں اُترا تھا۔ کار چل پڑی۔ رومانوف نے نقشہ نکالا اور اُسے گھُورنے لگا۔ ایڈم سکاٹ ایک بار پھر اُسے جُل دے گیا تھا۔

کوچ اپنے مسافروں کو لیے فرینکفرٹ کی طرف روانہ ہو گئی۔ روبن سوچ رہی تھی ایڈم اس وقت کہاں ہو گا۔

✧

سر موریس نے 'ڈی فور' کے سب ارکان پر اک نگاہ ڈالی۔ لارنس کہہ رہا تھا:

"ہم نے اپنے دو بہت تجربے کار ایجنٹوں کے ذمّے

یہ فرض سونپا تھا کہ وہ رچمنڈ ہوٹل سے ایڈم کو بحفاظت زیورچ کے برطانوی سفارت خانے میں پہنچا دیں لیکن...."

"کیا ہُوا لارنس؟"

"ہمارے وہ دونوں ایجنٹ سفارت خانے واپس پہنچے ہیں اور نہ وہ رچمنڈ ہوٹل پہنچے ہیں۔ ہمارے جنیوا کے دفتر کو کچھ معلوم نہیں کہ اُن کے ساتھ کیا گزری ہے۔"

"سوئس پولیس نے کیا بتایا ہے؟" کمانڈر بُنس نے پُوچھا۔

"وہ ہمارے ساتھ تعاون کرنے پر آمادہ ہی نہیں۔"

"اور اب ایڈم سکاٹ کہاں ہے....؟" سنَیل نے پُوچھا۔

"اُس کے بارے میں بھی ہمیں اس وقت تک کچھ معلوم نہیں، تاہم ایک اندازہ ہے کہ شاید وہ اُس خاتون روبن بریفیلڈ کے ساتھ کوچ میں سوار ہوگیا۔ ایک گھنٹے بعد وہ کوچ فرینکفرٹ پہنچنے والی ہے، اس لیے ہمیں کچھ نہ کچھ سُراغ مل سکے گا۔ ویسے بھی جرمن پولیس ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کرے گی۔" لارنس نے بتایا۔

"اس دوران میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟" سر مورلیس نے پُوچھا۔

"سب ٹھکانوں پر نظر رکھنے کے علاوہ ہمیں رومانوف کی نگرانی کڑی کر دینی چاہیے۔"

"کیا وہ آپ سے پھر رابطہ قائم کرے گا؟" سنَیل نے لارنس سے پُوچھا۔

"اگر وہ زندہ رہا تو ضرور رابطہ قائم کرے گا۔"

"جب تک رومانوف سوئٹزرلینڈ میں ہے ہمیں یقین کر لینا چاہیے کہ ایڈم سکاٹ بھی زندہ ہے، کیونکہ جس لمحے اُسے وہ نادر تصویر مل گئی وہ رُوس کا رُخ کرے گا۔"

سر مورلیس نے میٹنگ برخاست کی۔ لارنس ایک بات کہنا چاہتا تھا اُس نے جان بُوجھ کر وہ بات ٹال دی۔

جالیس کلومیٹر کا فاصلہ رومانوف نے مکمّل خاموشی سے طے کیا۔ ایڈم سکاٹ اُسے قدم قدم پر نیچا دکھانے میں کامیاب ہو رہا تھا۔ اُس وقت اُسے ایک ہی سوال پریشان کر رہا تھا کہ ایڈم سکاٹ کہاں ہوگا اور وہ کس طرح اُس تک پہنچ سکتا ہے۔



جنگل میں چلتے ہُوئے ایڈم سکاٹ کو کچھ علم نہ تھا کہ دُشمن پھر اُس کے تعاقب میں بہت قریب پہنچ گیا ہے۔ وہ جنگل سے نکلا۔ سامنے ایک پہاڑی تھی۔ وہ اس کی چوٹی پر جا کر یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اگر وہ پہاڑی کے دُوسری طرف جائے تو پھر کتنا فاصلہ طے ہوگا اور کیا وہ راستہ سرحد کی طرف جاتا بھی ہے یا نہیں۔ اور یہی وہ لمحے تھے جب رومانوف نے اُسے تیز دُوربین سے دیکھ لیا۔ اُن کے درمیان فاصلہ بہت زیادہ تھا لیکن اتنا بھی نہیں کہ رائفل کی گولی اُس تک نہ پہنچ سکے۔

"رائفل لاؤ۔" رومانوف نے کہا۔ اُس کا دل دھڑکنے لگا تھا۔

دالچک نے اُسے دُوربین لگی ہُوئی رائفل دی جو وہ اپنے ساتھ زیورچ سے لائے تھے اور کار میں سے نکال کر اب وہ جنگل کے دوسرے سِرے پر اسے لیے کھڑا تھا۔

دُوربین سے رومانوف نے نشانہ باندھا اور پھر گولی چلا دی...

ایڈم دھپ کر کے زمین پر گرا۔ رومانوف مُسکرایا۔

ایڈم فوراً سمجھ گیا کیا ہُوا ہے۔ گولی اُس کے کندھے پر زخم کرتے ہُوئے نکل گئی تھی۔ وہ زمین سے اُٹھا نہیں، اِدھر اُدھر جھاڑیاں تھیں، وہ ان میں رینگنے لگا۔ پھر اُس نے سر اُٹھا کر جھاڑیوں کی اوٹ سے دیکھا۔ رومانوف اور اُس کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ اگر رومانوف کار پر سوار ہو کر آتا تو وہاں تک پہنچنے میں اُسے بارہ منٹ اور بھاگ کر آتا تو نصف گھنٹہ لگ سکتا تھا۔ اور یہی وہ وقت تھا جس میں زخمی اور درد کرتے ہُوئے کندھے کے ساتھ اُسے

اپنے آپ کو دُشمن کی دسترس سے دُور لے جا کر بچانا تھا۔ فوجی مشقوں کے عادی اور میدانِ جنگ کے بہادر سپاہی کے لیے یہ زخم معمولی تھا۔ وہ رینگتا رہا، کبھی تیز کبھی آہستہ تاکہ تھک نہ جائے۔ اُس کی طاقت جواب نہ دے جائے۔

رومانوف نے پھر دُوربین سے اُس طرف دیکھا۔ وہاں چاروں طرف کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"وہ مر نہیں سکتا..." رومانوف نے کہا۔ "گولی اُس کے کندھے پر لگی ہوگی۔ وہ جیسے بھی ہو سرحد پار کرنے کی کوشش کرے گا۔ اب میں اُس کے بارے میں غلط اور کمتر اندازہ نہیں لگاؤں گا۔"

رومانوف نے ڈرائیور سے پُوچھا:

"تم مجھے کتنی جلدی سرحد تک پہنچا سکتے ہو؟"

ڈرائیور نے نقشہ دیکھتے ہُوئے محتاط انداز میں جواب دیا:

"پچیس اور تیس منٹوں کے درمیان۔"

"ٹھیک ہے چلو..." رومانوف نے کار کی طرف بڑھتے ہُوئے کہا۔



ایڈم رینگتا گھسٹتا رہا جب اُسے یقین ہوگیا کہ عارضی طور پر ہی سہی اب اُس کا تعاقب رُک گیا ہے تو اُس نے نقشہ نکال کر دیکھا۔ اب وہ فرانسیسی سرحد سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ چونکہ وہ زخمی تھا، اس لیے اُس نے سوچا کہ مجھے جلد از جلد فرانسیسی سرحد پار کر لینی چاہیے۔ باسل کی سرحد کی طرف فاصلہ زیادہ ہے۔ وہ ڈھلان کا راستہ طے کر کے ایک بار پھر سڑک پر نکل آیا۔ اب اُسے لفٹ کی ضرورت تھی۔ اِکّا دُکّا کار سواروں نے اُسے دیکھا، اُس کا اشارہ نظر انداز کیا اور رُکے بغیر آگے نکل گئے ـــ ایڈم کی مایُوسی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

اور پھر ایک شاندار کار اُس کے اشارے پر رُک گئی۔ کار ایک بہت عُمدہ لباس میں ملبُوس باوقار شخص چلا رہا تھا۔

"ہم ڈیجون جا رہے ہیں۔ تمہارے کام آ سکتے ہیں؟"

"شکریہ! مَیں اُدھر ہی جانا چاہتا ہُوں۔"

کار کی چھت کُھلی تھی۔ وہ شخص بولا:

"پیچھے اگر میری بیٹی کے پاس بیٹھ جاؤ۔"

ایڈم پچھلی نشست پر ایک جوان لڑکی کے پاس بیٹھ گیا۔

"مَیں جم ہارڈکیسل ہُوں۔" مرد نے اپنا تعارف کرایا۔ "یہ میری بیوی ہے اور وہ میری بیٹی لنڈا ہے۔ ہاں تمہارا کیا نام ہے؟"

"ڈڈلے ہیوم۔" اب سکاٹ نے وہ نام بتایا جو اُس کے پاسپورٹ پر درج تھا۔ جو اُس کے پاسپورٹ کے بدلے روبن نے بدل کر دیا تھا۔

"خوب!" جم ہارڈکیسل بولا۔ "ہم سب برطانیہ کے باشندے ہیں۔ کیا یہ خوشی کی بات نہیں۔" وہ ہنسا۔ "مَیں ایک بڑی ایکسپورٹ فرم کا ڈائریکٹر ہُوں! اور ہماری تنظیم کا سالانہ اجلاس ہو رہا ہے۔ IMF کا نام سُنا ہوگا۔ بین الاقوامی مسٹرڈ فیڈریشن، اس برس مجھے ہی اس تنظیم کا صدر چُنا گیا ہے۔"

جم ہارڈکیسل بہت خوش دکھائی دے رہا تھا۔ "صدر کی حیثیت سے مَیں تمام میٹنگوں کی صدارت کروں گا۔ ہماری کمپنی کے نمائندے ساری دُنیا میں پھیلے ہُوئے ہیں۔ مَیں آج رات اُن کے استقبال میں دیے جانے والے کھانے پر تقریر بھی کر رہا ہُوں۔"

"خُوب! بہت خوشی ہُوئی آپ سے مِل کر۔ مسٹرڈ کارین تو ساری دُنیا میں مشہور ہیں۔" لارنس نے تعریف کی تو جم ہارڈکیسل خوش ہوگیا۔

"ہاں، تم نے بتایا نہیں کہ تم کون ہو؟"

"مَیں فوج سے تعلق رکھتا ہُوں۔"

"بھائی برطانوی سپاہی، تم سوئٹزرلینڈ میں کیا کر رہے ہو؟" جم ہارڈکیسل نے خوش دلی سے پُوچھا۔

"کیا میں آپ پر... میرا مطلب ہے۔ میں آپ کو راز کی بات بتانا چاہتا ہوں۔"

"تم میرے وطن کے سپاہی ہو، اور میں اپنی زبان کا پکا انسان ہوں۔ تم مجھ پر سو فیصد اعتماد کر سکتے ہو۔"

"میں رائل ایسیکس رجمنٹ میں کیپٹن ہوں۔" ایڈم نے اُسے سرگوشیوں میں بتانا شروع کیا۔ "اس وقت نیٹو سے وابستہ ہوں۔ ایک اہم مشن کی ادائیگی کے لیے مجھے ہفتے کی رات تک آلڈرسٹاٹ چھاؤنی پہنچنا ہے۔"

"جب تم نے پہلی بار میرے سامنے مُنہ کھولا تھا تو میں اُسی وقت سمجھ گیا تھا کہ تم کوئی فوجی افسر ہو۔" جِم ہارڈکیسل نے کہا: "میں خود بھی فوج میں رہ چُکا ہوں۔ دوسری جنگِ عظیم میں میں سارجنٹ تھا لیکن... وہ مشن پُورا کرنے میں تمہیں کیا دُشواری پیش آ رہی ہے؟"

"ایک اہم نوعیّت کا مسئلہ ہے۔ امریکی نہیں چاہتے کہ ہم اس مسئلے میں سبقت لے جائیں، اس لیے مجھے روکا جائے گا۔ سوئس پولیس کو بتایا گیا ہے کہ ایک برطانوی افسر ایک خاص راز لے کر فرانس کی سرحد پار کرے گا، اس لیے وہ بھی روکیں گے۔ وہ امریکہ سے تعاون کرتے ہیں، برطانیہ سے نہیں۔ باقی آپ چونکہ خود فوج میں رہ چکے ہیں، اس لیے آپ جانتے ہیں کہ راز داری کتنی ضروری ہوتی ہے۔ اس مشن کے بارے میں میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا؛ البتّہ میں یہ واضح کر دوں کہ میں ایک فرضی پاسپورٹ کے ساتھ سفر کر رہا ہوں..."

جِم ہارڈکیسل کے اندر کا برطانوی پُوری طرح بیدار ہو گیا۔ اُس نے کہا:

"میرے وطن کے سپاہی! میں وعدہ کرتا ہوں کہ سوئس پولیس تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی اور تم مقرّرہ وقت پر آلڈرسٹاٹ چھاؤنی پہنچ جاؤ گے۔"

"لیکن کس طرح؟"

"یہ مت پُوچھو۔ میں اپنے وطن کی خدمت کرنا جانتا ہوں۔" جِم ہارڈکیسل نے کہا۔



گیس انڈی کیٹر کی سُوئی دیکھ کر ڈرائیور ادب سے بولا:

"بہتر یہی ہو گا کہ پہلے پٹرول بھروا لیا جائے۔"

"چلو، جلدی کرو، ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ احمق! بیوقوف! تم نے صُبح کار کی ٹینکی کیوں نہیں بھروائی؟"

"سر، مجھے علم نہیں تھا کہ اتنا لمبا سفر کرنا ہو گا۔ مجھے تو صرف یہ معلوم ہُوا تھا کہ سفیر صاحب کو کھانے کے لیے کہیں لے کر جانا ہے۔"

"رفتار تیز کرو۔ ہمیں سرحد تک پہنچنا ہے جلدی۔"

مرسڈیز کی رفتار اب ۱۴۰ کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔ رُومانوف کو کچھ اطمینان محسوس ہُوا۔ وہ یہ فراموش کر گیا کہ کار جتنی تیز رفتار سے چلے گی، اُتنی ہی جلدی پٹرول ختم ہو گا۔

"اب سرحد یہاں سے کتنی دُور ہو گی؟"

"چار میل، سر!"

ایک میل کے بعد ڈرائیور نے کار روک دی۔ پٹرول ختم ہو چُکا تھا...

رومانوف نے کچھ نہیں کہا۔ کار کا دروازہ کھولا، چھلانگ لگا کر باہر نکلا اور سرحد کی طرف بھاگنے لگا۔ یہ تین میل کا فاصلہ اُس نے بھاگتے ہُوئے طے کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"میں نے سوچ لیا ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے۔" جِم ہارڈکیسل نے کہا۔ "جب وہ پاسپورٹ چیک کرنے آئیں گے تو تم اپنا بازُو میری بیٹی لِنڈا کی گردن میں ڈال دینا۔ وہ اپنا بازُو تمہارے چہرے کے قریب لے آئے گی، بس پھر میں جانوں اور میرا کام..."

لِنڈا کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ مسز ہارڈکیسل نے گُھور کر اپنے شوہر کی طرف دیکھا، جو مُسکرا رہا تھا:

"عزیزو، مادرِ وطن کا سپاہی ہماری مدد کا طلبگار ہے۔ چند منٹوں کی بات ہے۔ میں اُنہیں بتاؤں گا کہ... بس

بس... کوئی اعتراض نہ کرے... تم بھی... چلو ڈڈلے اپنا پاسپورٹ مجھے دے دو۔" اُس نے ایڈم کو مخاطب کر کے کہا۔

سوئس سرحد آ گئی تھی۔ وہاں دو چیکنگ پوسٹ تھیں۔ کاروں اور دوسری سواریوں کی دو قطاریں بنی تھیں جو ایک دوسرے کے پیچھے آہستہ آہستہ کِھسک رہی تھیں۔ ایڈم سے پاسپورٹ لے کر اُس نے دیکھا: "ہُوں! تمہارے پاس ایک وائلن بجانے والے کا پاسپورٹ ہے... خُوب..."

اور پھر اُس نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا۔

"بیٹی چند منٹوں کی بات ہے۔ ذرا سی ایکٹنگ کی ضرورت ہے۔ بس کھیل شروع۔" ایڈم نے جھجکتے ہُوئے اپنا بازُو لِنڈا کی گردن میں حمائل کر دیا۔ لِنڈا نے اپنا بازُو اُس کے سر کے اُوپر سے لا کر ہاتھ رُخسار پر رکھ دیا۔ لارنس نے اپنا سر کچھ نیچے جُھکا لیا۔ یُوں اُس کا چہرہ اب دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

کار رُکی پھر ایڈم کو جِم ہارڈکیسل کی آواز سُنائی دی:

"یہ میری بیوی ہے اور بیٹی اور بیٹی کا ہونے والا خاوند۔"

سوئس پولیس افسر نے پاسپورٹ دیکھے۔ ایک نگاہ جوڑے پر ڈالی جو ایک دوسرے سے راز و نیاز میں مصروف دکھائی دیتا تھا۔ اُس نے پاسپورٹ جِم ہارڈکیسل کو تھماتے ہُوئے کہا: "آپ جا سکتے ہیں۔" کار چل پڑی۔ چند منٹوں کے بعد جِم ہارڈکیسل کی آواز آئی:

"ڈڈلے اب سر اوپر اُٹھا لو۔ لِنڈا میری بیٹی، ڈرامہ کامیاب رہا۔" پھر وہ آہستہ سے بولا: "لیکن ابھی ہمیں فرانسیسی بارڈر بھی تو پاس کرنا ہے۔"

"میں یقین سے کہہ سکتا ہُوں کہ اس شکل کا کوئی آدمی بارڈر پار کر کے نہیں گیا۔" کسٹم کے سینئر افسر نے کہا۔ "ویسے اگر آپ اطمینان کرنا چاہیں تو میرے سٹاف کے ہر شخص سے فرداً فرداً پُوچھ سکتے ہیں۔" رومانوف نے ایڈم سکاٹ کی تصویر ہاتھ میں پکڑی تھی۔ اُس نے سینئر افسر کا شُکریہ ادا

ماسکو کی آنکھ سے دیکھیے یا نیویارک کی آنکھ سے، لندن کی آنکھ سے دیکھیے یا پیرس کی آنکھ سے، ان سب کی نظر میں افریقہ کالا اور ایشیا پیلا ہے۔ سُرخی اور سفیدی کے امتزاج میں حُسن، نکھار، صحّت اور خوشبو ہے۔ کالے پیلے کی ملاوٹ میں جِدّوجہد کا غُبار، محنت کی تھکن، مشقّت کے پسینے کی بُو ہے۔ رنگ و بُو کی یہ نظریاتی بُھول بُھلیاں ایک عام آدمی کو شدید ذہنی انتشار میں سرگرداں رکھ سکتی ہے۔ (قُدرت اللّٰہ شہاب)

کیا پھر ایک ایک ذمّے دار آدمی سے وہ تصویر دکھا کر پُوچھ گچھ کرنے لگا۔ ہر شخص ایک ہی جواب دے رہا تھا کہ اُس نے ایسے شخص کو سرحد پار کرتے نہیں دیکھا۔

"کامریڈ! وہ اس طرف نہیں آیا۔" والچک نے کہا۔

"میں اپنی پُوری تسلّی کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ سرحدی بار میں گُھس گئے۔ کسٹم کے ایک کارندے نے تصویر دیکھی پھر بولا:

"میرا خیال ہے میں نے اُسے سرحد پار کرتے دیکھا ہے۔"

"جلدی بتاؤ۔ کب اور کیسے۔" رومانوف جیسے تڑپ گیا۔

"بیس بائیس منٹ پہلے — اس شخص جیسا آدھا چُھپا آدھا نظر آتا ہُوا چہرہ میں نے دیکھا تھا۔ وہ ایک کراٹٹرین مسٹرڈ کار میں سوار تھا..."

"مسٹرڈ کار! جلدی بولو۔ رنگ کیا تھا؟"

"زرد۔"

"اُس کے ساتھ کون تھا؟... وہ کیسے سرحد پار کر گیا؟"

"ایک مرد تھا، ایک عورت... ہاں یاد آیا۔ مرد نے کہا تھا کہ یہ شخص اُس کی بیٹی کا ہونے والا خاوند ہے۔"

اُس کی بیٹی بھی کار میں تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کے گلے میں بازو... ایسا ہی چہرہ تھا اُس شخص کا ... ہاں..."

"اوہ! رومانوف بولا۔"وہ سوئس سرحد سے نکل گیا..."



"میرا خیال ہے تم ہمارے ساتھ رہو۔" جم ہارڈ کیسل نے کہا۔"ہماری کمپنی کے سالانہ کھانے میں شرکت کرو۔"

"آپ کا بے حد شکریہ! مَیں ٹھہر نہیں سکتا۔ آپ کا کس زبان سے شکریہ ادا کروں۔" ایڈم نے کہا۔"آپ مجھے یہیں اُتار دیجیے۔"

اُس نے جب کار سے اُتر کر لِنڈا کی طرف دیکھا تو اُس کے رُخسار گلابی ہوگئے۔ وہ بہت شرما رہی تھی۔

"تمہارا بھی شکریہ — کامیاب ایکٹنگ کرنے کا..."

وہ ڈیجون میں ایک سنسان چوک میں اُترا تھا۔ اُس کا کندھا زخمی تھا۔ اُس نے ابھی تک اپنے درد اور تکلیف کو چھپا رکھا تھا۔ اب زخم کا علاج ضروری تھا۔

ڈیجون شہر اُس کے لیے نیا تھا — وہ اِدھر اُدھر کا جائزہ لے کر ایک کیمسٹ کی دُکان میں داخل ہُوا۔

"کیا آپ انگریزی جانتے ہیں؟" اُس نے کاؤنٹر پر کھڑے آدمی سے پُوچھا۔

"تھوڑی سی۔"

"مجھے کچھ آیوڈین، رُوئی، پٹّی اور درد کم کرنے کی گولیاں اور باندھنے کے لیے کچھ پلاسٹر چاہیے۔"

اُس شخص نے چند منٹوں میں وہ ساری چیزیں اُس کے سامنے رکھ دیں۔

"کیا سوئس فرانک میں ادائیگی ہوسکتی ہے؟" ایڈم نے اُسے سوئس فرانک دکھاتے ہُوئے پُوچھا۔

"بالکل۔"

ضرورت کی یہ چیزیں لے کر وہ چاروں طرف کا جائزہ لیتا باہر نکلا۔ کچھ فاصلے پر اُسے ایک ہوٹل دکھائی دیا۔ ہوٹل کے اندر داخل ہونے سے پہلے اُس نے چاروں طرف دیکھا۔ پھر سیڑھیاں چڑھ کر ہوٹل کے اندر چلا گیا۔ اُس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ استقبالیہ کاؤنٹر پر کمرے حاصل کرنے کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ وہ اُن سے نظریں بچاتا ہُوا راہداری میں جا نکلا اور پھر وہاں سے چلتا ہُوا وہ کمروں کی طرف دیکھتا ایک کمرے کے سامنے رُکا۔ آہستہ سے دروازہ کھولا۔ کمرہ بالکل خالی پڑا تھا۔ اُس نے جلدی سے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر برساتی اُتار دی۔ آئینے کے سامنے کھڑے ہوکر اُس نے اپنا زخم آیوڈین اور روئی سے صاف کیا۔ پھر پلاسٹر لگا کر اُس نے پٹّی باندھی۔ اُس وقت وہ اُن دنوں کو یاد کرکے خوش ہو رہا تھا جب فوج میں اُس نے ابتدائی طبّی امداد کی تربیت حاصل کی تھی۔ اپنے ایک ہاتھ سے اُس نے اپنی برساتی اُٹھائی لیکن اندرونی جیب سے وہ تصویر فرش پر گری۔ ایڈم نے پریشانی سے تصویر کی طرف دیکھا۔

تصویر اپنے فریم سمیت دو حصّوں میں بٹ کر کھُلی کتاب کی طرح پڑی تھی۔



دو گھنٹے کے بعد جب ایڈم اسی ہوٹل فرانٹیل میں داخل ہُوا تو اُس کا لباس اور حُلیہ خاصا بدلا ہُوا تھا۔ اُس نے نئی قمیص، نئی پتلون، ٹائی اور ڈبل بریسٹڈ بلیزر پہن رکھا تھا۔ اب وہ تصویر اسی بلیزر کی جیب میں تھی۔ اُس نے اپنے لیے اس ہوٹل میں ایک سنگل کمرہ ڈڈلے ہیوم کے نام سے بُک کرایا تھا۔ ڈڈلے ہیوم جو اس وقت فرینکفرٹ میں کنسرٹ میں وائلن بجانے کی تیاری کر رہا ہوگا۔ اُس کا کمرہ تیسری منزل پر تھا۔ کمرے میں جا کر چند منٹوں کے بعد اُس نے فون کیا:

"یہ مَیں ہُوں۔"

"تم کہاں ہو؟" دوسری طرف سے لارنس نے پُوچھا۔

"تم سوال مت پُوچھو، میرے سوالوں کا جواب دو۔" ایڈم نے کہا۔

"مَیں تمہارے جذبات سمجھ سکتا ہُوں، مگر..."

"اگر مگر کچھ نہیں۔" ایڈم تیزی سے بولا: "تم اچھّی طرح جانتے ہو کہ تم میں سے کوئی مُخبری کر رہا ہے، کیونکہ جنیوا میں ہوٹل کے باہر تمہارے آدمیوں کے بجائے رومانوف اور اُس کے آدمی میرا انتظار کر رہے تھے۔"

"ہم اس حقیقت سے آگاہ ہو چکے ہیں۔" لارنس نے کہا۔

"پھر 'ہم'! یہ 'ہم' کون ہیں۔ مَیں جاننا چاہتا ہُوں کہ اس 'ہم' میں سے کون میرا دُشمن ہے۔"

"دیکھو... ذرا تحمّل..." لارنس بولا۔

"کیسا تحمّل؟ جب وہ لڑکی تمہارے سامنے قتل کر دی جائے جس سے تم محبّت کرتے ہو اور پھر جب تم پر گولی چلے اور تم زخمی ہو جاؤ تو پھر جاننا ہی پڑتا ہے کہ..."

"کیا تم زخمی ہو؟" لارنس کے لہجے میں تشویش تھی۔

"ہاں، میرا کندھا زخمی ہے۔ تمہارے دوست رومانوف کی گولی نے اسے زخمی کر دیا۔ اگلی بار یہ میرا دل بھی ہوسکتا ہے۔"

"ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ بس تم مجھے اتنا بتا دو کہ اس وقت تم کہاں ہو۔"

وہ بتانے ہی والا تھا کہ اُسے روبن کی بات یاد آئی "شاید تمہارا دوست ہی مُخبر ہو۔" وہ خاموش رہا۔

"خُدا کے لیے بتاؤ تم کہاں ہو۔ اگر تم مجھ پر بھی بھروسہ نہیں کرتے تو کس پر بھروسہ کرسکتے ہو؟ میرے دوست! مَیں اعتراف کرتا ہُوں کہ ہم تمہاری مدد نہ کر سکے، لیکن اب ایسا نہیں ہوگا۔"

"مَیں ڈیجون میں ہُوں۔" ایڈم نے رُکتے رُکتے کہا۔

"ڈیجون کیوں... کیسے؟

"کیونکہ آخری اور واحد آدمی جس نے مجھے لفٹ دی وہ ڈیجون آ رہا تھا۔"

"اچھّا، تم مجھے اپنا فون نمبر دو۔ مَیں تمہیں ایک گھنٹے بعد فون کروں گا۔"

"نہیں۔" ایڈم بولا۔"مَیں خود تمہیں ایک گھنٹے بعد فون کروں گا۔"

"دیکھو تمہیں مجھ پر تھوڑا بہت اعتماد کرنا چاہیے۔" لارنس نے کہا۔

"جب تک مَیں یہ نہیں جان جاتا کہ تم سب لوگ کس چیز کی تلاش میں ہو مَیں کسی پر بھروسہ نہیں کرسکتا۔"

اُس نے فون کا ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اُس نے اپنی جیب سے وہ نادر تصویر نکالی اور اُس کا فریم، جو اب پیچھے سے کتاب کی طرح کھُل جاتا تھا، اُسے کھولا۔ اُسے اس بات سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی کہ اس میں اُس کی دستاویز پر کس سٹیکل اور کس سٹیورڈ کے دستخط تھے۔ اُسے ایک تاریخ سے دلچسپی تھی — اور تاریخ تھی ۲۰ جون ۱۹۶۶ء



"گڈ نائٹ سر!" دربان نے ایک اہم سرکاری دفتر سے نکلنے والے بہت بڑے افسر کو سلام کیا۔ وہ سر ہلا کر آگے بڑھ گیا۔ وہ خیالوں میں گُم تھا۔ اچّھا تو وہ اُسے جنیوا میں نہ پکڑ سکے۔ وہ سرحد بھی پار کر گیا۔ واقعی یہ ایڈم سکاٹ بہادر اور ذہین آدمی ہے۔ سڑک پر آکر اُس نے ایک ٹیکسی روکی۔"مارکیٹ سٹریٹ چلو۔" اُس نے ڈرائیور سے کہا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ لارنس کے ساتھ اُس کا رابطہ پھر قائم ہوگیا ہے۔ میرا خیال ہے اس بار وہ پکڑا جائے گا اور میرے بارے میں کوئی شک بھی نہیں کرسکتا۔ مارکیٹ سٹریٹ پہنچ کر اُس نے ڈرائیور کو کرایہ دیا اور پھر وہ کتابوں کی ایک دُکان میں داخل ہوگیا۔ وہاں سے چند منٹوں کے بعد باہر نکلا۔ پھر ٹیکسی لی اور گوور سٹریٹ اُتر کر وہ پیدل چلنے لگا اور پھر ایک فلیٹ کا تالا کھول

کر اندر داخل ہوگیا۔ اندر سے دروازہ بند کر کے اُس نے بیس منٹوں میں دو ٹیلی فون کیے۔ ان میں ایک ملک سے باہر تھا اور ایک لوکل ... اس کے بعد اُس نے غُسل کیا اور پھر لباس بدلا۔ اُس نے اپنے بالوں کا سٹائل بھی بدل دیا۔ اب وہ قدرے بدلا ہُوا آدمی دکھائی دے رہا تھا۔ باہر نکل کر وہ پیدل چلنے لگا۔ کچھ فاصلے پر اُس نے پھر ایک ٹیکسی لی اور برٹش میوزیم چلنے کے لیے کہا۔ برٹش میوزیم پہنچ کر وہ چند منٹوں تک اِدھر اُدھر گھومتا رہا۔ پھر ٹیکسی لی اور ڈرائیور سے کہا: "مڈل ایسیکس اسپتال۔"

اسپتال کے اندر ایک دروازے کے پاس اُس نے ٹیکسی رُکوائی، کرایہ ادا کیا۔ پھر اسپتال کے اندر جا کر ایک بورڈ کو یُوں دیکھنے لگا جیسے کسی خاص وارڈ کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا ہو۔ اچانک وہ چلنے لگا۔ عقبی دروازے سے نکل کر وہ ایک گلی میں پہنچا اور پھر ایک مکان کے دروازے کی گھنٹی بجائی۔ اندر سے آواز آئی:

"کیا تم ممبر ہو؟"

"ہاں۔"

دروازہ اُس کے لیے کھول دیا گیا۔

❖

ایک گھنٹے بعد ایڈم نے پھر لارنس کو فون کیا اور بڑی توجّہ سے لارنس کی بات سُنتا رہا۔ جب وہ اپنی بات ختم کر چُکا تو ایڈم نے کہا:

"مَیں ایک بار پھر خطرہ مول لینے کے لیے تیّار ہُوں۔ اس بار اگر پھر رومانوف آڑے آیا تو مَیں اُسے وہ تصویر خود دے دوں گا۔ اور صرف تصویر ہی نہیں بلکہ اُس کے ساتھ ایک ایسی چیز بھی دُوں گا کہ امریکہ اس کے لیے جتنی رقم کہو ادا کرنے کے لیے بے چین ہو جائے گا۔"

ایڈم نے فون بند کر دیا۔

لارنس نے سر موریس سے پُوچھا:

"وہ کون سی چیز ہے ___ اس تصویر کو کیوں اتنی اہمیّت دی جا رہی ہے کہ اس کے حصول کے لیے رُوس اور امریکہ دیوانے ہو رہے ہیں۔"

سر موریس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اُن کے سامنے میز پر گلاب رکھّا تھا، وہ اُسے گھُمانے لگے۔

❖

کار کی ٹینکی پٹرول سے بھروالی گئی تھی۔ کار تیزی سے ڈیجون کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کئی لوگوں نے تصدیق کر دی تھی کہ ایک کرائٹرین مسٹرڈ کار جو پیلے رنگ کی تھی، اُنھوں نے جاتے دیکھی ہے۔ ایک پٹرول پمپ کے قریب کار کھڑی کر کے رومانوف ٹیلی فون بوتھ میں گھُس گیا۔ والچک کار میں بیٹھا آتی جاتی ٹریفک کو بغور دیکھ رہا تھا۔

رومانوف نے زیورچ سفارت خانے فون کیا۔ اُسے دھیمے لہجے میں بتایا گیا:

"ہمارے آدمی نے اطّلاع دے دی ہے۔ وہ ڈیجون میں ہے۔ تم ڈیجون سے کتنی دُور ہو؟"

رومانوف نے ریسیور نیچے رکھ دیا، اچھّا تو وہ اب ڈیجون میں ہے۔ اور اب تک جانے وہ اس تصویر کے بارے میں کیا کچھ جان گیا ہو گا۔

❖

ایڈم نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھا۔ سات بج کر چند منٹ ہُوئے تھے۔ اب اُس کے جانے کا وقت ہو چُکا تھا۔ اگرچہ اُس نے لارنس کی بات بغور سُن کر اُس پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا تھا، لیکن فیصلہ کیا تھا کہ اب وہ کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لے گا۔ جو کچھ لارنس نے کہا تھا، اُس پر عمل کرنے کے بجائے وہ خود آزادانہ اپنے لیے راستہ نکالے گا۔ اُس نے ہوٹل کے کمرے کا کرایہ اور ٹیلی فون کا بل ادا کیا اور باہر نکل آیا۔ تھوڑی دُور گیا تھا کہ اُسے ایک آواز سُنائی دی:

"ڈڈلے ... ڈڈلے!" وہ کانپ گیا۔ اُس کا یہ نام کون پُکار رہا ہے جو وائلن بجانے والے کے پاسپورٹ پر درج تھا اور وہی پاسپورٹ اس وقت اُس کے پاس تھا۔ وہ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد مُڑا۔ سامنے جِم ہارڈکیسل کھڑا تھا۔

"میاں! تم تو کہہ رہے تھے کہ تمھیں جلدی واپس پہنچنا ہے اور مَیں تمھیں یہاں دیکھ رہا ہُوں۔ ہاں تم اس لباس میں خاصے بدلے بدلے دکھائی دے رہے ہو۔"

ایڈم سکاٹ مُسکراتے ہُوئے بولا: "بس کچھ ایسی بات ہو گئی تھی کہ مجھے رُکنا پڑا۔ اب مجھے جلد از جلد ڈیجون سے روانہ ہونا ہے۔"

کیا مَیں تمھاری مدد کر سکتا ہُوں؟"

"شکریہ! آپ کو مَیں نے پہلے ہی بہت زحمت دی ہے۔ مَیں چلا جاؤں گا..." کار کی پچھلی سیٹ میں بیٹھی لِنڈا نے کہا:

"ڈیڈی! آپ تو مصروف ہیں، کیا مَیں مسٹر ڈڈلے کو شہر کے باہر تک پہنچا آؤں؟"

"نہیں، نہیں، آپ زحمت نہ کریں۔"

"آپ ہمارے ملک کے مہمان ہیں۔ آپ مصیبت میں ہیں مَیں آپ کو جہاں تک کہیں چھوڑ آتی ہُوں۔" لِنڈا نے اصرار کیا۔

"ہاں بیٹی! تم انھیں کار میں چھوڑ آؤ۔" جِم ہارڈکیسل نے کہا۔

ایڈم مخمصے میں پڑ گیا۔ اُسے واقعی لفٹ کی ضرورت تھی لیکن وہ لِنڈا کو کسی خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتا تھا، لیکن جِم ہارڈکیسل اور لِنڈا کے اصرار پر اُس نے یہ پیش کش قبول کر لی۔

کار تین چار میل کا فاصلہ طے کر کے جب وہ ڈیجون سے باہر نکل آئے تو ایڈم نے کہا:

"لِنڈا! کار کی بتیاں گُل کر دو۔"

اُس نے اس ہدایت پر عمل کیا۔ کار سے اُتر کر ایڈم نے کہا:

"تم بہت اچھّی لڑکی ہو۔ تم نے میری بڑی مدد کی۔"

لِنڈا نے کہا: "آپ مجھے اچھّے لگے ہیں..."

ایڈم نے آہستہ سے کہا: "ایسی باتوں کو دل میں جگہ نہ دینا۔ اب تم جاؤ۔ میری دُعا ہے تم ہمیشہ خوش رہو۔"

اور پھر وہ لِنڈا کا جواب سُنے بغیر تاریکی میں گھُل مل گیا۔

❖

سامنے چھوٹا سا ایئر فیلڈ تھا۔ لارنس کی ہدایات کے مطابق ایڈم کو آٹھ بجے ہوٹل سے دو آدمیوں نے اپنے ساتھ لینا تھا اور اپنی حفاظت میں سوار کر کے اُس ایئر فیلڈ تک پہنچنا تھا جہاں اُس کے لیے ایک چھوٹا جہاز اور پائلٹ موجود تھے۔ پروگرام کے مطابق وہ جہاز ایڈم کو سوار کر کے اُسے لندن پہنچا دیتا۔ ایڈم نے لارنس کی تمام ہدایات پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ لارنس کے آدمیوں کے آنے سے پہلے ہی ہوٹل سے نکل آیا۔ پھر اتّفاق سے اُسے لِنڈا نے لفٹ دے دی۔ اب وہ مقرّرہ وقت سے ایک گھنٹہ پہلے وہاں پہنچ گیا تھا۔ پائلٹ اُس کا منتظر تھا۔ لارنس کی ہدایات کے مطابق ایڈم نے 'کوڈ ورڈ' استعمال کیا اور جواب میں پائلٹ نے بھی طے شُدہ لفظ بولا۔ ہاتھ ملانے کے بعد اُس نے کہا:

"تم بہت پہلے آ گئے۔"

"ہاں، یہ میرا اپنا فیصلہ تھا۔ تمھیں تو مجھے لے کر لندن جانا ہے اور مَیں اس پروگرام میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا۔ مَیں چاہتا ہُوں کہ ہم ابھی روانہ ہو جائیں۔"

"طے شُدہ شیڈول کے مطابق ابھی ایک گھنٹہ پڑا ہے۔" پائلٹ نے کہا۔

"طے شُدہ پروگرام کینسل کرو۔ تمھیں مجھے لے کر جانا تھا، مَیں آ گیا ہُوں، اس لیے چلو..."

ایڈم کی چھٹی حِس نے اُسے بتایا کہ دُور درختوں کی طرف سے کوئی اور آ رہا ہے۔

"جلدی کرو۔"

"اچھّا! لیکن افسرانِ اعلیٰ کے سامنے آپ جواب دہ ہوں گے۔"

"ہاں تم فکر مت کرو۔" ایڈم نے تیزی سے کہا۔

وہ دونوں چھوٹے جہاز میں سوار ہو گئے۔ پائلٹ نے جہاز کا انجن اسٹارٹ کیا۔ ابھی جہاز زمین سے کچھ اُونچا اُڑا تھا کہ درختوں کی طرف سے کچھ لوگ بھاگتے ہُوئے آئے اور پھر گولیاں تڑاتڑ برسنے لگیں۔ وہ جہاز کو نشانہ بنا رہے تھے۔

ایڈم دانت پیسنے لگا اُس کی تمام احتیاط کے باوجود رومانوف پھر وہاں پہنچ گیا۔ لارنس پر اُس کا اعتماد اُٹھتا جا رہا تھا۔

پائلٹ بڑی مہارت سے جہاز کو اُوپر اُٹھا لے گیا۔ زمین پر گولیاں برستی رہیں۔

"کمال ہے!" پائلٹ بولا، "ایسی صُورتِ حال کا تو مجھے وہم و گمان بھی نہ تھا۔"

"یہ تو ابتدا ہے۔" ایڈم مُسکرایا۔ "ابھی دیکھو آگے کیا ہوتا ہے۔"

❖

"وقت بہت قیمتی ہے۔" رومانوف دہاڑا۔ والپک اُس کے ساتھ کھڑا اب بھی آسمان کی طرف گولیاں برسا رہا تھا۔ "جلدی سے چلو، ہمیں ان کا تعاقب کرنا ہے۔"

"تعاقب!"... والپک بولا۔ "کیسے؟"

"کار میں... سوال مت کرو۔"

رومانوف اتنی جلدی میں تھا کہ اُس نے ڈرائیور کو بھی آواز نہ دی جو کہیں چُھپا ہُوا تھا اور خود کار ڈرائیو کرنے لگا۔

جہاز آسمان پر دکھائی دے رہا تھا۔ چاند نکل آیا تھا ــــ رومانوف کار کو اُس طرف لے جا رہا تھا جدھر جہاز جا رہا تھا۔

"والپک، تیّار ہو جاؤ۔"

والپک اشارہ سمجھ گیا۔ اُس نے مشین گن کا رُخ جہاز کی طرف کر دیا۔ چلتی کار میں سے وہ جہاز کو نشانہ بناتا رہا۔

"تم کچھ کر سکتے ہو؟" ایڈم نے پائلٹ سے پُوچھا۔

"ایک ہی صُورت ہے جہاز کو کم بلندی پر لے جاتا ہُوں۔ وہاں سے کار نشانہ بنائی جا سکتی ہے۔ ایک سٹین گن موجود ہے۔"

"خطرہ بہت ہے۔"

"مجھے جلدی لندن پہنچنا ہے۔" پائلٹ بولا۔ "مَیں نے اپنی بیوی سے وعدہ کیا تھا کہ آج رات اُسے آخری شو فلم 'فیئر لیڈی' دکھانے ضرور لے جاؤں گا۔ کار کا صفایا ضروری ہے ورنہ..."

وہ جہاز کو آہستہ آہستہ نیچے اُتارنے لگا۔ نیچے کُھلی زمین تھی اور خالی کھیت جن میں کار بھاگ رہی تھی اور والپک گولیاں اُوپر برسا رہا تھا۔

"کامریڈ والپک! جہاز نیچے آ رہا ہے۔ ہمیں اپنی جان بھی بچانی ہے اور اُسے بھی تباہ کرنا ہے۔"

گولیوں کی باڑھ آئی اور کار کے شیشے توڑتی ہُوئی والپک کا جسم چھلنی کر گئی۔ وہ زور سے چیخا۔ رومانوف نے یکدم مُڑ کر دیکھا اور پھر مشین گن پکڑ کر کار کی رفتار مدھم کر کے جہاز پر گولیاں برسانے لگا جو نیچی پرواز کر رہا تھا...

جہاز کو ایک شُعلے نے اپنی لپیٹ میں لیا اور دوسرے لمحے کار بھی شُعلے کی لپیٹ میں آ گئی۔ رومانوف نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولا۔ پہلے والپک کو دھکّا دے کر باہر گرایا پھر خود بھی کُود پڑا۔ کار چند گز کے فاصلے تک بھاگتی رہی پھر رُک گئی۔ اور آگ کا الاؤ بن گئی۔

رومانوف نے آسمان کی طرف دیکھا۔ جلتا ہُوا جہاز اُونچا اُڑ رہا تھا ــــ فاصلہ بڑھتا جا رہا تھا۔ رومانوف نے کہا: "جہاز ضرور گرے گا اس کے ساتھ ہی ایڈم بھی جل جائے گا اور وہ تصویر بھی..."

زمین پر پڑا والپک کراہ رہا تھا...

رومانوف کی نگاہیں جلتے اور ڈولتے ہُوئے جہاز پر گڑی تھیں اور پھر جلتا ہُوا جہاز نیچے کی طرف جُھکنے اور گرنے لگا اور پھر زوردار دھماکہ ہُوا...

اُس نے والپک کو اُٹھانا چاہا۔

"والپک ہمّت کرو۔ ہمیں جلد از جلد اس جلتے ہُوئے جہاز تک پہنچنا ہے۔"

"تم جاؤ... مَیں نہیں جا سکتا۔" والپک نے رُک رُک کر جواب دیا۔

رومانوف نے زور لگا کر اُسے زمین سے اُوپر اُٹھا کر کھڑا کر دیا...

اُس نے دیکھا والپک نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھّے ہُوئے ہیں۔

والپک کی آنتیں نکلی پڑ رہی تھیں۔ وہ سِسکا۔

"کامریڈ! مجھے یہیں مر جانے دو۔ میرے لیے وقت ضائع نہ کرو۔"

رومانوف کا چہرہ یکدم بدلا۔ سفّاکی اور دُرشتی کا مظہر۔ "کامریڈ والپک تم کیسی موت پسند کر سکو گے، سِسکتی اور کراہتی ہُوئی موت یا درد کے بغیر موذی موت۔"

"مجھے چھوڑ کر تم چلے جاؤ۔ مجھے تم آہستہ آہستہ ہی مرنے دو۔"

"نہیں، کامریڈ والپک!" رومانوف بولا: "مَیں تمہیں زندہ چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کوئی ادھر آ نکلے تمہیں طبّی امداد فراہم کر کے کچھ دیر کے لیے زندہ رکھ سکے اور تم کچھ اُگل دو ــــ نہیں۔"

"مَیں ایسی ابتر حالت کے باوجود زندہ رہنا چاہتا ہُوں، کامریڈ!" والپک گڑگڑایا۔ "تم جانتے ہو مَیں زیادہ بولنے والوں میں سے نہیں۔"

رومانوف مُسکرایا، پستول نکالا اور تین گولیاں یکے بعد دیگرے والپک کے زخمی جسم میں اُتار دیں۔ جب اُسے یقین ہو گیا کہ والپک مر گیا ہے تو وہ آگے بڑھا۔

❖

جہاز تباہ ہو چُکا تھا۔ پائلٹ مر چُکا تھا۔ ایڈم نے بروقت چھلانگ لگا دی تھی۔ اُس کے جسم کے مختلف حصّوں میں درد ہو رہا تھا۔ اُس نے اپنا جسم ٹٹولا۔ ہر عضو صحیح سلامت

گزشتہ برس ایک امریکی مُہم جُو ٹیم کوہِ قراقرم کی چوٹی 'کے ٹو' سر کرنے پہنچی۔ اُس نے مصنوعی سیّارے کی مدد سے جو پیمائشیں کیں، اُن سے پتہ چلا کہ کے ٹو، ماؤنٹ ایورسٹ سے ۴۲ میٹر زیادہ اُونچی ہے اور دُنیا کی بلند ترین چوٹی کہلانے کی مستحق ہے۔ اب جغرافیہ دان اس دعوے کی تصدیق کرنے کے لیے سرگرمِ عمل ہیں۔

(ایشیا ویک۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

تھا۔ وہ گھسٹنے لگا۔ چند سو گز کے فاصلے پر اُسے ایک سُرنگ سی دکھائی دی۔ اُس کے اندر داخل ہو کر وہ دیوار سے ٹیک لگا کر سستانے لگا...

❖

"لارنس! تم ایڈم کو اچھی طرح جانتے ہو۔ کہو... اب وہ کس حال میں ہو گا۔ کیا کرے گا؟" سر موریس نے پُوچھا۔ جہاز کی تباہی کی خبر اور پائلٹ کی لاش مل چُکی تھی۔ ایڈم کا کوئی سراغ نہ ملا تھا۔

"سر! ایک بات مَیں یقینی طور پر کہہ سکتا ہُوں کہ اگر ایڈم اب بھی زندہ ہے تو تھوڑا بہت اعتماد جو وہ ہم پر کر رہا تھا، اب وہ بھی ختم ہو گیا ہو گا۔"

❖

سر موریس نے اس بات کو ٹالنا چاہا لیکن یہ بات ہضم نہ کی جا سکتی تھی۔

"لارنس، اُس کا براہِ راست رابطہ تو صرف تمہارے ساتھ قائم ہے۔"

"اگر ایسا ہی ہے تو پھر... مَیں اپنے دوست کو کیسے خطرے میں ڈال سکتا ہُوں اور پھر امریکی سی آئی اے کا ایجنٹ بُش ہماری ڈی فور میں شامل ہے۔ مَیں سمجھتا ہُوں امریکی اپنے

طور پر بھی ایڈم کو قابو میں کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔“

سر موریس نے پھر بات پلٹی :

”ہم یہاں میز پر بیٹھے قیاس آرائیاں ہی کرتے رہیں گے یا کوئی اور عملی اقدام بھی کریں گے۔ وزیرِ اعظم ہر روز مجھ سے استفسار کرتے ہیں۔ کیا جواب دوں میں اُنہیں کہ ہم ہر بار مات کھا رہے ہیں۔“

ایک لمحے کے توقّف کے بعد سر موریس نے پُوچھا:

”کیا ایڈم تمہارے خیال میں ابھی زندہ ہے ؟“

”ہاں، میرا دل گواہی دیتا ہے اور واقعات بھی ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ ایڈم ابھی زندہ ہے۔

”وہ زندہ یا مُردہ اُس علاقے میں نہیں ملا جہاں ہوائی جہاز تباہ کیا گیا۔ فرانسیسی پولیس کی رپورٹ یہی بتاتی ہے۔“ لارنس نے جواب دیا۔

”اگر فرانسیسی پولیس کی رپورٹیں دُرست ہیں تو پھر ہمیں یہ بھی تسلیم کر لینا چاہیے کہ رومانوف بھی زندہ ہے۔“ سر موریس نے کہا۔

”ہاں یہی کہا جا سکتا ہے۔“

”اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رومانوف ایڈم کو قابو کر چکا ہو اور وہ تصویر بھی اُس کے قبضے میں چلی گئی ہو۔“ سر موریس نے مایُوس لہجے میں کہا۔

”ایسا ہو سکتا ہے۔“ لارنس کے لہجے میں بھی مایُوسی تھی۔



سُرنگ میں اچھّی طرح سستانے کے بعد وہ اُٹھا تو اُس کا جسم درد کر رہا تھا۔ کندھے کی تکلیف بھی بڑھ گئی تھی۔ اُس نے اپنے بلیزر کی اندرونی جیب سے وہ نادر و نایاب تصویر نکالی، اُسے اچھّی طرح دیکھا اور پھر جیب میں رکھ کر چل پڑا۔ اُس نے نقشے کو بھی دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی بلکہ چاروں طرف کا جائزہ لیتا ناک کی سیدھ چلتا رہا۔ دو ایک میل چلنے کے بعد جب سامنے کھیت آئے تو وہ ایک کھیت کے اندر جا کر لیٹ گیا۔ نصف گھنٹہ وہ خاموشی سے لیٹا رہا۔ فوج میں اُسے یہ مشق ہو گئی تھی کہ جسم کو کس طرح آرام پہنچایا جا سکتا ہے جب کچھ تازہ دم ہُوا تو وہ اُٹھا۔ سامنے ایک پگڈنڈی جا رہی تھی۔ وہ اُس پر چلنے لگا ۔۔ کچھ فاصلے پر لکڑی کا بنا ہُوا ایک چھوٹا سا گھر کھڑا تھا۔ وہ دروازے کے پاس جا کر رُک گیا۔ پھر ہمّت کر کے اُس نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ ایک عورت نے کھولا۔ عمر کوئی تیس برس کے لگ بھگ ہو گی۔ سیاہ لباس پر اُس نے بے داغ ایپرن باندھ رکھّا تھا۔ وہ بہت دلکش اور صحّت مند تھی۔ اُس کے سُرخ سُرخ رُخسار بتا رہے تھے کہ وہ کسان کی بیوی ہے۔

ایڈم کو دیکھ کر وہ چونکی . . . ایڈم نے آہستہ سے کہا:

”انگلش . . .“ عورت سمجھ گئی کہ یہ انگریز ہے اور پھر اُس نے جاندار بے ریا گونجدار قہقہہ لگایا۔ ایڈم حیران رہ گیا۔ اس میں ہنسنے کی کیا بات تھی . . . عورت نے اُسے اشارے سے اندر آنے کے لیے کہا۔ اُس نے اندر قدم رکھّا تو اُسے ایک کسان دکھائی دیا۔ کسان نے بھی ایڈم کو دیکھا تو بے اختیار ہنسنے لگا۔ اس قہقہے میں بھی بے ریائی تھی۔ چند لمحوں میں ایڈم سمجھ گیا کہ وہ کیوں ہنس رہے ہیں۔ عورت نے اُسے تولیہ دیا تو ایڈم نے دیکھا کہ اُس کے لباس سے پانی ٹپک رہا ہے۔ بے دھیانی میں وہ ادھر آتے ہُوئے پانی کے ایک نالے میں اُتر گیا تھا اور اُس کی پتلون بھیگ چُکی تھی۔

کسان نے اُسے اشارہ کیا اور ایک علٰحدہ کمرے میں لے گیا۔ ایڈم نے کسان کا اشارہ پا کر پتلون اُتار دی۔ تولیہ لپیٹ کر پتلون کو باہر جا کر نچوڑا ــــــ جُوتے اور موزے بھی اُتار کر اُنہیں بھی پتلون کے پاس آتشدان کے قریب رکھ دیا۔ کسان واپس آیا تو اُس کے ہاتھ میں دُودھ کا گلاس تھا۔ اُس نے اشارے سے پینے کے لیے کہا۔ ایڈم نے شُکر گزار آنکھوں سے اُسے دیکھا اور دُودھ کا گلاس منٹوں میں خالی کر دیا۔ مہربان خُوبصورت کسان کی بیوی ایک بڑی پلیٹ میں اُس کے لیے انڈے اور گوشت لے آئی۔ ایک بڑی ڈبل روٹی

سے کسان نے موٹے موٹے سلائس کاٹ کر ایڈم کے سامنے رکھ دیے۔ ایڈم کو بہت بھوک لگی تھی۔ اس کھانے نے اُس کے پیٹ کی آگ ہی نہیں بُجھائی بلکہ اُس کی طاقت بھی بحال کر دی۔ اُس نے کھانا ختم کر کے کسان کا ہاتھ پکڑ کر گرمجوشی سے ہلا کر شکریہ ادا کیا اور اظہارِ تشکّر کے لیے کسان کی بیوی کے سامنے سر جُھکا دیا۔

اُنھوں نے اُسے سونے کے کمرے میں پہنچا دیا۔ کمرے میں آتشدان میں آگ جل رہی تھی۔ ایسا سادہ، ایسا پُر لطف آرام اُسے اپنی زندگی میں کم ہی ملا تھا۔ وہ کمرے کا دروازہ بند کر کے لیٹ گیا اور سوچنے لگا۔ اس تصویر کے فریم کے اندر جو دستاویز ہے، اُس پر مندرج ایک تاریخ اُس کے لیے اہمیّت اختیار کرتی جا رہی تھی ــــــ وہ اس معمّے کو حل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تاریخ ــــــ ۲۰ جون ۱۹۶۶ء تھی اور اُس نے دل میں کہا: "آج ۱۷ جون ۱۹۶۶ء ہے . . ."

اگر یہ دستاویز امریکہ اور رُوس کے درمیان ایک معاہدہ ہے تو پھر اس معاہدے کی میعاد ۲۰ جون ۱۹۶۶ء کو ختم ہو رہی ہے لیکن یہ معاہدہ کس نوعیت کا ہے۔ یہ دستاویز فرانسیسی زبان میں تحریر تھی اور فرانسیسی زبان کے چند لفظ ہی اُسے آتے تھے۔

وہ اس نتیجے پر پہنچ گیا تھا کہ دُنیا کی دو عظیم طاقتیں اس تصویر کو حاصل کرنے کے لیے سر توڑ کوشش کر رہی ہیں، کیونکہ اس میں یہ معاہدہ چُھپا ہُوا ہے۔ تصویر کی اپنی اتنی اہمیّت نہیں جتنی کہ اس معاہدے کی ہے . . .

جب وہ اس فیّاض اور سادہ دل کسان کے گھر سے نکلا تو اُسے گرمجوشی سے رُخصت کیا گیا۔ چلتے وقت کسان کی بیوی نے اُسے پلاسٹک کا ایک چھوٹا سا لفافہ تھما دیا۔ اس میں کچھ سیب، کچھ روٹی اور پنیر کے بڑے بڑے ٹکڑے تھے۔ ایڈم نے بھر نگاہوں اور ہاتھوں سے شکریہ ادا کیا اور ایک سمت میں چل دیا۔

❖

وائٹ ہاؤس واشنگٹن ۔ ۱۷ جون ۱۹۶۶ء

"مَیں امریکی تاریخ میں پہلا بدبخت صدر بننے کے لیے تیّار نہیں جو امریکہ میں توسیع کرنے کے بجائے ایک پُوری امریکی ریاست دُشمن کے حوالے کر دے۔" امریکی صدر لنڈن جانسن نے میز پر ہاتھ مارتے ہُوئے کہا۔

"مسٹر پریذیڈنٹ! آپ کے جذبات سے مَیں واقف ہُوں، لیکن . . ." امریکی وزیرِ خارجہ نے کہا۔

"لیکن ویکن چھوڑو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ قانُونی پوزیشن کیا ہے۔" صدر جانسن نے سوال کیا۔

"مسٹر پریذیڈنٹ! اس معاملے میں مَیں قانُونی ماہرین سے مشورہ کر چُکا ہُوں، دونوں حکومتیں ننانوے برس کی لیز کے معاہدے کی پابند ہیں، اس معاہدے پر رُوس کی طرف سے ایڈورڈ سٹیکل اور امریکہ کی طرف سے اُس وقت کے وزیرِ خارجہ ولیم سیوارڈ نے دستخط کیے تھے۔"

"کیا یہ معاہدہ آج بھی قانُونی حیثیّت رکھتا ہے؟" امریکی صدر نے پھر پُوچھا۔

"مسٹر پریذیڈنٹ! ہم اس معاہدے میں بندھے ہُوئے ہیں، لیکن اس کے لیے اُنھیں اوریجنل معاہدہ پیش کرنا ہو گا۔ اگر اُنھوں نے اصل معاہدہ پیش کر دیا تو پھر اقوامِ متّحدہ اور ہیگ کی عالمی عدالت اُن کے حق میں فیصلہ دے گی۔ مسٹر پریذیڈنٹ! ہم اس سلسلے میں لیت و لعل سے کام لے ہی نہیں سکتے۔ پُوری دُنیا رُوس کے دعوے کی حمایت کرے گی۔ پھر اس کا ایک اور تاریک پہلو ہے کہ اگر ہم نے اس معاہدے کی پابندی نہ کی تو پھر ہمارے کیے گئے ہر معاہدے کے بارے میں دُنیا مشکوک ہو جائے گی۔ عالمی دُنیا میں ہمارے وقار کو شدید نقصان پہنچے گا۔"

"کمال ہے۔" صدر جانسن نے کہا۔ "مجھے تم یہ مشورہ دے رہے ہو کہ مَیں رُوسیوں کے سامنے خاموشی سے وفادار کُتّے کی طرح دُم ہلانے لگوں . . ."

"مسٹر پریذیڈنٹ! مَیں آپ کے ردِّ عمل کو محسوس کرتا ہُوں لیکن میرا یہ فرض ہے کہ مَیں آپ کو تمام قانُونی اور بین الاقوامی

سیاسی پہلوؤں سے باخبر کر دُوں۔ ویسے مسٹر پریذیڈنٹ! برطانیہ کو بھی تو ۱۹۹۹ء میں ہانگ کانگ چینیوں کو واپس کرنا پڑے گا۔ معاہدے تو پُورے کرنے ہی ہوتے ہیں۔"

صدر جانسن نے چڑ کر کہا:

"مجھے مثالیں مت دو۔ یہ بتاؤ کوئی دوسرا راستہ بھی ہے، کیا رُوس دوستی کے جذبات کے تحت یہ علاقہ ہمارے پاس نہیں رہنے دے گا؟"

"ایسا نہیں ہو گا، مسٹر پریذیڈنٹ! آپ رُوسیوں کی بے چینی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔" امریکی صدر لنڈن بی جانسن نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہُوئے کہا:

"تو ایک امریکی صدر جانسن نے ۱۸۶۷ء میں رُوسیوں سے زمین خریدی اور دوسرا امریکی صدر جانسن ۱۹۶۶ء میں وہ زمین رُوسیوں کے ہاتھ بیچ رہا ہے، واپس کرنے پر مجبور ہے . . . آخر اُس وقت امریکی صد. کو یہ کیا سُوجھی . . ."

"مسٹر پریذیڈنٹ!" وزیرِ خارجہ نے کہا: "اُس وقت کے صدر اینڈریو جانسن نے یہ پُورا علاقہ جو رُوسیوں کی ملکیت تھا بہت سستی قیمت پر یعنی ۲ء۷ ملین ڈالر کے عوض خرید لیا تھا۔ معاہدے میں طے پایا تھا کہ ننانوے برس کے بعد رُوس اسے واپس لے سکتا ہے لیکن اس کی قیمت اُسے ۱۲ء۸ ملین ڈالر کے سونے کے برابر ادا کرنی ہو گی۔ اُس وقت امریکی صدر کا خیال تھا کہ رُوس ننانوے برس کے بعد اتنی خطیر رقم مہیّا نہ کر سکے گا اور زمین کبھی واپس نہ خرید سکے گا اور مسٹر پریذیڈنٹ! یہ اطّلاع مَیں آپ کو فراہم کر چکا ہُوں کہ رُوسی پُوری رقم نیویارک کے بینک میں جمع کرا چکے ہیں اور اپنی زمین واپس لینے کا تہیّہ کر چکے ہیں۔"

"عجیب قصّہ ہے!" صدر جانسن نے کہا: "زارِ رُوس کو کیا مصیبت پڑی تھی کہ اُس نے ننانوے برس کے لیے یہ زمین امریکہ کے ہاتھ بیچ دی۔"

"مسٹر پریذیڈنٹ! دراصل زار مشرقی ایشیا کے کچھ علاقے فروخت کرنا چاہتا تھا۔ عیش و عشرت کے لیے اُسے بڑی رقم کی ضرورت تھی لیکن اُس کے وزرا نے اُس کی مخالفت کی تو زارِ رُوس نے یہ علاقہ جو رُوس سے دُور اُفتادہ تھا بیچنے کی ٹھان لی کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اس پر اُس کے وزیر اعتراض نہیں کریں گے اور ایسا ہی ہُوا۔"

"امریکی کانگریس نے اُس وقت اس معاہدے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا؟" صدر جانسن نے پُوچھا۔

وزیرِ خارجہ ڈین رسک نے جواب دیا۔

"مسٹر پریذیڈنٹ! سودا اچھّا تھا اور امریکی کانگریس کے ارکان بھی سمجھتے تھے کہ رُوس کئی گُنا زیادہ قیمت ادا کر کے زمین نہ خرید سکے گا۔"

"ماضی کے گناہ میرے پلّے کیوں پڑ گئے!" صدر جانسن نے کہا۔ "امریکی عوام کیا سوچیں گے۔ ایک پُوری ریاست چھن جائے گی۔ امریکی پرچم سے ایک تارا غائب ہو جائے گا۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا ایسا کبھی نہیں ہونا چاہیے۔ میرے لیے یہ سب کچھ ناقابلِ برداشت ہے۔ وہ ہمارے برطانوی حلیف کیا کر رہے ہیں؟"

"مسٹر پریذیڈنٹ! برطانوی حکومت اپنی سی پُوری کوشش کر رہی ہے کہ اُس برطانوی شہری کو واپس لندن لا سکے جس کے قبضے میں وہ تصویر ہے، جس کے اندر مبیّنہ طور پر وہ اصلی معاہدہ چُھپا ہُوا ہے۔ برطانوی حکومت ہی ہماری نجات دہندہ بن سکتی ہے۔"

"ہم کیا کر رہے ہیں؟"

"مسٹر پریذیڈنٹ! سی آئی اے بھی میدان میں ہے۔"

"سی آئی اے پہلے کیا کرتی رہی؟ تمھی نے بتایا تھا کہ امریکہ گزشتہ پچاس برسوں سے یہ یقین کیے بیٹھا ہے کہ رُوسی اصل معاہدے کی دستاویز گنوا چکے ہیں۔ تو پھر اب یہ دستاویز کہاں سے نمودار ہو گئی۔ سی آئی اے . . . اوہ . . . پچاس برس سے یقین کر لیا گیا . . . اوہ . . . امریکی عوام . . ." وزیرِ خارجہ ڈین رسک اور دوسرے اہم ارکان خاموش

کھڑے رہے۔

صدر جانسن نے کہا:

"رقم وہ نیویارک پہنچا چکے ہیں۔ اگر وہ اصلی دستاویز بھی لے آئے تو امریکہ ہی میں کیا پوری دُنیا میں حشر بپا ہو جائے گا۔"

❖

رومانوف اب بھی حوصلہ ہارنے کے لیے آمادہ نہ تھا۔ جہاز تو تباہ ہو چکا تھا اور پائلٹ کی لاش اُس نے دیکھ لی تھی، لیکن ایڈم سکاٹ غائب تھا۔ "وہ زندہ ہے،" رومانوف نے اپنے آپ سے کہا۔ "بہت چالاک، بہت ہوشیار، شاید مجھ سے بہتر..." اُس نے سر کو جھٹکا دیا اور پھر دل میں کہا: "مَیں اُسے ڈھونڈ کر وہ تصویر حاصل کر کے ہی رہوں گا۔ میرے مستقبل کا انحصار صرف اس تصویر کی بازیابی کے ساتھ وابستہ ہے۔" اُس کی آنکھوں کے سامنے سوئٹزرلینڈ کے اُس بینک میں رکھا ہیرے جواہرات اور موتیوں کا وہ خزانہ آ گیا جو اب اُس کا تھا...

اُس نے کُچھ کہا پھر تیز تیز کار کی طرف بڑھا۔ کار تباہ ہو چکی تھی۔ اُس نے سڑک کا رُخ کیا

❖

کسان کے گھر سے نکل کر ایڈم نے نقشہ دیکھا اور چلتا رہا۔ ابھی صُبح ہونے میں خاصی دیر تھی اور صُبح ہونے تک وہ اُس قصبے میں پہنچنا چاہتا تھا جس کی نشاندہی اُس نے ابھی نقشے میں کی تھی اور چند میلوں کے فاصلے پر تھا۔ یہ ایک بڑا قصبہ تھا۔ وہ ذہن میں ایک اسکیم بنا چکا تھا۔ قصبہ ابھی سویا ہُوا تھا لیکن تھوڑی دیر میں بیدار ہونے والا تھا۔ چلتے چلتے وہ ایک بڑی عمارت کے سامنے جا رُکا۔ ایسی ہی عمارت کی اُسے تلاش تھی۔ وہ چُپکے سے اس عمارت کے اندر داخل ہو کر نیچے جانے والی سیڑھیاں اُترنے لگا۔ بالآخر وہ قید خانے میں جا پہنچا۔ اس تین منزلہ عمارت میں کاریں پارک کی جاتی تھیں۔ اس وقت بھی تہ خانے میں دو کاریں کھڑی تھیں۔ وہ سمجھتا تھا کہ کوئی نہ کوئی کار والا ایسا بھی آئے گا جو کار کے اندر چابیاں چھوڑ جائے گا اور وہ اس کار کو یہاں سے نکال کر رفو چکر ہو جائے گا۔

ایڈم ایک کار کے پیچھے چُھپ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص تہ خانے میں داخل ہُوا۔ اُس کی شکل دیکھنے سے پہلے ایڈم نے اُس کا وہ بھُورا کوٹ دیکھا جو اُس شخص نے پہن رکھا تھا۔ یہ بہت پُرانا کوٹ اور بڑا تھا۔ ایڈم نے دیکھا کہ اُس نے ہاتھ میں ایک بڑی ٹوکری اُٹھا رکھی ہے۔ وہ جُھک کر تہ خانے میں پڑا کُوڑا کرکٹ اُٹھا کر ٹوکری میں ڈالتا جا رہا تھا۔ ایڈم سمجھ گیا کہ وہ شخص صفائی کرنے والا ہے۔ ایڈم کار کے پیچھے چُھپا اُسے دیکھتا رہا۔ اس سے پہلے کہ وہ اُس طرف آئے وہ دوسری کار کے پیچھے دبے پاؤں جا کر چُھپ گیا۔ یہاں سے وہ صفائی کر کے جا چُکا تھا۔ وہ ایک جُھکی ہُوئی کمر والا نحیف سا بُوڑھا تھا۔ چند منٹ گزر گئے۔ ایڈم نے دیکھا کہ اُس نے ایک چھوٹا دروازہ کھولا ہے۔ ایڈم تھوڑا سا اُوپر ہو کر دیکھنے لگا۔ بُوڑھے نے وہ لمبا پُرانا بھورا کوٹ اُتار کر اُس چھوٹے کمرے کی دیوار کے کیل کے ساتھ لٹکا دیا اور وہاں سے ایک ہلکے نیلے رنگ کا قدرے بہتر کوٹ اُتار کر پہن لیا۔

جب وہ باہر نکلا تو ایڈم نے سمجھ لیا کہ اس شخص کی ڈیوٹی ختم ہو چکی ہے۔ چند منٹ وہ خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے بعد کار کی اوٹ سے نکلا اور اُس چھوٹے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہُوا۔ اُس نے وہ لمبا پُرانا بھورا کوٹ کیل سے اُتار کر پہن لیا۔ یہ کوٹ کندھوں کے قریب چھوٹا تھا۔ بہرحال وہ جو مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا اُس کے لیے یہ کوٹ بہت ضروری تھا۔ اب اُسے یہاں آنے والا دیکھ کر اُس پر کم ہی شُبہ کر سکتا تھا۔ ہر شخص یہی سمجھتا کہ وہ یہاں کا ایک معمولی ملازم ہے۔

پارکنگ کے لیے کاریں آنی شروع ہو گئیں۔ ایک کونے میں کھڑا ایڈم دیکھتا رہا۔ ہر شخص کار کو مقفّل کر کے چابی ساتھ لیے جا رہا تھا۔ ایڈم کی خوش فہمی مایُوسی میں تبدیل ہونے لگی۔ ایک گھنٹے سے زائد عرصہ گزر چُکا تھا۔ وہ سوچ



ہی رہا تھا کہ اب اُسے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ ایک کار اندر داخل ہُوئی۔ کار کی پلیٹ سے پتہ چلتا تھا کہ یہ برطانیہ میں رجسٹر کی گئی ہے۔ اس میں سے ایک انگریز نکلا۔ پکّا صاحب، ہاتھ میں چھوٹی سی چھڑی، مُنہ میں بُجھا ہُوا سگار، اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا پھر ایڈم کو دیکھ کر بولا:

"اِدھر آؤ۔"

ایڈم اُس کے پاس گیا۔ اُس شخص نے ایڈم پر توجّہ دینے کی زحمت گوارا نہ کی۔

"یہ لو اپنے دس فرانک۔ کار لے جاؤ، ایک گھنٹے میں صفائی وغیرہ کرا کے واپس آجاؤ۔"

ایڈم نے سر جُھکاتے دس فرانک کا نوٹ لے لیا۔

"ایک گھنٹے سے زیادہ دیر نہ لگے۔"

ایڈم نے زبان سے کوئی جواب دیے بغیر سر ہلا دیا۔

جب وہ انگریز تہ خانے سے نکل گیا تو ایڈم چند منٹ کے لیے کھڑا رہا۔ اس کے بعد اُس نے دس فرانک کا نوٹ جیب میں ڈالا اور کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھا۔ دہقانی عورت نے اُسے پلاسٹک کا جو بیگ دیا تھا اُسے برابر والی سیٹ پر رکھا۔ کار کی چابیاں کار کے اندر تھیں۔

چند منٹوں کے بعد وہ کار میں بیٹھا قصبے سے باہر نکل رہا تھا، اُس کی منزل پیرس تھی۔ اُس کے اندازے کے مطابق دو گھنٹے تک وہ پولیس سے بچ سکتا تھا۔ ایک گھنٹہ تو کار کے مالک نے اُسے دیا تھا۔ دس بیس منٹ وہ انتظار کرے گا، پھر پولیس کو اطلاع دے گا۔ کارروائی مکمل ہوتے ہوتے دو گھنٹے ہوجائیں گے اور انھی دو گھنٹوں میں اُسے پیرس پہنچنا تھا۔ اُس نے کار کی رفتار تیز کر دی۔ ڈیڑھ گھنٹے تک وہ اُسی تیز رفتاری سے کار چلاتا رہا۔ پیرس کا مضافاتی علاقہ آگیا تھا۔ اُس نے کار پارکنگ کے لیے جگہ سوچ لی تھی۔

پیرس.... پیرس.... وہ پیرس میں تھا اور پھر اُس نے کار ریوالی سنٹر کے سامنے ہی کھڑی کی، جہاں کئی کاریں پہلے سے کھڑی تھیں۔ راستے میں اُس نے ایک ایک کر کے سیب، روٹی اور پنیر ختم کر دیے تھے جو پلاسٹک کے لفافے میں تھے۔ کار پارک کر کے وہ باہر نکلا۔ وہ یہ نہ دیکھ سکا کہ پولیس کا سپاہی اُسی وقت اُس کار کی طرف لپکا تھا۔ جب ایڈم نے فٹ پاتھ پر پہنچ کر مُڑ کر دیکھا تو وہ چونکا۔ پولیس کا سپاہی ٹرانسمیٹر کان سے لگائے کچھ بول رہا تھا۔ یقیناً وہ اطلاع دے رہا تھا کہ مسروقہ کار مل گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ ایڈم یہ فیصلہ کرتا کہ اُسے کیا کرنا ہے، سیٹی کی آوازیں گونجیں اور وہ سپاہی سیٹی بجاتا ایڈم کی طرف لپکا۔

"رُک جاؤ" اُس نے ایڈم کو پکارا۔

ایڈم نے جلدی سے وہ لمبا بدنما بھورا کوٹ وہیں اُتار کر پھینکا اور بھاگنے لگا۔

پولیس کا ایک اور سپاہی بھی اُس کے تعاقب میں شامل ہوگیا تھا۔

ایڈم بھاگتا رہا۔ اُس کی نگاہ سامنے اُٹھی۔ پیرس کا مشہورِ زمانہ 'لوور میوزیم' سامنے تھا۔ وہ تیزی سے اُس کے اندر داخل ہوگیا۔ لوگوں کے ہجوم میں اُس نے دیکھا کہ پولیس کے دونوں سپاہی بھی اندر آچکے ہیں۔ تیز تیز چلتا وہ ایک اور کمرے میں داخل ہُوا جہاں جدید آرٹ کے نمونے آویزاں تھے۔ وہ باہر نکلنے کا کوئی دوسرا راستہ تلاش کرنا چاہتا تھا۔ ایک اور کمرے میں داخل ہُوا تو اپنے پیچھے آتے ہُوئے سپاہی کی جھلک اُس نے دیکھ لی۔ وہ لوگوں میں چُھپتا چُھپاتا کمرے سے نکلا اور ایک نئے کمرے میں داخل ہُوا۔ راہداری میں اُسے باہر کی طرف جانے والے دو دروازے دکھائی دیے۔ وہاں ایک سپاہی کھڑا تھا۔

ایڈم نے ایک نئے کمرے کا رُخ کیا۔ یہ کمرہ رُوسی تصویروں کے لیے مخصوص تھا۔ اُس نے اِدھر اُدھر جائزہ لیا اور وہاں اُسے ایک شیشے کا خالی کیس دکھائی دیا۔ اُس

نے جلدی سے اپنے بلیزر میں ہاتھ ڈالا اور بڑی تیزی سے جیب سے وہ نادر و نایاب تصویر نکال کر اُس خالی کیس میں رکھ دی۔

اُس نے دیکھا کہ پولیس کا سپاہی اندر داخل ہوچکا ہے۔ جب وہ دروازے سے باہر نکلنے لگا تو دونوں سپاہیوں نے اُسے گھیرے میں لے لیا۔

ایڈم نے اُن کے اشارے پر اپنے ہاتھ اُٹھا کر سر کے اُوپر رکھ دیے۔ اب وہ پولیس کی حراست میں تھا۔



سر مورلیس کے سیکرٹری نے فون پر بتایا:

"سر! پیرس سے ایک ضروری کال ہے۔"

سر مورلیس نے دوسرا فون اُٹھایا۔ دوسری طرف فرانس کی وزارتِ خارجہ کا سیکرٹری بول رہا تھا۔

سر مورلیس کا چہرہ رنگ بدلتا گیا، پھر اُس نے فرانسیسی سیکرٹری سے کہا:

"شکریہ! مَیں آپ کو خود فون کروں گا۔ ہم اُسے اپنی تحویل میں لینے کے انتظامات بہت جلد کر لیں گے۔ یہ انتظامات ہوتے ہی مَیں آپ سے رابطہ قائم کروں گا۔ ایک درخواست ہے پلیز۔ اُسے اب نگاہوں سے کسی طرح اوجھل نہ ہونے دیں۔" دوسری طرف سے یقین دہانی کرائی گئی کہ ہدایت پر عمل ہوگا۔

سر مورلیس نے آہستہ سے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا:

"ایک اور ضروری گزارش ہے کہ اُس کے قبضے سے جو چیز بھی ملے اُسے بحفاظت رکھّا جائے۔ میرا مطلب ہے کسی محفوظ سیف میں مقفل.... بہت بہت شکریہ۔"



ایڈم اپنے آپ کو بہت ہلکا پُھلکا محسوس کر رہا تھا۔ تھانے میں اُس کے ساتھ بہت اچھا سلوک ہو رہا تھا۔ اُس کی تلاشی لینے پر اُس سے ایک گھڑی، چالیس پونڈ کے ٹریولرز چیک اور ایک پاسپورٹ ڈڈلے ہیوم کے نام کا ملا۔ ان چیزوں کی دستیابی کے باوجود ایک بار پھر اُس کی تلاشی لی گئی۔ جب کچھ نہ ملا تو پولیس افسر نے انگریزی میں اُس سے پوچھا:

"کیا تمھارے قبضے میں اور کوئی چیز نہیں؟"

"نہیں" ایڈم نے جُھنجھلا کر جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، اپنا لباس پہن سکتے ہو۔"

تھوڑی دیر بعد اُسے ایک چھوٹے سے کمرے میں لے جا کر باہر سے تالا لگا دیا گیا۔ اس چھوٹے سے کمرے میں ایک میز اور دو کُرسیاں پڑی تھیں۔ کونے میں ایک طرف بستر لگا ہُوا تھا۔ دیوار میں ایک کھڑکی تھی۔ یہ کمرہ حوالات کا تھا نہ جیل کا۔ وہ سوچنے لگا کہ پھر مجھے یہاں کیوں رکھّا گیا ہے اور کس حیثیت میں.... ایڈم تکان اُتارنے کے لیے بستر پر لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کُھلا۔ ایک پولیس افسر دو سپاہیوں کے ساتھ اندر داخل ہُوا۔ ایک سپاہی نے ٹرے اُٹھا رکھی تھی۔ ٹرے میز پر رکھ دی گئی۔ اس میں کھانا تھا۔ شوربہ، گوشت اور بھاپ اُڑاتی کافی.... ایڈم نے سوچا یہ لوگ میرے بارے میں کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوچکے ہیں ورنہ کار چور کی پولیس والے اس طرح تواضع نہیں کرتے۔ دروازہ باہر سے بند ہوگیا۔

کھانا مزیدار تھا۔ اُس نے سب کھا لیا۔



ڈی فور کے ارکان کو ایک گھنٹے کے اندر اندر طلب کر کے اُنھیں سر مورلیس نے تازہ ترین خبر سے مطّلع کیا۔ سر مورلیس نے شرکا کے چہروں کا جائزہ لیا۔ میتھیوز حسبِ معمول جذبات سے عاری چہرہ لیے بیٹھا تھا۔ سی آئی اے کا کمانڈر رُبش خاموش تھا۔ سنیل کے چہرے پر مُسکراہٹ تھی۔ لارنس واحد شخص تھا جو یہ خبر سُن کر خوش

دکھائی دے رہا تھا۔

سرموریس نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا:

"ایڈم اس وقت وزارتِ داخلہ کے دفتر پیلس بوپاس کے قریبی پولیس اسٹیشن کے ایک کمرے میں ہے۔ مَیں پیرس میں اپنے سفارت خانے کے ملٹری اتاشی کرنل پولارڈ سے ابھی بات کر چکا ہُوں ..... وہ ایڈم کو وہاں سے سفیر کی کار میں ہمارے سفارت خانے لے جائے گا۔"

سرموریس نے اپنے نمبر ٹو لارنس کی طرف دیکھتے ہُوئے کہا: "تم آج رات پیرس جا رہے ہو، وہاں سفارتخانے میں اُسے جا کر ملو گے۔"

سرموریس کا چہرہ یکدم سنجیدہ ہو گیا۔ اُس کے ذہن میں اچانک یہ خیال آیا تھا کیا واقعی ڈی فور کے عملے میں کوئی ایک ایسا شخص موجود ہے جو بیک وقت دو آقاؤں کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ وہ کُرسی سے اُٹھ کھڑا ہُوا۔

"اچھا حضرات میٹنگ برخاست کی جاتی ہے۔"



برطانوی سفارت خانے کی کار مقرّرہ وقت سے چند منٹ پہلے پیرس کے اُسی پولیس اسٹیشن کے اندر داخل ہوئی۔ پولیس افسر استقبال کے لیے پہلے سے موجود تھا۔ برطانوی سفارت خانے کا ملٹری اتاشی کرنل پولارڈ تیزی سے کار سے نکلا۔ کار کے بونیٹ پر چھوٹا برطانوی پرچم لہرا رہا تھا۔

پولیس افسر کرنل پولارڈ کو سیدھا اُس کمرے میں لے گیا جہاں ایڈم کو رکھّا گیا تھا۔ کرنل پولارڈ نے اندر داخل ہو کر کہا:

"مَیں کرنل پولارڈ پیرس میں برطانوی سفارتخانے کا ملٹری اتاشی ہُوں۔ مجھے افسوس ہے کہ تمھیں خاصی دیر یہاں رُکنا پڑا۔ دفتری کارروائی میں ایسا ہو ہی جاتا ہے۔ فرانسیسی پولیس نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا ہے اور مَیں تمھیں اپنے ساتھ برطانوی سفارتخانے لے جانے کے لیے آیا ہُوں۔ اور ہاں تم پر کوئی الزام عاید نہیں کیا گیا۔ کوئی مقدّمہ نہیں چلے گا۔ ہمیں جلد سفارت خانے پہنچنا ہے۔ وہاں ہمیں کئی ضروری اُمور نمٹانے ہیں۔"

پولیس افسر کے کمرے میں ایڈم کو وہ چیزیں لوٹا دی گئیں جو تلاشی کے وقت اُس کے قبضے سے ملی تھیں۔ وہ باہر نکلے۔ پہلی دفعہ ایڈم نے نوٹ کیا کہ کرنل پولارڈ چلتے وقت تھوڑا لنگڑا رہا ہے۔ سفارت خانے کی جاگور کار کھڑی تھی۔ شوفر نے دروازہ کھول رکھّا تھا۔ بے اختیار ایڈم ہنس پڑا۔

"کوئی دلچسپ بات یاد آ گئی؟" کرنل پولارڈ نے پُوچھا۔

"کچھ نہیں، پچھلی دفعہ بھی ایک شوفر کار کا دروازہ کھولے میرا انتظار کر رہا تھا..... اور وہ ہمارا آدمی نہیں تھا۔"

کرنل پولارڈ پچھلی نشست پر بیٹھا اور ایڈم بھی اُس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ کار کا دروازہ بند کر دیا گیا اور کار چل پڑی۔ اور جب ایڈم کی نگاہ بونیٹ پر لہراتے برطانوی جھنڈے پر پڑی تو پہلے وہ حیران ہُوا اور دوسرے لمحے اُس پر خوف طاری ہو گیا۔



جب ایڈم کی آنکھ کھُلی تو وہ ننگا تھا اور وہ ایک کُرسی پر بیٹھا تھا۔ اُس کے ہاتھ اور ٹانگیں کُرسی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ وہ حرکت کرنے کے قابل بھی نہ تھا۔ اُس نے نگاہیں اُوپر اُٹھائیں تو اُسے کرنل پولارڈ دکھائی دیا جو اُس پر جُھکا ہُوا تھا۔ ایڈم کو ہوش میں آتے دیکھ کر وہ شخص کمرے سے چلا گیا۔ ایڈم نے سر گھُما کر دیکھا۔ اُس کوٹھڑی کے ایک کونے میں ایک بستر تھا، جس کے اُوپر اُس کے سب کپڑے پڑے تھے۔

کئی منٹوں تک اُس نے ہاتھ پاؤں مار کر اپنے ہاتھوں اور پیروں میں بندھی نائلون کی ڈوری کو ڈھیلا کرنے

کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

اور پھر دروازہ کھُلا اور رومانوف اندر داخل ہُوا۔ اُس کے پیچھے دو آدمی تھے۔ اُن میں ایک وہی تھا جو کرنل پولارڈ بن کر اُس سے پولیس اسٹیشن میں ملا تھا۔

رومانوف کُرسی کے سامنے کھڑا ہو کر بولا:

"مَیں ہُوں الیکسندر پیٹرووچ رومانوف۔"

"اور عمانویل روزنبام بھی۔" ایڈم نے کہا۔

"افسوس کہ ہم ایک دوسرے سے ہاتھ نہیں ملا سکتے۔" رومانوف بولا۔ "بہرحال مَیں تمھیں مبارک باد دیتا ہُوں کہ تم کئی بار مجھے غچّہ دینے میں کامیاب ہوئے۔ اب تمھیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ ہمارا انتظام کتنا مکمّل، مؤثر اور سریع ہے۔ چند منٹوں میں لندن میں میرے ذریعے نے مجھے سب کچھ بتا دیا اور اب تم میرے قبضے میں ہو۔"

"تمہارا ذریعہ..... کون؟"

"اتنے بے وقوف مت بنو... تم اس پوزیشن میں نہیں ہو کہ تمہارے سوال کا جواب دیا جائے.... اپنی حالت پر غور کرو۔" وہ شخص جو کرنل پولارڈ کے بھیس میں پولیس اسٹیشن گیا تھا اُس کی طرف اشارہ کر کے رومانوف نے کہا۔

"اسے تو تم جانتے ہو۔ بہرحال اس کا اصلی نام کچھ اور ہے... کیسا بھیس بدلا اس نے؟"

"ہاں، اس نے اپنا کردار بہت اچھّی طرح نبھایا۔" ایڈم بولا۔ "لیکن افسوس کہ مَیں کار کے اندر بیٹھنے سے پہلے کار پر لہراتے پرچم کو نہ دیکھ سکا۔ اگر مَیں دیکھ لیتا تو پھر شاید تم مجھے یہاں نہ لا سکتے۔ برطانوی جھنڈا جس طرح تم نے بونیٹ پر لگایا تھا وہ طریقہ غلط تھا..."

"ہاں یہ غلطی تو ہم سے ہوئی لیکن جب تک کار چل پڑی تھی اور تم ہمارے قبضے میں تھے۔" رومانوف بولا۔ "خیر ان سے ملو، یہ ڈاکٹر سٹاوینیسکی ہے۔ اسے یہ مہارت حاصل ہے کہ اپنے خاص طریقوں سے یہ ہر شخص سے ہر بات اُگلوا سکتا ہے۔ دل کے نہاں خانے بھی اس کے سامنے ظاہر ہو جاتے ہیں۔" رومانوف رُکا اور پھر مُسکرا کر بولا:

"مَیں جانتا ہُوں تم سے کوئی بات اُگلوانا آسان کام نہ ہو گا۔"

"حقیقت یہ ہے کہ تم مجھ سے کچھ بھی نہ اُگلوا سکو گے۔" ایڈم نے جواب دیا۔

"تم بتاؤ گے کہ وہ نادر تصویر کہاں ہے.. تمہیں بتانا پڑے گا۔ ڈاکٹر سٹاوینیسکی! اپنا کام شروع کرو..."

ایڈم نے اپنا ذہن ہر عذاب کے لیے تیّار کر لیا۔ وہ دوسری جنگِ عظیم میں برمیوں کا تشدّد برداشت کر کے زندہ رہا تھا، جنہیں اُس کی زندگی سے کوئی دلچسپی نہ تھی جب کہ یہاں صورتِ حال مختلف تھی۔ رومانوف کسی قیمت پر اُس وقت تک اُس کی جان نہ لے سکتا تھا، جب تک اُسے تصویر کا سُراغ نہ مل جائے۔ اُس کی موت کی صُورت میں اُس کے ہاتھ کچھ بھی نہ آ سکتا تھا۔ ایڈم نے تشدّد برداشت کرنے کی بھی تربیت لی تھی۔ وہ تیّار ہو گیا۔

دو بار ـــــ نصف گھنٹے کے اندر اندر اس پرظُلم اور تشدّد کے نئے نئے حربے اختیار کیے گئے۔ خود سٹاوینیسکی بھی حیران رہ گیا لیکن ایڈم کی زبان کھُلی ہی نہیں۔ رومانوف پریشان ہو رہا تھا۔

"اسے مرنا نہیں چاہیے، سٹاوینیسکی! لیکن ہر وہ حربہ اختیار کرو جس سے یہ بول پڑے...." (جاری ہے)



دُنیا میں انسان اپنے افعال ہی کی بنا پر مؤثّر نہیں ہوتا، اُس کی اثر انگیزی اس پر بھی منحصر ہوتی ہے کہ وہ خود کیا ہے۔ (رڈولف اسٹینر)

گُمشدہ دستاویز

سُراغرسانی اور مُہم جوئی کی ایک قیامت خیز کہانی۔

چوتھی، آخری قسط

ابُو عدیل



پیرس کے اورلی ایئرپورٹ پر لارنس کا استقبال برطانوی سفارت خانے کے ملٹری اتاشی کرنل پولارڈ نے کیا۔

"کہو، وہ کیسا ہے؟" لارنس نے پُوچھا۔

"سر، یہ تو آپ ہمیں بتائیں گے وہ کیسا ہے۔" کرنل پولارڈ نے کہا۔

"کیا مطلب ..." لارنس چونکا۔ خوف کی اک لہر اُس کے سارے جسم میں دوڑ گئی۔

"سر، مَیں ہدایات کے مطابق مسٹر ایڈم سکاٹ کو لینے پولیس اسٹیشن گیا۔ وہاں مجھے بتایا گیا کہ مقرّرہ وقت سے دس منٹ پہلے میرے نام سے وہاں کوئی گیا اور اُسے اپنے ساتھ لے گیا۔ جس شخص نے وہاں اپنا تعارف کرنل پولارڈ یعنی میرے نام سے کرایا وہ سفارت خانے کی کار میں گیا تھا۔ ہم نے لندن آپ سے رابطہ قائم کرنا چاہا تو معلوم ہُوا کہ آپ روانہ ہو چُکے ہیں۔ سفیر صاحب، سر موریس کو اطّلاع دے چُکے ہوں گے۔" لارنس کا سر گھُومنے لگا وہ گرتے گرتے بچا۔ پھر بے اختیار اُس نے کہا:

"ایڈم سمجھے گا کہ مَیں ہی مُخبر ہُوں۔"

❦

ایڈم کو جب دوبارہ ہوش آیا تو رومانوف کو اُس نے پھر اپنے سامنے پایا۔ وہ پھُنکار رہا تھا:

"اگر چند بار تم میرے شکنجے سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر بار تم مجھے غچّہ دے سکو گے۔ مَیں تسلیم کرتا ہوں کہ تم غیر معمولی قوّتِ برداشت کے مالک ہو لیکن کب تک تم زبان بند رکھّو گے۔ تشدّد کے دو مراحل میں تم زبان بند رکھنے کے ساتھ سمجھتے ہو کہ تم نے جنگ جیت لی ہے تو تم اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہو۔ ابھی سٹاوینسکی کے پاس ایسے اَن گنت حربے ہیں جو تم پر آزمائے گئے تو تم خود بخود چیخ اُٹھو گے۔ بہتر یہی ہے کہ تم تصویر کے بارے میں ٹھیک ٹھیک بتا دو۔"

ایڈم سکاٹ سب کچھ سُنتا اور اپنے آپ کو ہر طرح کے تشدّد کے لیے تیّار کرتا رہا۔ وہ بار بار سانس روکتا اور پھر لمبا سانس لیتا۔ یہ خاص مشق تھی جس سے جسم کو آرام پہنچایا جا سکتا تھا۔ "قانُونی اعتبار سے وہ تصویر میری ملکیّت ہے۔" ایڈم نے جواب دیا۔ "مَیں اُسے تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔"

"بے وقوف، وہ تصویر تمہارے کسی کام نہیں آ سکتی۔ وہ سوویت رُوس کی ملکیّت ہے۔ تم دُنیا کے کسی آرٹ نیلام گھر میں اُسے نیلام نہیں کروا سکتے۔ ہم فوراً دعویٰ کر دیں گے کہ ہمارا قومی ورثہ چوری کر کے نیلام کیا جا رہا ہے۔ تم اس تصویر کی قیمت چاہو تو ہم سے لے سکتے ہو، بلکہ نیلامی پر لگنے والی قیمت سے بھی زیادہ ..."

"مَیں وہ تصویر تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔"

"سُنو، ایک اور صُورت بھی ہو سکتی ہے۔ گزشتہ پچاس برس سے زار کے گرمائی محل میں اس اصل تصویر کی ایک نقل لٹک رہی ہے جو ہُو بہُو اصل کے مطابق ہے۔ دُنیا کا بڑے سے بڑا آرٹ کا نقّاد بھی اس نقل اور اصل میں تمیز نہیں کر سکا۔ اگر تمہیں تصویر رکھنے کا اتنا ہی شوق ہے تو مَیں تمہیں اُس کی وہ نقلی تصویر دے دوں گا۔"

"مَیں تمہیں تصویر دینے کے لیے آمادہ نہیں۔" ایڈم نے جواب دیا۔

رومانوف بڑی چالاکی سے مُسکرایا، اُس نے اپنی اندرُونی جیب سے ایک لفافہ نکالتے ہُوئے کہا:

"میرے خیال میں اَب وقت آ گیا ہے کہ مَیں تمہیں ایک ایسی چیز دکھاؤں جو تمہارے لیے بے حد دلچسپی کا سامان رکھتی ہے۔"

رومانوف نے آہستہ سے اس لفافے میں سے کاغذ نکالا اور اُسے کھولتے ہُوئے کہا:

"یہ کاغذ ایک رُوسی جج کا فیصلہ ہے جو اُس نے ۱۹۴۶ء میں ماسکو میں ایک مقدّمے میں دیا تھا۔

"اس فیصلے میں جج نے ایک رُوسی میجر ولادیمیر کوسکی کو

سزا دی تھی۔ یہ میجر کوسکی نورمبرگ میں رُوسی حکومت کی طرف سے اس جیل میں تعینات تھا جہاں گوئرنگ بھی قید تھا۔ میجر کوسکی گوئرنگ کے ساتھ ساز باز کر کے اُسے سگاروں کے اندر زہر کے کیپسول پہنچایا کرتا تھا۔ جس رات گوئرنگ مرا اُس رات میجر کوسکی ہی کی ڈیوٹی لگی تھی۔ جج نے اس میجر کو مُجرم قرار دے کر سزا دی تھی۔" یہ کہہ کر رومانوف نے وہ کاغذ ایڈم کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔

"تمہارے باپ کے دامن پر جو دھبّہ لگا، وہ اس ثبوت سے دُھل سکتا ہے۔ کہو، اب کیا خیال ہے؟ مَیں تمہیں تمہارے باپ کی بے گناہی کا ثبوت فراہم کر سکتا ہوں۔ تم یہ بتا دو کہ وہ تصویر تم نے کہاں چُھپا رکھّی ہے؟ کیا تم اپنے باپ کے وقار کو بھی اس تصویر کے لیے داؤ پر لگا دو گے؟"

ایڈم نے آنکھیں بند کر لیں۔ اُس کے ذہن میں خیالات کی یلغار شروع ہو گئی۔ چند منٹوں میں اُس پر ایک حقیقت واضح ہو گئی کہ اب بھی رومانوف کو یہ معلوم نہیں کہ زار کی اس پینٹنگ تصویر کے اندر کیا چُھپا ہے...

جب ایڈم خاموش رہا تو رومانوف نے چیخ کر اپنے آدمی سے کہا: "اس سے اُگلواؤ کہ وہ تصویر کہاں ہے۔"

اور غُصّے سے پاؤں پٹختا وہ کمرے سے نکل گیا۔

بندھے ہُوئے ایڈم کی طرف سٹاوینسکی ایک لمبی سرنج لے کر آگے بڑھا۔ ایڈم نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ کمرے میں اُن کے سوا کوئی اور نہ تھا۔

"تم جو چاہو کر لو مَیں زبان نہیں کھولوں گا۔ مَیں جانتا ہُوں کہ جُونہی مَیں نے تصویر کا پتہ بتایا تم مجھے مار ڈالو گے۔"

"ہم تمہیں کم از کم اُس وقت تک تو مرنے نہیں دیں گے جب تک اُس تصویر کا پتہ نہیں چلتا۔"

اس کے بعد سُوئی اُس نے ایڈم کے بازو میں گھونپ دی۔ ایک سیکنڈ... دو سیکنڈ... تین سیکنڈ اور پھر چوتھے سیکنڈ پہ ایڈم کا سارا جسم کانپنے لگا۔ درد اتنا شدید تھا کہ وہ چیخنے پر مجبور ہو گیا۔ درد بڑھتا ہی چلا گیا۔ جسم پتّے کی طرح کانپتا رہا۔ ایک بار اُس کے جی میں آئی ___ وہ بتا دے کہ تصویر کہاں ہے لیکن دوسرے لمحے وہ پھر لمبے سانس کھینچنے لگا... اور پھر اُس نے محسوس کیا کہ اُس کا مُنہ تھوک سے بھر گیا ہے۔ وہ تھوکتا چلا گیا... اور بے ہوش ہو گیا۔

رومانوف اندر داخل ہُوا۔ حیرت سے ایڈم کو دیکھا جو ہر طرح کا تشدّد برداشت کرتا چلا جا رہا تھا۔ "ڈوری کھول دی جائے ورنہ یہ مر سکتا ہے۔" سٹاوینسکی نے کہا۔ کرنل کا بھیس بدلنے والے رُوسی نے رومانوف کے اشارے پر ڈوری کھول دی۔ ایڈم بے ہوشی میں لُڑھک کر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ سٹاوینسکی کے اشارے پر ایڈم کا مُنہ کھول کر پانی کی بوتل بھی لگا دی گئی۔

سٹاوینسکی اور رومانوف کمرے سے نکل گئے۔

آہستہ آہستہ ایڈم کو ہوش آیا۔ اُس نے دیکھا۔ وہ ڈوری کی قید سے آزاد ہے اور کمرے میں سوائے جعلی کرنل کے اور کوئی بھی نہیں۔ اُس نے آہستہ آہستہ لمبے لمبے سانس کھینچنے شروع کیے۔ پھر وہ اچانک اپنی پُوری قوّت صرف کر کے اُٹھا اور کُرسی اُٹھا کر کرنل کے سر پر دے ماری۔ کرنل پر اچانک وار ہُوا تھا اور وار کاری تھا۔ وہ زمین پہ گرا تو جنونیوں کی طرح ایڈم نے اُس کا گلا دبوچ لیا اور پھر اُس کا گلا دباتا ہی چلا گیا۔ کرنل مر چُکا تھا یا بے ہوش تھا ___ ایڈم نے ہمّت کر کے اُس کی پانی کی بوتل اُٹھائی اور غٹا غٹ پی گیا۔ چند قدم چل کر وہ اپنے کپڑوں تک پہنچا۔ جس حد تک ممکن ہو سکتا تھا اُس نے پتلون اور قمیص پہنی۔ جب وہ بلیزر پہننے لگا تو دیکھا کہ اس کی تہیں اور سیونیں اُدھڑی ہُوئی ہیں۔ اُس نے اُسے پھینکا جُوتے پہنے اور پھر کرنل کا ٹویڈ کوٹ اُتار کر پہن لیا۔

وہ جانتا تھا کہ عقوبت خانے کا یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے لیکن اُسے وہاں سے جلد نکل جانا چاہیے۔

دروازہ کھول کر وہ سنبھل سنبھل کر، لمبے لمبے سانس خاموشی سے کھینچ کر، اپنی طاقت بحال کرتے ہُوئے ایک ایک قدم آگے بڑھنے لگا۔

راہداری خاصی بڑی تھی۔ اُسے پُوری قوّت صرف کر کے اپنے اندرونی چوٹوں سے چُور چُور اور دُکھتے ہُوئے جسم کو گھسیٹنا پڑ رہا تھا۔ وہ باہر نکل آیا ___ اُس نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ رُوسی سفارت خانے کی عمارت میں ہے۔ وہ سفارت خانے کے عقبی حصّے میں تھا۔ بیس گز کے فاصلے پر کوئی کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔ سگریٹ کا دُھواں چاندنی رات میں صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ہمّت کر کے وہ آہستہ آہستہ اُس شخص کے قریب پہنچا اور پھر اُس کی گردن پر پُوری قوّت سے کراٹے کا ایک ہاتھ مارا۔ وہ شخص نیچے ڈھیر ہو گیا۔

سامنے دیوار تھی... وہ ایک ایک قدم اُٹھاتا اُس دیوار تک بڑھا۔ چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ وہاں کوئی محافظ نہ تھا جو پہریدار متعیّن تھا اُسے اُس نے ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا تھا... وہ دیوار کے قریب پہنچا اور پھر آہستہ آہستہ دیوار پر چڑھنے لگا۔ دیوار کے اُوپر پہنچتے ہی اُس نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ زمین پر گرتے ہی اُسے پہلا خیال یہ آیا کہ وہ بُوڑھا ہو چکا ہے، اُس کی طاقت ختم ہو گئی ہے، لیکن وہ زمین سے فوراً اُٹھا اور تیز تیز چلنے لگا۔ چند گز چلنے کے بعد اُس نے اپنی رفتار سُست کر لی کیونکہ وہ زیادہ تیز چلنے کے قابل نہ رہا تھا۔

دس منٹ کے بعد وہ ایک تاریک بازار میں تھا۔ ایک سایہ سا اُس کی طرف لپکا۔

"تم انگریز ہو ___؟" ایک نسوانی آواز آئی۔

"ہاں!" اُس نے بے اختیار کہہ دیا۔

"تمہیں رہائش کی ضرورت ہے؟ میرے پاس اپارٹمنٹ ہے۔ تم ایک مہمان کی حیثیّت سے میرے ہاں ٹھہر سکتے ہو۔ دو سو فرانک دینے ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے۔" ایڈم نے غنیمت جانتے ہُوئے جواب دیا۔

وہ تاریکی سے نیم روشنی میں آ گئی اور بولی:

"تم میرا سہارا لے لو کوئی سپاہی ملے گا تو مَیں بتا دوں گی کہ اپنے بوڑھے فرینڈ کو لیے جا رہی ہُوں۔ یہاں چُھپ کر یہ کاروبار کرنا پڑتا ہے۔"

وہ سہارا لیے اُس کے ساتھ چلتا رہا۔ وہ اُسے اپنے اپارٹمنٹ میں لے گئی۔

ایڈم ایک صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔ تھکن سے اُس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

"مجھے دو سو فرانک دے دو۔" وہ بولی۔

"میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔"

"کیا کہا؟" جینی کا چہرہ غُصّے سے سُرخ ہو گیا۔ پھر وہ آگے بڑھی۔ اُس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا، ایک بٹوہ نکالا اور بولی: "جھوٹے... دیکھو تو اس میں پیسے موجود ہیں۔"

ایڈم نے بٹوہ لے لیا۔ اُسے یاد آیا کہ وہ نقلی کرنل کا کوٹ پہن کر آیا تھا۔ یہ بٹوہ بھی اُس کا ہے۔ بٹوے میں فرانک اور انگریزی پونڈ کی شکل میں اچھّی خاصی رقم تھی۔ اُس نے دو سو فرانک کے نوٹ نکال کر جینی کو دے دیے۔ نوٹ لے کر وہ اس کمرے سے چلی گئی۔

ایڈم نے اپنی بند ہوتی ہُوئی آنکھیں کھول کر بٹوے کی اشیا کا جائزہ لیا۔ اس جعلی کرنل کا اصلی نام اُسے معلوم ہو گیا۔ البرٹ ٹومکن... اُس کے نام کا ڈرائیونگ لائسنس اور کریڈٹ کارڈز اس بٹوے میں تھے۔

ایڈم نے ایک ہلکا سا سانس لیا اور اُس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔



صُبح ایڈم کی آنکھ کُھلی تو کمرہ خالی تھا۔ وہ اُٹھا۔ سب سے پہلے اُس نے اپنے اُس کوٹ کی اندرونی جیب سے بٹوہ نکالا جو اُس نے 'کرنل' کے جسم سے اُتارا تھا۔ بٹوہ موجود تھا اور ہر چیز بھی... وہ اندر داخل ہُوئی۔

"مَیں بہت تھکا ہُوا تھا۔"

"ناشتہ تیّار ہے۔"

وہ اُٹھا، غُسل خانے میں جا کر خُوب نہایا۔ شیو کا سامان بھی موجود تھا۔ باہر نکلا تو تازہ دم تھا اور ناشتہ میز پر رکھّا تھا۔

"مَیں بہت بیمار اور تھکا ہُوا تھا۔" وہ کہنے لگا۔ اُس کا ذہن تیزی سے کام کرنے لگا تھا۔

"جینی! مَیں تمہیں ایک کام کے لیے مزید دو سو فرانک دے سکتا ہوں۔"

"کام! غیر قانُونی تو نہیں؟" اُس نے پُوچھا۔ "تم مجھے کچھ عجیب سے لگ رہے ہو۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔ بس دو ایک گھنٹے میرے ساتھ رہو اور پھر چُھٹّی . . ."

جینی نے چند لمحے سوچا اور پھر آہستہ سے کہا:

"مجھے منظور ہے اگرچہ تم مجھے بہت عجیب سے آدمی لگ رہے ہو۔" ایڈم مُسکرانے لگا۔

"ایڈم نے پھر مجھ سے رابطہ قائم کیا ہے۔" لارنس نے سر موریس کو اطلاع دی۔

"تمہارا دوست کمال کا آدمی ہے۔ ہماری تو یہ تدبیر ناکام رہی مگر وہ کسی نہ کسی طرح بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔"

"کیا کہتا ہے وہ اب؟"

"وہ اب وقت کو پیچھے لے جانا چاہتا ہے۔"

"کیا مطلب؟" سر موریس نے پُوچھا۔

"شاید وہ جنیوا واپس جا رہا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ سوئس پولیس کو جرمن لڑکی کے اصل قاتل کے متعلق خبر دے گا۔"

"عجیب سی بات ہے۔" سر موریس نے کہا۔ "تم نے معلوم کیا کہ اُس نے پیرس کے کس علاقے سے فون کیا ہے؟"

"جی ہاں۔ نیوشیل کے علاقے سے۔"

"مجھے اُمید ہے تم نے ضروری اقدامات کر لیے ہوں گے۔"

"ہاں جناب!" لارنس نے مختصر سا جواب دیا۔

چالیس منٹوں میں جینی تیار ہو کر جب ایڈم کے سامنے آئی تو اُس نے کہا۔ "اس لباس اور انداز نے تو تمہاری خُوبصورتی کو چار چاند لگا دیے ہیں۔"

"میری تعریف کر رہے ہو یا لباس کی؟" وہ ہنسی۔

چند منٹوں کے بعد وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھے جا رہے تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر ایڈم نے ٹیکسی رُکوائی اور پھر دونوں پیدل چلنے لگے۔ جینی ہدایات کے مطابق عمل کر رہی تھی۔ نصف گھنٹے بعد وہ پیرس کے مشہورِ زمانہ لوورے میوزیم کے اندر داخل ہو چُکے تھے۔

ایڈم، جینی کے ساتھ جس کمرے میں گیا، لوگوں نے ایک بار تو نوادرات اور تصاویر سے نظریں ہٹا کر جینی کو ضرور دیکھا، ایسا ہی تاثّر ایڈم پیدا کرنا چاہتا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں پلاسٹک کا ایک بیگ تھا جو ایک خاص مقصد کے لیے اُس نے راستے سے خریدا تھا۔

لوورے کے کئی کمروں سے ہوتے ہوئے وہ اُس کمرے میں داخل ہوئے جو رُوسی تصاویر اور CONS کے لیے مخصوص تھا۔ کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ایڈم نے ایک بار پھر جینی کو چند لفظوں میں یاد کرا دیا کہ اُسے کیا کرنا ہے۔

ایڈم نے اُس شوکیس کی طرف دیکھا جہاں وہ کل اپنی نادر تصویر چھوڑ گیا تھا۔ 'سینٹ جارج اور مگرمچھ' والی تصویر وہاں موجود تھی۔ ایڈم نے اشارہ کیا۔ کمرے کے نگران پہریدار کی طرف دیکھ کر جینی مُسکرائی اور پھر اُس کی طرف بڑھی۔ اُنھی لمحات میں ایڈم اُس شوکیس کی طرف بڑھنے لگا۔ ایک دوسرا پہریدار بھی کمرے میں موجود تھا۔ وہ ایڈم سے چند گز کے فاصلے پر کھڑا تھا۔

جینی کمرے کے درمیان کھڑے پہریدار کے پاس جا کر مُسکرائی۔ وہ بھی مُسکرایا اور بولا "آپ بہت خُوبصورت ہیں، مادام!"

وہ ہنسی اور بولی "تم بھی اچھے لگ رہے ہو۔"

پہریدار نے ہمّت پا کر کہا "میری ڈیوٹی دو بجے ختم ہو گی۔ کیا آج رات کا کھانا . . ."

کمرے میں کئی لوگ نوادرات دیکھ رہے تھے۔ اُنھوں نے بھی جینی کو بہت دلچسپی سے دیکھا تھا۔ اُن میں بعض اس

وقت بھی جینی پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔

"کھانا کھلاؤ گے مجھے؟" جینی اُونچی آواز میں بولی۔ "تمہاری یہ جرأت . . ."

پہریدار گھبرا گیا۔ دوسرے ہی لمحے جینی نے پہریدار کے ایک تھپڑ لگا دیا اور زور زور سے بولنے لگی۔ سب لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول ہو گئی۔

یہی وہ لمحہ تھا جب ایڈم نے شوکیس سے اپنی تصویر نکال کر پلاسٹک کے تھیلے میں ڈال لی۔

دوسرے پہریدار کو جو اپنے ساتھی پہریدار کی طرف بڑھ رہا تھا، شک سا ہُوا کہ اس شخص نے کوئی چیز اُٹھائی ہے۔ اُس نے ایڈم کو نگاہ میں رکھّا اور اپنے ساتھی کی طرف بڑھا۔

وہ پہریدار جسے جینی نے تھپڑ مارا تھا، معافی مانگ رہا تھا۔ ایڈم نے جینی کا بازُو پکڑتے ہوئے کہا "چلو چھوڑو، اس نے معافی مانگ لی ہے۔ اب ہمیں چلنا چاہیے۔"

چند منٹوں میں سارا معاملہ رفع دفع ہو گیا۔

جب وہ لوورے کے بیرونی دروازے تک پہنچے تو وہاں سکیورٹی کے آدمی کھڑے تھے۔

"آپ ہمارے ساتھ چلیں۔" وہ جینی اور ایڈم کو ایک کمرے میں لے گئے۔ سکیورٹی کے ایک آدمی نے ایڈم کے ہاتھ سے وہ تھیلا پکڑ لیا۔ 'سینٹ جارج اور مگرمچھ' کی نادر تصویر تھیلے سے نکل آئی۔

"یہ تصویر . . . آپ نے چُرائی ہے!"

ایڈم ہنسنے لگا۔ جینی تھوڑی سی گھبرا رہی تھی لیکن ایڈم کی ہنسی نے اُس کی گھبراہٹ دُور کر دی۔

"یہ تصویر مَیں نے آج ہی پُرانی مارکیٹ سے خریدی ہے۔"

"ہمیں اس کی تحقیق کرنی ہو گی۔" ایک افسر بولا۔ "مَیں ابھی لوورے کے ماہر موسیلو رینے کو بُلواتا ہُوں۔"

موسیلو رینے ایک بُوڑھا آدمی تھا۔ اُسے رُوسی تصاویر اور CONS کا ماہر تسلیم کیا جاتا تھا۔ اُس نے تصویر کو دیکھتے ہی کہا:

علی بن الحسن بن شفیق کا بیان ہے:
"سردیوں کی ایک رات عبداللہؒ بن مبارک (غالباً عشا کی نماز پڑھ کر) مسجد سے نکل رہے تھے کہ دروازے پر مجھ سے ملاقات ہو گئی اور ایک حدیث پر گفتگو ہونے لگی۔ اس گفتگو نے اتنا طول کھینچا کہ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا اور مؤذّن نے اذان دینی شروع کر دی۔"
(تذکرۃ الحفّاظ۔ جلد ۱)

"شاندار، بےمثل، نادر . . . واہ"

"موسیلو! ہمارا وقت قیمتی ہے۔" ایڈم بولا "یہ تصویر میری ملکیّت ہے، لوورے کی نہیں۔"

"آپ ٹھیک ہی کہتے ہیں" موسیلو رینے نے کہا۔ "مَیں لوورے میں موجود ہر شاہکار کو اپنے ذہن میں محفوظ کر چکا ہُوں۔ یہ تصویر کبھی لوورے میں آئی نہ اُس کی ملکیّت ہے۔"

"تو پھر اجازت . . ." ایڈم نے کہا۔ "شکریہ!"

"موسیلو! مَیں نہیں جانتا آپ نے یہ تصویر کہاں سے خریدی اور کتنے میں۔" موسیلو رینے کہہ رہا تھا۔ "تاہم مَیں سمجھتا ہُوں کہ اس کی جگہ لوورے ہے۔ کیا آپ اسے فروخت کرنا پسند کریں گے؟"

سکیورٹی والوں کو اب اس گفتگو میں کوئی دلچسپی نہ رہی تھی۔ وہ کمرے سے نکل گئے۔

"جب کبھی ایسا ارادہ ہُوا آپ سے رابطہ قائم کروں گا۔" ایڈم نے کہا۔

یہ کہہ کر اُس نے جینی کو اشارہ کیا اور وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔ موسیلو رینے بہت دیر تک وہاں کھڑا سوچتا رہا۔

"تم کمال کے آدمی ہو۔" جینی نے کہا "تصویر تمہاری اپنی تھی تو تم نے اسے لوورے میں کیوں رکھّا تھا؟"

"یہ بات بتانے کی نہیں۔ جینی تم نے میری بڑی مدد کی۔"

رومانوف فون سُن رہا تھا۔

"ہُوں۔" وہ بولا۔"تم ہی نے مجھے اطلاع دی تھی کہ ایڈم نے لارنس سے کہا تھا کہ اگر اس بار بھی وہ اُسے تحفّظ نہ دے سکے تو پھر وہ کبھی لارنس کو فون نہیں کرے گا۔ اس کے باوجود اُس نے لارنس کو پھر فون کیا ہے۔۔۔ تو کیا بتایا اب اُس نے۔۔۔"

"وہ جنیوا جارہا ہے واپس۔۔۔" فون پر دوسرے سرے سے مُخبر نے اطلاع دی۔"وہ سوئس پولیس کو جرمن لڑکی کے قاتل کے بارے میں معلومات فراہم کرنا چاہتا ہے۔"

رومانوف ہنسا اور پھر بولا۔" لڑکی مرچکی، سوئس پولیس اُسے دیکھتے ہی گرفتار کرلے گی۔ کیسی باتیں کرتے ہو تم۔ وہ جنیوا نہیں بلکہ لندن جارہا ہے۔ اُس نے جان بُوجھ کر لارنس کو غلط اطلاع دی ہے۔"

جعلی کرنل پولارڈ کا اصلی ڈرائیونگ لائسنس البرٹ ٹومکن کے نام سے ایڈم کے پاس موجود تھا۔ اُس نے کار کرائے پر لی، اُس میں سوار ہُوا اور چل نکلا۔ وہ ملازم جس نے کار کی چابی ایڈم کو دی تھی، چند منٹ کھڑا سوچتا رہا۔ ایک شخص نے اُسے دس فرانک دے کر صُبح کے وقت کہا تھا کہ اگر کوئی انگریز کرائے پر کار لینے آئے اور اس کی اطّلاع وہ اس فون پر دے گا تو اُسے سو فرانک انعام میں دیے جائیں گے۔ سو فرانک کے لالچ میں وہ ملازم فون کرنے چل دیا۔

کریملن، ماسکو۔ ۱۹۶۶ء

رُوس کا حکمران لیونڈ برزنیف کمیٹی رُوم میں داخل ہُوا۔ رُوسی ڈیفنس کونسل کے چار ارکان نے اُٹھ کر اُس کا استقبال کیا۔ سب کے چہرے دُرشت، سنجیدہ اور فکرمند دکھائی دے رہے تھے۔ برزنیف نے اپنی نشست سنبھال کر اُنھیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اُس کے دائیں ہاتھ وزیرِ دفاع مارشل مالینووسکی، اُس کے ساتھ وزیرِ خارجہ گرومیکو اور بائیں ہاتھ چیف آف جنرل سٹاف مارشل زخاروف اور اُس کے ساتھ کے جی بی کے چیئرمین زالبورسکی بیٹھے تھے۔ برزنیف کے چہرے پر دُرشتی اور تکبّر کے آثار صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اُس نے کے جی بی کے چیئرمین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "اپنی رپورٹ پیش کریں۔"

زالبورسکی نے اپنے سامنے رکھّی فائل کھولی، حالانکہ اُسے سب کچھ زبانی یاد تھا۔

"انگریز ایڈم سکاٹ کو پیرس میں ہمارے آدمی اپنی تحویل میں لے کر سفارت خانے پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔ ہمارے ماہر پروفیسر سٹاونیکی نے اُس پر تشدّد کے کئی حربے آزمائے مگر ایڈم سکاٹ نے زبان نہ کھولی، تین گھنٹے اُس پر تشدّد ہُوا لیکن اُس نے کچھ نہ بتایا۔ اس کے بعد وہ کسی طرح وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔

"کے جی بی کی کارکردگی بہت ناقص ہے۔" برزنیف نے غصّے سے کہا۔"چیئرمین زالبورسکی! تم اس تصویر کی اہمیت سے واقف ہوتے ہوئے بھی فاش غلطیاں کرتے چلے گئے۔"

"مَیں ایک سوال پُوچھنا چاہتا ہُوں۔" یہ کہتے ہوئے گرومیکو نے جنرل سیکرٹری برزنیف کی طرف دیکھا۔ اُس نے سر ہلا کر اجازت دے دی تو وہ کے جی بی کے چیئرمین زالبورسکی سے مخاطب ہُوا:

"مَیں پُوچھنا چاہتا ہُوں کہ میجر رومانوف کو یہ نازک اور اہم ترین ذمّے داری دوبارہ کیوں سونپی گئی، جب کہ اُس کے بارے میں شُبہ کیا جارہا تھا کہ اُس نے ریسرچر آنا پیٹروفا کو قتل کر دیا ہے۔"

"جناب! یہ ہماری مجبوری تھی۔ صرف سات دن باقی رہ گئے تھے اور رومانوف کی جگہ کسی دوسرے کو یہ ذمّے داری سونپنا مزید وقت ضائع کرنے کے مترادف ہوتا۔ رومانوف بہت کچھ کر چُکا تھا اور صحیح راستے پر جارہا تھا۔ مَیں دیانتداری سے یہ بتانا چاہتا ہُوں کہ اتنے مُختصر سے وقت میں رومانوف کی جگہ کوئی دوسرا انھیں لے سکتا تھا۔"

اُسی لمحے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ سب نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ وزیرِ دفاع کے چہرے پر غصّہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اُس نے بطورِ خاص حُکم دیا تھا کہ میٹنگ کے دوران میں کوئی شخص اندر نہ آئے۔

"آجاؤ!" برزنیف نے چیخ کر کہا۔

بڑا دروازہ چند انچ کھُلا۔ ایک سیکرٹری کاغذ ہاتھ میں لیے سہما ہُوا اندر داخل ہُوا۔ اُس کا وہ ہاتھ کانپ رہا تھا جس میں وہ کاغذ پکڑا ہُوا تھا۔ سیکرٹری نے وہ ٹیلیکس میز پر رکھّا، کانپتا ہُوا تقریباً دوڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

برزنیف نے اپنی عینک لگائی اور پھر ٹیلیکس پڑھنے لگا۔ ہر شخص کی نگاہیں برزنیف کے چہرے پر جمی تھیں۔

"اطّلاع ملی ہے۔" برزنیف بولا۔"اور کتنی عجیب بات ہے کہ پہلے تو اُس انگریز نے وہ نادر تصویر لوورے میں چُھپا دی اور آج صُبح وہ اُسے وہاں سے بھی نکال کر لے گیا ہے۔"

کمرے میں موجود ہر شخص سوچنے لگا۔ برزنیف نے اپنا ہاتھ اُوپر اٹھایا تو وہ اسکول کے طالب علموں کی طرح یکدم خاموش ہوگئے۔

"اب بھی مجھے یقین ہے کہ ہم اس انگریز تک پہنچ سکتے ہیں زالبورسکی!"

"سیکرٹری جنرل! ایسا ہی ہوگا۔" زالبورسکی نے جواب دیا۔

برزنیف نے اپنے وزیرِ خارجہ گرومیکو کی طرف دیکھا۔

"مغربی مُلکوں میں رُوسی سفیروں کی بریفنگ کردی جائے۔ واشنگٹن میں رُوسی سفیر ڈوبر ینن کو اطّلاع دو کہ وہ امریکی وزیرِ خارجہ کے ساتھ سرکاری نوعیت کی ملاقات کے لیے پیر کی رات کا وقت لے۔ اقوامِ متّحدہ میں رُوسی نمائندے کو بھی مطّلع کردو کہ وہ اقوامِ متّحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر یوتھان سے پیر کی رات ملاقات کے لیے وقت حاصل کرے۔"

وزیرِ دفاع اور چیف آف جنرل سٹاف کو بھی اُس نے کچھ ہدایات دے کر رُخصت کر دیا۔ اب کمرے میں برزنیف اور کے جی بی کے چیئرمین زالبورسکی کے سوا کوئی نہ تھا۔

برزنیف اپنی نشست سے اُٹھا تو زالبورسکی بھی اُٹھ کھڑا ہُوا۔

"اب اس نادر اور تاریخ کا رُخ موڑ دینے والی تصویر کا حصُول تمہاری ذمّے داری ہے۔" برزنیف نے کہا۔

زالبورسکی سر جھُکائے کھڑا اپنے جسم میں لرزش محسوس کر رہا تھا۔" اس بار ناکامی کا مطلب جانتے ہو۔۔۔۔۔۔ تمہاری موت۔۔۔۔۔" برزنیف تیزی سے باہر نکل گیا۔

ایڈم سکاٹ کرائے کی کار میں پیرس کی حدود سے باہر نکل چُکا تھا۔

رومانوف جھُنجھلایا ہُوا دکھائی دے رہا تھا۔ دروازہ کھُلا۔ فرانس میں رُوسی سفیر کی سیکرٹری اندر داخل ہوئی۔

"ایڈم سکاٹ کا سراغ مل گیا ہے۔"

رومانوف اُچھل کر کرسی سے اُٹھ کھڑا ہُوا۔

ایڈم کار سے اُترا اور ایک ٹیلی فون بوتھ کے اندر گھُس گیا۔ ایک آدمی بوتھ کے باہر کھڑا تھا۔ بوتھ کا دروازہ نیم وا تھا۔ ایڈم نے آنکھیں بند کیں جیسے وہ دُعا مانگ رہا ہو۔ پھر نمبر ملایا۔ اُس کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب اُسے دوسری طرف سے روبن کی آواز سنائی دی۔

"تم ـــــ کہاں ہو۔" روبن نے پُوچھا۔

"پیرس سے باہر نکل چُکا ہُوں، واپس لندن جانا چاہتا ہُوں۔"

"ابھی تمہارا تعاقب ہو رہا ہے؟" روبن نے پُوچھا۔

"ہاں۔۔۔۔ مَیں ابھی تک زندہ ہُوں، حالانکہ جو کچھ مجھ پر بیتی، اُس کے نتیجے میں کوئی اور ہوتا تو کب کا مر چُکا ہوتا۔"

"ایسا نہ کہو۔ اب کیا پروگرام ہے؟"

"روبن تم لوگ اپنے پروگرام کے مطابق ہی واپس جا رہے ہو نا....."

"ہاں۔ ہم ساڑھے چھ بجے ڈنکرک سے کشتی میں سوار ہوں گے۔ کیا تم ہمارے ساتھ جانا چاہتے ہو؟"

"نہیں، مَیں ایک دوسرے راستے سے جانا چاہتا ہُوں۔ روبن، مَیں لندن پہنچ کر تمہارے گھر آجاؤں؟"

"ضرور..... بالکل"۔ روبن نے جواب دیا۔

باہر کھڑے کے جی بی کے ایجنٹ نے بہت سی باتیں سُن لی تھیں۔ وہ مُسکرا رہا تھا۔

وہ کار میں بیٹھا اور پھر چل نکلا۔ کار بولون کی طرف جا رہی تھی جہاں سے وہ کشتی پر سوار ہو کر انگلستان پہنچنا چاہتا تھا۔ اُس کی اطّلاع کے مطابق بولون سے کشتی ساڑھے تین بجے روانہ ہونی تھی۔ دوپہر کے کھانے کے لیے وہ راستے میں ایک سرائے کے سامنے رُکا۔ کھانے کے بعد کافی پیتے ہوئے اُس نے ایک بار پھر 'نقلی کرنل' البرٹ ٹومکن کے کاغذات کا جائزہ لیا۔ اُن سے وہ وقت آنے پر خاص کام لینا چاہتا تھا۔

رومانوف کے چہرے پر سفّاکانہ مُسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"ہمارا مُخبر مجھے احمق سمجھتا ہے۔ اُس نے غلط اطّلاع کیوں بھیجی کہ ایڈم جنیوا جا رہا ہے، جب کہ ہمیں معلوم ہو چُکا ہے کہ وہ انگلستان پہنچنے کے لیے پُوری کوشش کر رہا ہے"۔ وہ اپنے ایک نائب سے گفتگو کر رہا تھا۔

"میرے خیال میں ایڈم سکاٹ بولون یا ڈیپ سے کشتی لے گا۔ ہمیں ہر جگہ نظر رکھنی ہو گی۔ تم جانتے ہو کہ ایڈم سکاٹ ہر بار دھوکا دینے یا بچ نکلنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ رائل آرکسٹرا کی سازندہ خاتون —— کیا نام —— ہاں روبن کے ساتھ تو وہ سفر نہیں کرے گا۔ یہ ہمیں معلوم ہو چُکا ہے۔ لیکن....." رومانوف رُک کر کچھ سوچنے لگا اور پھر بولا "ایک بار پھر وہ ہماری گرفت میں آنے والا ہے۔ ہاں، ایک ہیلی کاپٹر کا انتظام کیا جائے فوراً"۔

کار کی نشاندہی ہو چکی تھی اور ہیلی کاپٹر فضا میں اُڑ چُکا تھا۔ بہت دُور سے آتی ہوئی ہیلی کاپٹر کی آواز نے ایڈم کو چونکا دیا۔ اُس نے کار کو ایک ایسے راستے پر ڈالا جو سڑک سے ہٹ کر واقع تھا۔ احتیاط کا تقاضا یہی تھا کہ وہ کسی قسم کا خطرہ مول نہ لے۔ اُس کی چھٹی حِس اُسے خطرے سے آگاہ کر رہی تھی۔ اُس نے دیکھا ایک ہپی نما جوڑا اُس راستے سے چلا آ رہا ہے۔ اُس نے جلدی سے کار روکی اور باہر نکل کر دوڑنا شروع کر دیا۔ اُس نے اپنی سنگدلی کا احساس تو کیا لیکن وہ اپنے شُبہات کی تصدیق چاہتا تھا۔ گھنی جھاڑیوں کے پیچھے رُک کر اُس نے دیکھا کہ وہ ہپی جوڑا کار کے پاس رُک گیا ہے۔ ہیلی کاپٹر کی آواز قریب آ رہی تھی۔ دو تین منٹ بعد وہ ہپی جوڑا کار میں سوار ہو گیا۔ کار سٹارٹ ہوئی اور واپس پیرس جانے والی سڑک کی طرف بھاگنے لگی۔ دم سادھے ایڈم سکاٹ جھاڑیوں سے دیکھتا رہا۔ ہیلی کاپٹر قریب آ رہا تھا۔ پھر وہ اُس کار پر منڈلانے لگا۔ اُس کے شبہات حقیقت ثابت ہوئے تھے۔ ہیلی کاپٹر سے گولیاں برسنے لگیں۔ کار نشانہ بنی اور پھر چکّر لگا کر رُک گئی۔ کار کے پچھلے حصّے کو آگ لگ چکی تھی۔ ہیلی کاپٹر نیچے اُتر رہا تھا۔

ہپی جوڑا زخمی اور بے ہوش تھا۔ اُنہیں کار سے نکالا گیا۔

"وہ جُل دے گیا"۔ رومانوف بولا "کار میں ان آوارہ گردوں کو بٹھا کر جانے کس طرف نکل گیا۔ ہمیں واپس پیرس چلنا چاہیے"۔

ہیلی کاپٹر فضا میں اُڑنے لگا اور دُور ہوتا چلا گیا۔

ایڈم سکاٹ باہر نکلا اور اُس نے بھاگنا شروع کر دیا۔

قسمت مہربان تھی.....

سڑک پر سائیکل کی دوڑ ہو رہی تھی۔ سائیکل سوار برطانوی تھے۔ ساتھ ساتھ ایک وین بھی چل رہی تھی۔ ایڈم نے وین کو رُکنے کا اشارہ کیا۔

"آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ کیا مَیں آپ کے ساتھ جا سکتا ہُوں؟" ایڈم نے بیک وقت دو سوال کر دیے۔

"آؤ —— اندر آ جاؤ..... ہم بولون رُک کر پھر تین بجے آگے نکل جائیں گے"۔ وین بولون کی طرف روانہ ہو گئی۔

"شکریہ! آپ نے مجھے لفٹ دی۔ مجھے بولون ہی جانا تھا"۔ ایڈم نے کہا۔

راستے میں ایڈم سکاٹ اور سائیکل ریس ٹیم کے مینجر بوب کی دوستی ہو گئی۔ وہ سائیکل ریس کے بارے میں بتانے لگا کہ ہم چاندی کا تمغہ تو جیت ہی لیں گے۔ اُنہوں نے اُسے بولون کے قریب اُتار دیا۔ بحری جہاز روانہ ہونے میں بیس منٹ باقی تھے۔ چاروں طرف کا بغور جائزہ لیتے ہوئے ایڈم سکاٹ بُکنگ آفس کی طرف بڑھا۔ کچھ مسافر ٹکٹ لینے کے لیے قطار میں کھڑے تھے۔ وہ بھی قطار میں کھڑا ہو گیا۔ اُس نے ٹکٹ خریدا اور جب وہ بحری جہاز کی طرف بڑھ رہا تھا تو وہ چونکا..... آسمان پر ایک دھبّہ دکھائی دے رہا تھا..... جس کے بارے میں وہ کوئی غلطی کر ہی نہیں سکتا تھا۔ اُس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ جہاز روانہ ہونے میں ابھی بارہ منٹ باقی تھے۔ آسمان پر وہ دھبّہ بڑا اور قریب ہوتا جا رہا تھا۔

وہ پیچھے کی طرف بھاگا اور پھر جلد ہی بندرگاہ کی حدود سے باہر نکل گیا۔ قسمت پھر اُس کا ساتھ دے رہی تھی۔ سائیکل ریس لگانے والے اور اُن کی وین اُسے کھڑی مل گئی۔

"آپ کی اگلی منزل کون سی ہے؟" ایڈم نے مینجر بوب سے پُوچھا۔

حضرت عبداللہؒ بن مبارک زیادہ تر گھر ہی میں بیٹھے احادیث و آثار کا مطالعہ کرتے رہتے۔ ایک بار کسی نے پُوچھا: "آپ کو مکان میں تنہا بیٹھے رہنے سے وحشت نہیں ہوتی؟" فرمایا: "مجھے وحشت کیسے ہو سکتی ہے جبکہ مَیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہُوں"۔ (تاریخ بغدادی جلد ا)

"ڈنکرک، تم تو یہاں سے جہاز پر سوار ہونا چاہتے تھے"۔

"ارادہ بدل گیا ہے"۔ وہ بولا۔ اُس نے آسمان کی طرف دیکھا۔ ہیلی کاپٹر بندرگاہ کے قریب اُتر رہا تھا۔

"ڈرائیونگ آتی ہے؟" مینجر نے پُوچھا۔

"ہاں!"

"مَیں تھک گیا ہُوں۔ تم ڈنکرک تک ڈرائیو کر لو گے؟"

ایڈم نے جواب نہیں دیا۔ وین کا دروازہ کھولا، ڈرائیور کی نشست پر بیٹھا اور وین سٹارٹ کر دی۔

ڈنکرک کی بندرگاہ کے قریب وہ ایک کیفے میں بیٹھا رائل آرکسٹرا کی کوچ کا انتظار کرنے لگا۔ جب وہ کوچ آ کر رُکی اور اُس میں سے روبن نکلی تو ایڈم نے اُس کا استقبال کیا۔

"تم یہاں؟ تم تو کسی دوسرے راستے سے جانے والے تھے؟"

"ساری باتیں اُس وقت ہوں گی جب ہم جہاز پر سوار ہو جائیں گے"۔ ایڈم نے جواب دیا۔

دونوں کو معلوم نہیں تھا کہ ایک رُوسی ایجنٹ جو روبن کی برلن سے نگرانی کرتا ہُوا چلا آ رہا ہے، وہ اُنہیں دیکھ چُکا ہے اور ایک ٹیلی فون بُوتھ میں گھُس کر فون کر رہا ہے۔

"تم نے ڈڈلے ہیوم کا پاسپورٹ کہاں گنوایا تھا؟" وہ پُوچھنے لگی۔

ایڈم نے ذہن پر زور دیتے ہوئے جواب دیا:

" اوہ! — جب فرانسیسی پولیس نے میری تلاشی لی تو باقی سب چیزیں لوٹا دی تھیں وہ پاسپورٹ واپس نہیں کیا تھا۔ مجھے بھی اُس وقت خیال نہیں رہا۔"

" وہ پاسپورٹ ڈڈلے کو واپس مل چُکا ہے۔ وزارتِ خارجہ کی معرفت اُسے ایمسٹرڈم پہنچا دیا گیا تھا اور ہاں مَیں تمہارے رومانوف کو بھی دیکھ چکی ہُوں۔" اور روبن اُسے بتانے لگی کہ کس طرح اُس نے رائل آرکسٹرا کی کوچ روکی تھی اور کیسا زبردست مکالمہ ہُوا تھا۔

" ویسے مَیں اُسے پھر ملنا چاہتی ہُوں۔"

" وہ کیوں؟" ایڈم نے پُوچھا۔

" میرا دل اُسے قتل کرنے کو چاہتا ہے۔"

رومانوف اور البرٹ ٹومکن (نقلی کرنل پولارڈ) اُس وقت ڈوور (انگلستان) کی بندرگاہ پہنچے جب جہاز آنے میں چند منٹ باقی تھے۔ رومانوف نے اپنے لیے ایک ایسی جگہ تلاش کر لی تھی جہاں سے وہ ہر اُترنے والے مسافر کو بغور دیکھ سکتا تھا۔ کسٹم ہال اُس کی نگاہوں کی زد میں تھا۔ وہ خود تو سب کو دیکھ سکتا تھا، لیکن کافی مشین کے پیچھے کھڑے ہونے کی وجہ سے اُس پر بہت کم لوگوں کی نگاہ پڑ سکتی تھی۔ اُس نے البرٹ ٹومکن کو آخری ہدایت دی:

"اُس کا کچھ پتہ نہیں۔ کیا چال چلے۔ تم اُس دروازے کی نگرانی کرو، جہاں سے کاریں آتی جاتی ہیں جُونہی کوئی غیر معمولی بات دیکھو فوراً مجھے اطلاع دو۔"

روبن مُسکراتی ہوئی ایڈم کے پاس آئی۔ جہاز کنارے لگنے والا تھا۔

وہ جہاز کے کیبن میں اس طرح لیٹا ہُوا تھا کہ اُس کے جسم کا بہت سا حصہ پٹّیوں میں چُھپا ہُوا تھا۔ ایڈم کی ہدایت پر روبن نے جہاز کے کپتان کو اطلاع دی کہ اُس کا بھائی شدید زخمی ہے۔ وہ ڈیک پر اس طرح گرا کہ شدید چوٹ آئی ہے، اس لیے ایسا انتظام کر دیا جائے کہ جُونہی جہاز ڈوور پہنچے ایمبولنس موجود ہو اور وہ اُسے سیدھا اسپتال پہنچا دے۔ جہاز کے کپتان نے اس کا انتظام کر دیا تھا اور اُس کی اطلاع روبن کو دے دی تھی۔

ایڈم سکاٹ کو بڑی احتیاط سے جہاز کے دو سٹیوارڈز نے اُٹھایا اور اسٹریچر پر ڈال کر ڈیک پر لے آئے۔ کسٹم اور امیگریشن کے افسران نے آگے بڑھ کر روبن سے پاسپورٹ وغیرہ لے کر چیک کر لیے تاکہ مریض کو کسٹم ہال میں نہ روکا جا سکے۔ اُنھوں نے کاغذات کا معاینہ کر کے اُنہیں جلد فارغ کر دیا۔ اس کے بعد اسٹریچر اُٹھایا گیا اور اُسے ڈیک پر کھڑی ایمبولنس کے اندر رکھ دیا گیا۔ ایمبولنس ایمرجنسی گیٹ سے ہوتی ہوئی باہر نکل گئی، جسے رومانوف دیکھ سکتا تھا نہ البرٹ ٹومکن۔

روبن نے سنگین مذاق کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اُس نے اپنے ایک ساتھی سازندے سے کہا کہ جب وہ باہر نکلے تو دو بڑے باجے اُٹھا لے اور ایک ہاتھ میں ڈرم۔ باجے کندھے پر اس طرح رکھے کہ کوئی اُس کی شکل نہ دیکھ سکے۔

رائل آرکسٹرا کی کوچ باہر کھڑی ہو چُکی تھی۔

رومانوف نے دُور کھڑے البرٹ ٹومکن کو اشارہ کیا۔

وہ اُس کے پاس آیا تو پُوچھا:

" کار کا انتظام ہو چُکا ہے کیا؟"

"کار موجود ہے۔" ٹومکن نے جواب دیا۔

رائل آرکسٹرا کے ارکان کسٹم ہال سے باہر نکل کر کوچ میں سوار ہونے لگے۔ ان میں روبن بھی تھی اور اُس کے ساتھ ساتھ اُس کا وہ ساتھی جو دو بڑے باجوں اور ڈرم سے اپنا چہرہ چُھپا رہا تھا۔ رومانوف مُسکرایا اور دل میں کہا: "ایڈم تم ایک

ہی چال سے مجھے دوبارہ شکست نہیں دے سکتے۔"

جب سب لوگ رائل آرکسٹرا کی کوچ میں سوار ہو گئے اور کوچ لندن کی طرف روانہ ہوئی تو رومانوف اور البرٹ ٹومکن کار میں سوار ہوئے، کار چل دی۔ رومانوف نے کہا:

" یہ کوچ ایک لحظے کے لیے بھی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے۔"

ایمبولنس سیدھی اسپتال پہنچی۔ وہاں ایک ڈاکٹر نے ایڈم کا معاینہ کیا اور کہا: "معمولی زخم ہیں۔"

یہ وہ زخم تھے جو تشدّد کے وقت ایڈم کے جسم پر لگے تھے اور بہت حد تک اُن کا اندمال ہو چُکا تھا۔

"تم چاہو تو گھر جا سکتے ہو۔" ڈاکٹر نے زخموں پر دوائی لگانے کے بعد کہا۔

" ہاں میری بیوی میرا انتظار کر رہی ہو گی۔" ایڈم نے بہانہ بنایا — اسپتال سے نکل کر وہ زیرِ زمین ریلوے اسٹیشن پہنچا۔ لندن کا ٹکٹ خریدا۔ وہ دل میں دُعا کر رہا تھا کہ روبن خیریّت سے گھر پہنچ جائے۔

رائل آرکسٹرا کے ہیڈ کوارٹر کے سامنے کوچ رُکی تو روبن کے اعصاب تن گئے۔ وہ بہت دیر سے کوچ میں بیٹھی یہ دیکھتی آ رہی تھی کہ ایک گہرے سبز رنگ کی فورڈ کار مسلسل کوچ کا تعاقب کر رہی ہے۔ کوچ سے اُترنے کے بعد روبن نے آس پاس نگاہ ڈالی۔ کوچ سے چالیس پچاس گز کے فاصلے پر وہ سبز رنگ کی فورڈ رُک گئی تھی۔ اُسے ایڈم کی ہدایت یاد آئی کہ وہ کوچ سے اُتر کر سیدھی ہیڈ کوارٹر کے اندر چلی جائے۔ اس کے باوجود اُس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ رومانوف کو فوراً پہچان گئی۔ جب آخری سازندہ بھی کوچ سے نکل گیا تو رومانوف نے ٹومکن کو اشارہ کیا۔ کوچ میں کوئی بھی نہیں تھا۔ رومانوف کی جُھنجھلاہٹ اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔ ایڈم پھر اُنہیں غچّہ دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ دونوں کار میں بیٹھے اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ روبن دفتر کے اندر کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ جب وہ کار تاریکی میں گُم ہو گئی تو اُس نے اطمینان کا سانس لیا۔

رومانوف نے کار روکنے کا حُکم دیا۔ ٹیلی فون بوتھ سامنے تھا۔ وہ بھاگتا ہُوا اندر گیا اور ٹیلی فون ڈائرکٹری کھول کر روبن بریسفیلڈ کا ٹیلی فون نمبر دیکھا، جس کے ساتھ ہی اُس کا رہائشی نمبر بھی درج تھا۔ اُس نے روبن کا ٹیلی فون نمبر ڈائل کیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی، کسی نے فون نہیں اُٹھایا۔ رومانوف کو حیرت نہیں ہوئی۔ وہ جانتا تھا کہ روبن دیر سے اپنے گھر پہنچے گی۔

" آرگائل کریسنٹ این ڈبلیو ۳ کا علاقہ کہاں ہے؟" رومانوف نے پُوچھا۔

یہی روبن کا پتہ تھا۔

"مَیں نقشہ دیکھتا ہُوں" ٹومکن نے جواب دیا۔

روبن تیس منٹ بعد رائل آرکسٹرا کے ہیڈ کوارٹرز سے باہر نکلی اور ٹیکسی لے کر اس میں سوار ہو گئی۔ وہ اپنے گھر جا رہی تھی۔

رومانوف نے جیب سے ماسٹر کی نکالی۔ اس چابی سے ہر تالہ کُھل سکتا تھا۔ اُس نے روبن کے دروازے کا قفل کھولا۔ ٹومکن اُس کے ہمراہ تھا۔ اندر داخل ہو کر رومانوف نے فلیٹ کا جائزہ لیا۔ وہاں کوئی نہ تھا۔

ایڈم سکاٹ زیرِ زمین ریل گاڑی سے اُترا اور اپنی منزل کی طرف چلنے لگا۔ وہ روبن کی خیریّت کے بارے میں متفکّر تھا۔

رومانوف نے کچھ سوچا اور پھر آہستہ سے کہا: "ٹومکن

تم یہاں مت ٹھہرو۔ جلدی سے دوسرے ٹھکانے پر پہنچو۔ اس بار مات ہوئی تو آخری موقع بھی ہاتھ سے نکل جائے گا۔

ٹومکن جلدی سے نکل گیا۔

ایڈم نے اُوپر نگاہ ڈالی۔ گھر تاریکی میں ڈوبا ہُوا تھا۔ وہ اُس جگہ پہنچا جہاں ایک سُوراخ میں وہ اپنی چابی رکھنے کا عادی تھا۔ اُس کی اُنگلیوں نے جب چابی کو چُھولیا تو اُسے اطمینان ہُوا۔ ہال کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہُوا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ اُوپر پہنچا تو ہال کی بتّیاں گُل کر دیں۔ سونے کے کمرے کا دروازہ دھکّا دے کر کھولا اور جُونہی وہ اندر داخل ہُوا ایک بازُو اُس کی گردن کے گرد حمائل ہو گیا۔ ایڈم نے پُورا زور لگا کر اپنے آپ کو اس بازُو کی گرفت سے نکالا اور پھر وہ اندھیرے میں چھپے دُشمن پر کراٹے کے ہاتھ آزمانے لگا۔ اُس نے کراہنے کی آواز سُنی، کوئی دھپ سے نیچے گرا۔ ایڈم نے روشنی کا بٹن دبایا۔ کمرے میں روشنی پھیل گئی۔ نیچے فرش پر ٹومکن گرا تھا۔ ایڈم نے اُسے گردن سے دبوچ لیا۔

"مجھے ہلاک مت کرنا جناب!" وہ گڑگڑانے لگا۔

"مَیں تمھیں ہلاک کیوں کرنے لگا۔ تم بڑے کام کے آدمی ہو۔" ایڈم نے اس کے ٹینٹوے پر اپنی گرفت قائم رکھتے ہُوئے کہا۔ "بتاؤ اس وقت تمھارا آقا کہاں ہے؟"

"وہ رُوسی سفارت خانے واپس چلا گیا ہے، کیونکہ روبن کا انتظار کرنے کے بعد وہ ....."

"سُنو جعلی کرنل پولارڈ... تم اس وقت برطانیہ میں ہو۔ تمھارا ڈرائیونگ لائسنس میرے پاس ہے۔ مَیں جب چاہوں تمھیں کیفرِ کردار تک پہنچا سکتا ہُوں۔ اپنے انجام سے بچنا چاہتے ہو تو میری بات غور سے سُنو۔"

"سن رہا ہُوں... لیکن میرا ٹینٹوا جناب۔"

ایڈم نے اُس کا ٹینٹوا چھوڑ کر اپنا گھٹنا اُس کے پیٹ پر مضبوطی سے ٹکا دیا اور اُس کا ایک ہاتھ بھی پکڑ لیا۔

"مَیں تمھارا ڈرائیونگ لائسنس، دوسرے کاغذات، بٹوے کے ساتھ تمھیں یہ ضمانت بھی دوں گا کہ اب تک تم جو کچھ کر چکے ہو اُس کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا لیکن اگر تم کل صُبح ساڑھے نو بجے تک میرے حکم کی تعمیل کر کے میرے پاس نہ پہنچے تو پھر تمھارے تمام کاغذات لارنس پمبرٹن کی میز پر ہوں گے جو وزارتِ خارجہ سے تعلق رکھتا ہے اور تم اُس کے بارے میں سب کچھ جانتے ہو۔ تم برطانیہ کے غدّار ہو۔ اس کی کیا سزا ہو سکتی ہے خود سوچ لو۔"

"مسٹر ایڈم! مَیں رُوسیوں کے ہاتھوں بِک گیا تھا لیکن اب غلطی نہیں کروں گا، آپ مجھے بچا لیں۔"

"تم نے رُوسیوں کا ایجنٹ بننا قبول کیا۔ جعلی کرنل بن کر... خیر اگر تم میری ہدایات پر عمل کرو تو مَیں تمھارا راز چُھپائے رکھّوں گا اور تم جانتے ہو کہ برطانیہ میں دوسرے مُلکوں کے لیے جاسوسی کرنے والوں کو اٹھارہ سے چالیس برس تک قید بامشقّت کی سزا دی جاتی ہے۔ دوسری طرف اگر تم نے میری ہدایات پر عمل نہ کیا اور روما نوف تمھیں کسی طرح نکال کر رُوس لے گیا تو وہاں تمھیں جلد ہی ختم کر دیا جائے گا، کیونکہ تم ایک معمولی درجے کے جاسُوس ہو اور رُوسیوں کے نزدیک تمھاری افادیت ختم ہو چکی ہو گی۔"

"مَیں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ مجھ پر بھروسہ کریں۔"

"ہاں، ایک بات اور سُن لو۔ کل رُوس کے لیے کوئی پرواز دوپہر سے پہلے نہیں جا رہی۔ اگر تم نے چالاکی برتی تو ٹھیک دس بجے تمھارے لیے برطانیہ سے نکلنے والا ہر راستہ بند ہو چکا ہو گا۔"

ایڈم نے اُسے گردن سے پکڑ کر فرش سے اُوپر اُٹھایا اور آہستہ آہستہ اُس کے کان میں کچھ کہنے لگا۔ جب وہ بات ختم کر چکا تو قدرے بلند آواز میں کہا:

"یہ آسان کام ہے، لیکن اگر تم ....."

"نہیں نہیں، آپ وعدہ کریں کہ میری دستاویزات مجھے دے دیں گے اور میرا راز، راز ہی رہے گا۔"

"مَیں وعدہ کرتا ہُوں۔" ایڈم نے کہا۔ "اب نکل جاؤ نقلی کرنل... وقت کم ہے۔"

اُس کے جاتے ہی ایڈم بھی اس فلیٹ سے باہر نکل آیا۔ وہ روما نوف کو ختم کرنے کا مکمّل منصوبہ پہلے سے بنا چکا تھا۔

وہ رات اُس نے ہوٹل میں کمرہ لے کر بسر کی تھی۔ رات کو سونے سے پہلے اُس نے ایک نمبر پر فون کیا۔ دوسری طرف سے ایک خاتون بولی۔

"مَیں کیپٹن ایڈم سکاٹ ہُوں۔"

"اوہ! کہیے۔"

"پُوچھنا تھا کہ روبن خیریّت سے آپ کے پاس پہنچ گئی ہے؟"

"ہاں، شکریہ! اب وہ سو رہی ہے۔ وہ لندن اپنے فلیٹ پر نہیں گئی۔ طویل سفر کے بعد سیدھی میرے پاس آ گئی۔ بہت دنوں کے بعد میری بیٹی میرے پاس آئی ہے۔"

"روبن کو میرا سلام دے دیجیے گا۔"

ایڈم کا یہ منصُوبہ بھی کامیاب ہُوا تھا۔ اُس نے روبن کو یہی مشورہ دیا تھا کہ وہ رات اپنی والدہ کے ہاں چلی جائے۔ اگر وہ اپنے فلیٹ میں جاتی تو وہاں روما نوف کو منتظر پاتی اور پھر جانے کیا ہو جاتا... اپنی کامیابی پر ایڈم پہلی بار مُسکرایا۔ اب اُسے یقین تھا کہ روما نوف اُس کے آگے آگے دوڑے گا۔

نو بج کر بتیس منٹ پر ایڈم نے نقلی کرنل البرٹ ٹومکن کو اپنی طرف بھاگتے ہُوئے آتے دیکھا۔ وہ مقرّرہ مقام پر صرف دو منٹ دیر سے پہنچا تھا۔ اُس کا سانس پھولا ہُوا تھا۔

"مَیں نے کام پُورا کر دیا ہے... مسٹر سکاٹ!" اُس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بیگ تھا۔

"آپ جلدی سے میری چیزیں مجھے دے دیں۔ دیر ہو گئی تو سارا بھانڈہ پھُوٹ جائے گا۔"

امریکی انتظامیہ کے ذرائع کے مطابق بلغاریہ، ایران کو بکتر بند گاڑیاں دے رہا ہے۔ اور رومانیہ اور ہنگری اُسے ہلکا اسلحہ دینے کی سوچ رہے ہیں اور ماسکو پہلے ہی ایران عراق جنگ میں فریقین کو ہتھیار دے رہا ہے؛ حالانکہ سلامتی کونسل میں اُس نے قرارداد جنگ بندی کے حق میں ووٹ دیا ہے۔

(نیوز ویک ۱۶ نومبر ۸۷ء)



ایڈم نے وہ بیگ اُس سے لیا۔ اُس کے اندر ایک بھرپُور نگاہ ڈالی اور پھر اپنی جیب سے ایک لفافہ نکال کر ٹومکن کو تھما دیا۔

"اس میں تمھاری ہر چیز موجود ہے۔"

ٹومکن نے لفافہ کھولا اور ایک نگاہ ڈالتے ہُوئے کہا:

"شکریہ! مَیں اپنے وعدے کا دوسرا حصّہ بھی نبھاؤں گا۔ میرا راز....!"

"تم نے میری ہدایات پر عمل کیا، مَیں تمھارا راز اپنے سینے میں محفوظ رکھّوں گا۔"

ٹومکن نے ہاتھ ہلایا اور واپس مُڑ کر تیز تیز چلنے لگا۔ ایڈم نے اپنی گھڑی پر اک نگاہ ڈالی۔ نو بج کر پینتیس منٹ ہُوئے تھے۔

اُس نے ایک ٹیکسی رُکوائی اور اُس میں سوار ہو کر ڈرائیور سے کہا:

"چیپسام پیلس چلو۔ کسی بڑھئی کی دُکان کے سامنے روک دینا۔"

بڑھئی کی دُکان پر ایڈم کو بیس منٹ لگے۔ چند منٹ بڑھئی کو اپنی ضرورت سمجھانے میں، بڑھئی نے اس انوکھے کام پر تعجّب کا اظہار نہیں کیا؛ البتہ اُجرت زیادہ طلب کی۔ جب بڑھئی ایڈم کی ہدایات کے مطابق کام کر کے لے آیا

تو ایڈم نے اطمینان کا اظہار کیا۔ بڑھئی کو اُس کی اُجرت ادا کی اور پھر ایک ٹیکسی رُکوا کر اُس میں سوار ہو گیا۔



سر مورلس 'ڈی فور' تنظیم کی صدارت کر رہا تھا۔ سب بوکھلائے ہوئے تھے۔ ایڈم لندن میں تھا لیکن کہاں تھا کسی کو معلوم نہ تھا۔

"ممکن ہے وہ تم سے رابطہ قائم کرے۔" اُنھوں نے لارنس سے کہا۔

"جناب! میرے خیال میں اب وہ مجھ سے رابطہ قائم نہیں کرے گا۔"

"لیکن کیوں؟"

"اس لیے کہ ایڈم سکاٹ جانتا ہے کہ اس وقت اس کمرے میں جتنے لوگ موجود ہیں، اُن میں سے ایک غدّار ہے جو رُوسیوں کو ہر خبر بڑی مستعدی اور تیزی سے فراہم کر دیتا ہے۔"



ایڈم سکاٹ نے لندن میں سوویت سفارت خانے کا نمبر ملایا:

"مَیں ایڈم سکاٹ ہُوں اور مجھے میجر رومانوف سے ملنا ہے۔"

"سفارت خانے میں میجر رومانوف نام کا کوئی شخص نہیں۔" جواب ملا۔

"دیکھ لیجیے .... ذرا چیک کر لیں۔" ایڈم نے کہا۔

"آپ اپنا نمبر دے دیں۔ چیک کرنے کے بعد مطّلع کر دیا جائے گا۔"

"مَیں .... مَیں انتظار کرتا ہُوں۔ اُسے تلاش کیجیے۔ میرا خیال ہے جب اُسے یہ معلوم ہو گا کہ یہ کس کا فون ہے تو وہ مجھ سے بات کرنے کے لیے بے چین ہو جائے گا۔"

دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ خاموشی .... کے لمحات .... لیکن رابطہ منقطع نہ کیا گیا۔

دوسری طرف سے آواز آئی، جس میں جِھنجھلاہٹ اور گھبراہٹ کا عنصر بہت نمایاں تھا:

"کون ہے؟"

"تم اچھّی طرح جانتے ہو مَیں کون ہُوں۔ مَیں تم سے ایک سودا کرنا چاہتا ہُوں۔" ایڈم نے کہا۔

"سودا؟" اُس کی آواز میں تھرتھراہٹ تھی۔

"مَیں تمھیں وہ تصویر دے دوں گا۔ اس کے بدلے میں مَیں تم سے وہ کاغذات لوں گا جن سے میرے والد کی بےگناہی ثابت ہوتی ہے۔"

"مَیں کیسے اعتبار کر لُوں کہ تم کوئی نئی چال نہیں چل رہے؟"

"تمھیں اعتبار کرنا چاہیے۔" ایڈم نے کہا "تمھیں کوئی نقصان نہیں ہو گا۔"

"اپنا فون نمبر بتاؤ۔" رومانوف نے پُوچھا۔

"۹۱۲۱ - ۳۸ - ۷" ایڈم نے نمبر بتا دیا۔

مَیں تمھیں ابھی فون کرتا ہُوں۔ میرا انتظار کرو۔" رابطہ منقطع ہو گیا۔ ایڈم مُسکرایا۔ لندن کے مشہورِ زمانہ ٹاور برج پہ ٹریفک کا ہجوم تھا۔ پُل کے دونوں اطراف سے سواریاں آ رہی تھیں۔ وہ ٹیلی فون بُوتھ سے باہر نکل آیا۔ وہ جانتا تھا کہ اب رومانوف کیا کرے گا۔



ہم کتنی دیر میں معلوم کر سکتے ہیں کہ فون نمبر ۹۱۲۱ - ۳۸ - ۷ کہاں ہے؟"

"دس منٹ میں جناب!" سفارت خانے کے ایک افسر نے بتایا۔

"جلدی کرو . . . اب بھی بازی جیتی جا سکتی ہے۔"

"یہ فون نمبر ٹاور برج کے پاس ہے ایک پبلک بُوتھ کا نمبر ہے۔"

آٹھ منٹ کے بعد رومانوف کو بتایا گیا:

"وہ تو بڑا پُرہجوم علاقہ ہے۔ بہت ٹریفک ہو گی۔ ہُوں مجھے ایک موٹر سائیکل چاہیے اور ایک تجربہ کار شخص جو موٹر سائیکل

چلانے میں ماہر ہو . . ." رومانوف نے حُکم دیا۔



ایڈم ٹیلی فون بُوتھ کے پاس کھڑا تھا اور اُس کی نگاہیں پُل پر آنے جانے والی ٹریفک پر جمی تھیں۔ فون کی گھنٹی بجی۔ وہ بُوتھ کے اندر داخل ہُوا۔

"ایڈم سکاٹ؟"

"ہاں۔"

"مَیں چند منٹ میں آ رہا ہُوں۔ مَیں ٹاور برج کے دوسرے کونے پر کھڑا مِلُوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ تصویر تمھارے پاس ہو گی۔ اگر تم نے کوئی چال چلی تو مَیں وہ کاغذات تمھارے سامنے جلا دوں گا جو تمھارے والد کا وقار بحال کر سکتے ہیں۔"

فون کا سلسلہ کٹ گیا۔

ایڈم مُسکراتا ہُوا بُوتھ سے باہر نکلا۔ ہر بات اُس کی مرضی کے مطابق ہو رہی تھی۔ وہ پُل کی طرف بڑھنے لگا۔ ایک موٹر سائیکل دُور کھڑی ہُوئی۔ اُس کو چلانے والا موٹر سائیکل کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا شخص اُتر کر پُل کے آخری حصّے کی طرف چلنے لگا۔ ایڈم نے اُسے فوراً پہچان لیا وہ رومانوف تھا۔ وہ مخالف سمتوں سے ایک دوسرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ایک دوسرے پر نظریں گاڑے وہ ایک دوسرے کے قریب پہنچے اور اُن کی نظریں ملیں۔ دونوں رُک گئے۔

ایڈم نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ تصویر نکالی .... 'سینٹ جارج اور مگرمچھ'۔ رومانوف کی آنکھیں میں چمک پیدا ہُوئی۔

"اس کا پچھلا حصّہ میرے سامنے کرو . . . اسے اُلٹا کر دکھاؤ۔"

ایڈم نے اُس کے حُکم کی تعمیل کی۔ تصویر کے فریم کے عقب میں چاندی کا چھوٹا سا تاج دیکھ کر رومانوف کے لیے اپنی مسرّت کو چھپانا ممکن نہ رہا۔

"اب تمھاری باری ہے۔ مجھے وہ دستاویز دکھاؤ . . ." ایڈم نے کہا۔

رومانوف نے اپنی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکالا۔

"اسے کھول کر دستاویز میری آنکھوں کے سامنے کرو۔"

رومانوف نے اُس کی ہدایت پر عمل کیا۔

"پُل کی دیوار پر یہ دستاویز رکھ دو۔" ایڈم نے کہا "مَیں یہ تصویر مقابل والی دیوار پر رکھتا ہُوں۔ ہم دونوں سڑک پار کر کے اپنی اپنی چیز اُٹھا لیں گے۔"

رومانوف اور ایڈم ایک دوسرے کی ہر حرکت کو غور سے دیکھ رہے تھے۔

جُونہی رومانوف نے سڑک پار کر کے وہ تصویر اُٹھائی وہ پاگلوں کی طرح موٹر سائیکل کی طرف بھاگا۔ دوسرے لمحے وہ موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا۔ دو منٹ کے اندر اندر موٹر سائیکل ٹریفک کی بِھیڑ میں گُم ہو گئی۔

ایڈم نے وہ لفافہ اُٹھایا۔ اُس کے اندر اصلی دستاویز تھی۔ اُس کے باپ کی بےگُناہی کا ٹھوس ثبوت!!

اُس نے گھڑی دیکھی . . . وہ مُسکرایا . . . پھر ایک ٹیکسی رُکی اور ایک اور اہم فریضہ انجام دینے چل پڑا۔



رُوسی سفارت خانے کے اندر موٹر سائیکل رُکی بھی نہیں تھی کہ رومانوف چھلانگ لگا کر اُترا اور بھاگتا ہُوا، دروازے پر دستک دیے بغیر رُوسی سفیر کے دفتر میں داخل ہو گیا۔ رُوسی سفیر کو یہ پُوچھنے کی ضرورت نہ پڑی کہ وہ کامیاب ہُوا یا نہیں۔ فتح کی مسرت رومانوف کے چہرے سے اُبلی پڑ رہی تھی۔

سفیر نے تصویر لی، اُسے غور سے دیکھا، پھر اُس کے فریم کے پیچھے سفید تاج کو دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا۔

"مجھے حکم ملا ہے کہ اس تصویر کو سفارتی ڈاک کے بیگ میں فی الفور واشنگٹن روانہ کر دوں۔"

مَیں یہ تصویر خود پیش کرنے کا اعزاز حاصل کرنا چاہتا تھا۔" رومانوف نے کہا۔

"میجر! تم رُوس کے ہیرو ہو۔ مادرِ وطن تمہاری خدمات کا صلہ دے گی۔"

رُوسی سفیر نے گھنٹی کا بٹن دبایا۔ دو آدمی اندر داخل ہُوئے۔ رُوسی سفیر کے اشارے پر اُنہوں نے یہ نادر تصویر حفاظت سے ایک بڑے لفافے میں ڈال کر مُہر لگائی پھر اُسے سفارتی ڈاک کے بیگ میں رکھ کر سربمُہر کر دیا۔

"ہیتھرو ایئرپورٹ پر ایک جہاز تیار کھڑا ہے۔ تم دونوں واشنگٹن روانہ ہو جاؤ۔ پانچ بجے تک واشنگٹن پہنچ جاؤ گے۔ معاہدے کی میعاد ختم ہونے میں تب کئی گھنٹے باقی ہوں گے۔"

دونوں آدمی وہ سفارتی بیگ اُٹھا کر فوراً دفتر سے نکل گئے۔

"کامریڈ میجر! تمہاری فتح کا جشن منایا جائے گا۔ دوپہر کا کھانا تم میرے ساتھ کھا رہے ہو۔"

کھانے کی میز پر رُوسی سفیر نے شراب کا جام اُٹھا کر کہا، "کامریڈ میجر رومانوف! تم یہ جان کر حیران ہو گے کہ امریکہ کی ریاست الاسکا کا علاقہ آلیوشن اب اشتراکی رُوس کا حصّہ بن جائے گا۔"

"مَیں... سمجھا نہیں۔"

"کامریڈ میجر! تم نہیں جانتے کہ تم نے کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ تمہارا نام رُوس کی تاریخ میں ہیرو کی حیثیت سے سنہری حروف میں رقم ہو چُکا ہے۔ اُس تصویر میں ایک معاہدہ ہے... جس کے تحت......"

رومانوف سُنتا گیا، حیران ہُوا پھر فخر و غرور سے اُس کا سینہ پھُولتا گیا۔ وہ جانتا تھا اب رُوس میں اُس کی کیا پذیرائی ہو گی۔ وہ اتنا اہم بن جائے گا کہ رُوس میں ہر شخص اُس کا احترام کرے گا اور وہ اپنے دادا کے خزانے سے بھی اب بلاخوف لُطف اندوز ہو سکے گا۔

کھانے کے بعد اچانک رومانوف کو کچھ یاد آیا۔ وہ بے اختیار بولا:

"مجھے آج شام واپس ماسکو جانا ہے۔ میرا خیال ہے آپ نے میرے لیے ایک ہزار پونڈ کا بندوبست کر دیا ہو گا۔ مَیں چاہتا ہُوں کہ لندن میں جاتے جاتے یہ حساب بھی صاف کر دُوں۔"

"مَیں انتظام کر چُکا ہُوں۔" رُوسی سفیر نے کہا۔ "واقعی اس کا حساب اب چُکا دینا چاہیے۔"

❁

امریکی سی آئی اے کا کمانڈر بُش لارنس کے دفتر میں داخل ہُوا:

"رومانوف تصویر حاصل کرنے میں کامیاب ہو چُکا ہے۔"

لارنس کے چہرے پر مایُوسی چھا گئی۔ اُس نے پُوچھا۔ "تم کیسے کہہ سکتے ہو...."

"مجھے ابھی ابھی واشنگٹن سے اطلاع دی گئی ہے کہ امریکہ میں رُوسی سفیر نے رُوسی وزیرِ خارجہ سے آج رات آٹھ بجے سرکاری نوعیت کی ملاقات کا وقت طے کر لیا ہے۔"

"مجھے یقین نہیں آتا... ایڈم...."

"ایڈم... ایڈم..." بُش چیخا۔ "اُس کا باپ بھی غدار تھا۔ وہ گوئرنگ سے مِل گیا تھا۔ جیسا باپ ویسا بیٹا....."

"ممکن ہے وہ مر چُکا ہو میرا دوست..." لارنس بات پُوری نہ کر سکا۔ فون کی گھنٹی بجی۔ دوسری طرف سے آواز آئی:

"سر، ڈاکٹر جان ونیس آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔" لارنس کی سیکرٹری نے کہا۔ "وہ کہتے ہیں کہ آپ نے انہیں خود کہا تھا کہ وہ آپ سے بات کر لیں۔"

"ڈاکٹر ونیس... کون؟ خیر ملواؤ....."

"سر مَیں ڈاکٹر ونیس بول رہا ہُوں۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کہیے۔ کیا بات ہے؟" لارنس نے پُوچھا۔

"سر آپ نے فرمایا تھا کہ جب مَیں ایڈم سکاٹ کا طبّی معاینہ کر لُوں تو آپ کو فون کر دوں۔"

"ایڈم سکاٹ!" لارنس چونکا۔ "ہاں... ملازمت کے لیے طبّی معاینہ۔"

"یس سر! آج وقتِ مقررہ پر وہ طبّی معاینے کے لیے

تشریف لائے تھے۔ جناب! اُن کی صحت اور جسمانی حالت قابلِ رشک ہے۔ مَیں نے سرٹیفکیٹ جاری کر دیا ہے۔"

"کیا مسٹر ایڈم سکاٹ اس وقت آپ کے پاس ہیں؟"

"نو سر!" ڈاکٹر نے جواب دیا۔ "طبّی معاینے کے بعد وہ یہاں سے چلے گئے تھے۔"

"کتنی دیر ہُوئی؟" لارنس نے پُوچھا۔ "کیا کچھ بتایا اُنہوں نے کہ کہاں جا رہے ہیں؟"

"مجھے کچھ نہیں بتایا سر! اُنہیں یہاں سے گئے نصف گھنٹہ ہُوا ہے۔" ڈاکٹر نے اطلاع دی۔

لارنس نے فون رکھتے ہُوئے دل میں کہا ___ ایڈم ابھی زندہ ہے... تو پھر تصویر رومانوف کے پاس کیسے پہنچ گئی۔

❁

جھنڈے کے بغیر سفارت خانے کی ایک عام کار میں رومانوف سوار ہُوا۔ ڈرائیور کو پہلے سے بتا دیا گیا تھا کہ اُسے کہاں جانا ہے۔ مقرّرہ جگہ پر کار ایک طرف رُک گئی۔ رومانوف باہر نکلا۔ پیدل چلتے ہُوئے وہ ایک گلی میں جا نکلا۔ جہاں اُس نے مطلوبہ مکان کی گھنٹی بجائی۔ اندر سے آواز آئی:

"کیا تم ممبر ہو۔"

"ہاں۔"

دروازہ کھُل گیا۔ رومانوف اندر داخل ہُوا۔ اُس نے کمرے کے ایک کونے میں اپنے 'مُخبر' کو ایک کُرسی پر بیٹھے دیکھا۔ 'مُخبر' نے رومانوف کو دیکھ کر سلام کیا اور خاموشی سے اُٹھا۔ دونوں چلتے ہُوئے عمارت کے اندرونی اور آخری حصّے کی طرف چلے گئے جہاں تین چار بیت الخلا تھے۔ ایک بیت الخلا کے اندر وہ دونوں داخل ہُوئے۔ رومانوف نے ایک ہزار پونڈ کے نوٹ نکالے اور 'مُخبر' کو دے دیے۔ رومانوف نے اندر سے دروازہ بند کر دیا تھا۔ 'مُخبر' نے نوٹ لے کر اُنہیں گننا شروع کر دیا۔ اُسی لمحے رومانوف نے اُس کی گُدّی پر پیچھے سے زوردار ہاتھ مارا۔ 'مُخبر' گرا۔ رومانوف نے اُس کا ٹینٹوا دبانا شروع کر دیا۔ اُس کی زبان لٹک کر باہر آ گئی۔

۱۹۲۲ء میں اشتراکیوں نے جب وسطِ ایشیا کی مسلمان ریاستوں پر غاصبانہ قبضہ کیا تو جامع مسجد سمرقند کا مینار منہدم کر کے اُس پر یہ عبارت لکھ دی گئی:

"آج کے بعد مؤذّن مسلمانوں کو اس مینار سے عبادت کا بُلاوا نہ دے سکے گا۔"

(حاضر العالم الاسلامی۔ ڈاکٹر ذکی علی مصری)

دس دس پونڈ کے نوٹ فرش پر گر پڑے تھے۔ رومانوف نے اُس کی گردن کو آخری زوردار جھٹکا دیا۔ وہ مر چُکا تھا۔ رومانوف نے نوٹ اُٹھائے۔ 'مُخبر' کو فلش پر بٹھا دیا۔ اُس کی پتلون ڈھیلی کر دی۔ ایک ہزار پونڈ کے نوٹ اُس کی جیب میں ڈالے اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

وزارتِ خارجہ کی خاص تنظیم 'ڈی فور' کا ایک رُکن پھر کبھی کسی میٹنگ میں شامل نہ ہو سکا، کیونکہ وہ مر چُکا تھا ___ اور وہ سنیل تھا جو دو آقاؤں کی خدمت کر رہا تھا۔ برطانیہ کا غدّار ___ سنیل... جواب رُوس کے کام کا نہیں رہا تھا۔

❁

رومانوف بڑے اطمینان سے ہوائی اڈّے پہنچا۔ رُوسی طیّارہ ایروفلوٹ ماسکو روانہ ہونے والا تھا۔ وہ طیّارے کے اندر جا کر بیٹھ گیا۔ ہوائی اڈّے کے باہر سے طیّارے کے اندر آنے تک امیگریشن اور کسٹم والوں نے اُس کے ساتھ پُورا تعاون کیا تھا۔ طیّارے میں اپنی سیٹ پر بیٹھ کر اُس نے اطمینان کا سانس لیا۔ اُسے نیند آ رہی تھی۔ کئی دنوں سے وہ مسلسل جاگ رہا تھا۔ ایڈم سکاٹ نے اُسے تگنی کا ناچ نچا دیا تھا۔ اُسے افسوس تھا کہ وہ ایڈم سکاٹ کو قتل نہ کر سکا۔ نیند سے بوجھل اُس کی آنکھیں مُندنے لگیں... اُسے کچھ خبر نہ ہُوئی کہ جہاز نے کب پرواز کی۔ پرواز کے درمیان وہ سوتا رہا...

❁

ماسکو کے ہوائی اڈے پر اُسے جگایا گیا۔ وہ سیدھا اپنے اپارٹمنٹ پہنچا اور جُوتوں سمیت بستر پر سوگیا۔

اُسے کسی نے جھنجھوڑ کر اُٹھایا۔ اُس نے آنکھیں ملیں۔ کے جی بی کے دو ایجنٹ پستول تانے کھڑے تھے۔

کھڑکی سے دُھوپ اندر آرہی تھی۔

تین گھنٹے کے بعد کامریڈ میجر رومانوف کی لاش ایک گُمنام قبر میں دفنا دی گئی۔ برزنیف کے حکم سے کے جی بی کے چیئرمین زابورسکی کو اُس کے عہدے سے ہٹایا جاچُکا تھا اور شام ہونے تک کے جی بی کے نئے چیئرمین یوری آندروپوف کا تقرر ہوچُکا تھا . . .

* * *

سوتھبی کے نیلام گھر میں بولی دینے والوں کی درمیانی قطار میں ایڈم سکاٹ اور روبن بریسفیلڈ بیٹھے تھے۔ نیلامی کرنے والے نے ہتھوڑی میز پر بجائی اور بولا :

"خواتین وحضرات! اب آئٹم نمبر ۱۰۴ کی نیلامی شروع ہورہی ہے۔ یہ آئٹم ایک معزز شخص کی ملکیت ہے جس کی ملکیت کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک نادر و نایاب تصویر ہے جو کبھی زار نکولس کی ملکیت تھی۔ سینٹ جارج اور مگرمچھ . . ."

نیلامی شروع ہُوئی۔ بولی دی جانے لگی۔

چار ہزار پونڈ . . .

* * *

"یہ سب کیسے ہُوا؟" روبن نے پُوچھا۔

"کرنل البرٹ ٹومکن بہت کام آیا۔ اُس کا پردہ کُھل چُکا تھا۔ اُس نے میرے لیے اس تصویر کی وہ نقل چوری کرلی جو رومانوف کے پاس تھی۔ اصل اور نقل کا فرق یہ تھا کہ اصل تصویر کے پیچھے فریم میں چاندی کا چھوٹا سا تاج فٹ کیا گیا تھا یا پھر ایک دستاویز . . . اُس میں چھپائی گئی تھی، لیکن اس دستاویز کا علم خود رومانوف کو بھی نہیں تھا۔"

"پھر تم نے کیا کیا؟ ایڈم!" روبن نے پُوچھا۔

"مَیں نے وہ نقلی تصویر حاصل کرلی۔ اُسے ایک ماہر بڑھئی کے پاس لے گیا۔ اصلی تصویر سے مَیں نے وہ چھوٹا سا تاج اُتروا کر نقلی تصویر کے فریم میں فٹ کرا دیا۔ رومانوف سے جب سودا ہُوا تو وہ تصویر کے فریم کے پیچھے چھوٹا چاندی کا تاج دیکھ کر مطمئن ہوگیا . . . اب اصلی تصویر تو تمہارے سامنے نیلام ہورہی ہے۔"

* * *

"دس ہزار پونڈ . . ." کسی نے تصویر کی بولی لگائی۔

* * *

ایڈم نے ٹھنڈی آہ بھری۔ "پیڈی کی جان کی قیمت کون دے سکتا ہے؟"

روبن نے پُوچھا: "پیڈی کے بھائی اور والدین . . . ؟"

"ہاں روبن! اُنہیں اب مجھ پر شک نہیں رہا۔ وزارتِ خارجہ کے سیکرٹری خود اُن کے ہاں گئے اور اُنہیں یقین دلایا کہ پیڈی کے قتل میں میرا کوئی ہاتھ نہیں۔"

"گیارہ ہزار پونڈ!" تصویر کی بولی میں اضافہ ہورہا تھا۔

* * *

"وہ دستاویز کیا تھی؟ ایڈم!"

ایڈم نے آہستہ سے جواب دیا۔

"روبن! مَیں اب خود وزارتِ خارجہ کا ملازم ہُوں۔ لارنس میرا ہی دوست ثابت ہُوا۔ خیر . . . اس دستاویز کے بارے میں مَیں تمہیں اتنا ہی بتاسکتا ہُوں کہ اگر وہ دستاویز رُوسیوں کے ہاتھ آجاتی تو امریکہ کا نقشہ بدل جاتا۔ ہماری حکومت نے وہ دستاویز امریکیوں کو دکھا کر اُن کی تسلی کرادی کہ یہ دستاویز رُوسیوں کے ہاتھ نہیں لگی۔ اب وہ دستاویز لندن کے ایک ایسے سیف میں محفوظ ہے جس کا علم صرف وزیرِاعظم اور وزیرِخارجہ کو ہے۔"

وہ مُسکرایا۔

"رُوسیوں نے وہ دستاویز پیش کرنے کے تمام انتظامات کرلیے تھے۔ یہ سب کچھ مجھے لارنس نے بتایا تھا۔ رُوسی سفیر اور امریکی وزیرِخارجہ کی سرکاری ملاقات کا وقت طے ہو چُکا تھا۔ دستاویز کی رُو سے معاہدے کی میعاد ختم ہونے میں ابھی چند گھنٹے باقی تھے کہ وہ تصویر — جو مَیں نے رومانوف کو دی تھی واشنگٹن پہنچ گئی۔ اُس میں دستاویز نہیں تھی اور وہ تصویر بھی نقلی نکلی۔"

"رومانوف . . ."

"ماسکو سے ہمارے ایجنٹوں نے اطلاع دی ہے کہ وہ صفحۂ ہستی سے غائب ہوچُکا ہے۔"

* * *

تیرہ ہزار پونڈ! کسی نے بولی لگائی . . . .

* * *

"کے جی بی کا سربراہ زابورسکی فارغ کردیا گیا ہے اور اُس کی جگہ یوری آندروپوف کو یہ عہدہ سونپا گیا ہے۔"

"ہاں! ایڈم! جب تم نے اپنے والد کی بے گُناہی کا ثبوت پیش کیا تو حکومت کا کیا ردِعمل تھا؟" روبن نے پُوچھا۔

"اس دستاویز کی پڑتال کے بعد اُنہوں نے میرے والد کو بے گُناہ قرار دیا۔ لارنس میرے دوست نے اس ضمن میں بڑا تعاون کیا۔ وہ خود وزارتِ دفاع گیا۔ میرے والد کی رجمنٹ نے اُن کی یاد میں ایک جلسے کا اہتمام کیا۔ میری والدہ مہمانِ خصوصی بنائی گئیں۔ رجمنٹ کے ہیڈکوارٹر کے ہال میں میرے والد کی ایک تصویر آویزاں کی گئی جس کی نقاب کشائی کا فریضہ میری والدہ نے ادا کیا۔"

* * *

پندرہ ہزار پونڈ! ایک . . . پندرہ ہزار پونڈ دو . . .

* * *

پندرہ ہزار پونڈ تین . . . " نیلام کرنے والے نے ہتھوڑی میز پر ماری اور بولی قطعی قرار دے دی گئی۔"

* * *

"ایڈم! تم اب دولت مند شخص ہو۔ کیا کروگے اتنی دولت کا . . . ملازمت بھی تمہیں بہت اچھی مل گئی ہے . . . . . اب تو تم زندگی سے مطمئن ہوگئے؟"

"ہاں روبن! کچھ رقم مَیں والدہ کو کچھ اپنی بہن کو دوں گا کچھ رقم تمہارے لیے۔ چند قیمتی تحفے لارنس کو نذر کردوں گا بس . . . اب تک یہی سوچا ہے۔"

روبن خوشی سے مُسکرادی۔ ••

بہترین امور

• سچائی میں ہر کلام سے بڑھ کر اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بڑھ کر بھروسہ کی بات تقویٰ کا کلمہ ہے اور سب ملتوں میں بڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہے اور سب طریقوں سے بڑھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

• سب باتوں پر اللہ کے ذکر کو شرف حاصل ہے، سب واقعات سے بڑھ کر پاکیزہ تر یہ قرآن ہے اور بہترین کام اولوالعزمی کے کام ہیں اور امور میں بدترین امر دین میں نئی باتیں نکالنا ہے

• انبیاء کی روش سب روشوں سے اچھی ہے اور شہید کی موت تمام موتوں سے اچھی ہے۔ سب سے بڑا اندھاپن وہ گمراہی ہے جو ہدایت پانے کے بعد ہو اور عملوں میں وہ عمل سب سے اچھا ہے جو نفع بخش ہو اور بہترین روش وہ ہے جس پر لوگ چل سکیں۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینا لینے سے بہتر ہے) تھوڑا اور ضرورت بھر مال اس افراط سے بہتر ہے جو غفلت میں ڈال دے۔

(حضورِ اکرمؐ کا ایک خطبہ)